عالمانہ ناصحانہ دلائل ومسائل سے مزین آسان اور عام فہم زبان میں خطبات کا خزینہ

خطباتِ رحیمی

﴿جلد دوم﴾

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت رح پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت رح جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطباتِ رحیمی (جلد دوم) جدید ایڈیشن
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی
سن اشاعت	:	۲۰۰۹ء، ۲۰۱۲ء
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
تعداد	:	ڈھائی ہزار
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	انتساب	10
2	تاثرات	11
3	**اللہ تعالیٰ کے احسانات**	12
	اللہ تعالیٰ کی بہت نعمتیں	13
	سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں	14
	اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں ہاتھوں سے بنایا	15
	حضرت سودہؓ کا واقعہ	17
	اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی	18
	سورج اللہ کی نعمت ہے	18
	چاند آسمانی کیلنڈر ہے	20
	دن اور رات اللہ کی نشانیاں ہیں	21
4	**والدین سے بغاوت**	22
	والدین کو محبت سے دیکھنا	24
	ایک عبرت ناک واقعہ	25
	والدین کا کوئی نعم البدل نہیں	26
	والدین کے رشتہ داروں سے حسن سلوک	27
	مغربی ممالک کا حال	28

	آج والدین کو برا بھلا کہنا کوئی عیب نہیں سمجھتا	28
	زمانۂ جاہلیت کا حال	29
5	**بداعمالیوں کی سزا**	31
6	**کبر کی مذمت**	39
	زندگی اور موت اللہ کے دست قدرت میں	39
	ایک متکبر کو سزائے خداوندی	40
	ایمان اور بے ایمان کا فرق	41
	سرکار دو عالم ﷺ کی ایک حکیمانہ نصیحت	42
	تکبر اور غرور کا سہرا	43
7	**ٹی وی کے مضر اثرات**	45
	حضرت عمر فاروقؓ کا ایک واقعہ	46
	ٹی وی کے مضر اثرات	48
	شیطانی دھوکہ	50
8	**تبلیغ اسلام**	53
	مقام احسان	54
	مسلمان ہونے کا احساس بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے	55
	پارٹ ٹائم مسلمان	56
	ڈاکٹر امبیڈکر کا واقعہ	57
	حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی کرامت اور بزرگی	57
	بطل حریت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی اسٹالن سے ملاقات	58
	سب سے بڑا المیہ	58
	حب رسول ﷺ	60

	ایک عجیب تحقیق	61
	حضور ﷺ بشر تھے	62
	ہر چیز کو حضور ﷺ کے صدقے میں بنایا گیا	63
	حضور ﷺ کے اخلاق سب سے عمدہ تھے	64
	حضور ﷺ ظاہری اور باطنی حسن کا مجموعہ	65
9	**کفران نعمت**	66
	آدم کے معنی	67
	حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ	67
	مرد اور عورت کا دائرۂ کار	68
	زنا کی قسمیں	69
	خوشبو لگا کر باہر نکلنا عورت کے لئے ممنوع	70
	شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دور کرتا ہے	70
10	**نفسانی خواہشات**	71
	شیطانی صفات	72
	شیخ سعدیؒ کی بیٹے کو نصیحت	72
	کیسے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے؟	73
	عمر کے ساتھ خواہشات بڑھتی ہیں	74
	بایزید بسطامیؒ کا مجاہدہ	74
	حضرت ذوالنون مصریؒ کا واقعہ	74
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا	75
	قناعت پسندی کا ایک واقعہ	76
	ایک بڑھیا کا واقعہ	77

	حضرت عثمان غنیؓ کی سخاوت	77
	حضرت ابوطلحہؓ کی بے نیازی	78
11	**انفاق فی سبیل اللہ**	80
	حضور ﷺ کو کوثر عطا کی گئی	81
	اولاد اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت	83
	مال اور اولاد فتنہ بھی ہیں	84
	اولاد کی تربیت، ایک صحابیؓ رسول کا واقعہ	85
	چھینک معمولی چیز نہیں	85
	ایک گنہگار کی مغفرت	86
	اصل بادشاہت تو یہ ہے	87
	اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت	88
	محمود غزنوی کا واقعہ	89
12	**مومن کی آزمائش**	90
	مومن اور کافر کے حال میں فرق	91
	اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمانؑ کو حکمت عطا فرمائی	92
	حضرت رابعہ بصریہؒ کا واقعہ	94
	شیطان اور انسان میں فرق	96
13	**ملک اور مال کی اہمیت**	98
	شریعت کے مطابق ہر کام عبادت بن سکتا ہے	99
	ایک شبہ کا ازالہ	100
	مسلمانوں کو اپنے ملک سے بڑی محبت ہے	101
	مسلمان غدار نہیں	101

	حضور ﷺ کی حکمت عملی	102
	پیسے کی عزت کرو	103
	انجیر میں شفا ہے	104
	پیسہ آدمی کی بنیادی ضرورت ہے	105
	رزق حلال طلب کرنا چاہئے	105
	پیسے کا استعمال شریعت کے مطابق ہو	106
14	**معراج اللہ تعالیٰ کی نشانی**	108
	زمین کی ابتدا	110
	جنات اور ملائکہ کی تعداد	111
	عرش الٰہی	112
	عقل انسانی کی تکمیل	112
	آغاز سفر سبحان سے	113
	واقعہ معراج کے متعلق ایک یہودی کا گواہی دینا	115
	ایک لطیفہ	118
15	**موت کی حقیقت**	120
	موت کے سامنے انسان بے بس ہو جاتا ہے	122
16	**روحانی بیماری**	128
	گوشت پوست کا نام انسان نہیں	129
	انسان کی فطرت	130
	جن کے قلوب بیمار ہیں	130
	دو زبان والے کا انجام	131
	دل سیاہ ہو جاتے ہیں	131

	غیبت کا عذاب	131
	غیبت کسے کہتے ہیں؟	132
	بہتان کیا ہے؟	133
	اصلاح کا طریقہ	133
17	**عاجزی اور انکساری**	135
	تکبر کی مذمت	136
	علماء کی صحبت کے فوائد	137
	حضرت مدنیؒ کی انکساری	137
	حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کی تفصیل	137
	ایک بار حضرت سلیمانؑ کا تخت ٹیڑھا ہو گیا	138
	فرعون کو شیطان کی نصیحت	139
	ابلیس حضرت نوحؑ کی کشتی میں	140
	اللہ کے دربار میں حضرت آدمؑ اور ابلیس	141
	متکبر کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی	142
	سرکار دو عالم ﷺ کی انکساری	142
18	**عذاب الٰہی**	144
	نافرمان اقوام کا حشر	145
	جب حاکم نیک ہوتا ہے	146
	حضرت نوحؑ کی تبلیغ	146
	حضرت نوحؑ کی بددعا	147
	عذابات سے سبق لینا چاہئے	150
19	**عقل سلیم اور ایمان باللہ: قیامت کی ہولناکی**	152

علماء کا اختلاف رحمت ہے 154
ایک بزرگ کا واقعہ 154
ایک صحابی رسول ﷺ کا واقعہ 155
ایک بادشاہ اور وزیر کی بحث 156
ایک چرواہے کا واقعہ 157
قیامت کیا ہے؟ 158
قیامت صغریٰ 160
جس دن آسمان پھٹ جائے گا 160
نفسی نفسی کا عالم ہوگا 161
20 پاکیزہ مائیں 163
اماں حواء کی تخلیق 164
عورتوں کو تکلیف نہ دو 165
ایک اعتراض اور اس کا جواب 166
عورت میں شکوے شکایت زیادہ 167
حضور ﷺ کی دلجوئی کرنے کا انداز 168
تربیت پر خصوصی توجہ 168
حسن اخلاق کا معیار 169
حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دل جوئی 170

☆☆☆

خطبات رحیمی کی جلددوم کا

انتساب

میرے والد بزرگوار کے استاذ محترم اور نسبتی برادر اور سمدھی اور میرے ماموں جان عالی جناب حضرت مولانا منشی محمد عالم صاحب انصاری، مدرس جامعہ خادم العلوم باغونوالی کی جانب جو نانا جان منشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد میری ننہال میں سب سے زیادہ معزز اور عمر رسیدہ بزرگ ہیں جن کی سادگی، تقویٰ اور عملی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ماموں جان کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور جملہ دینی اور علمی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین!

طالب دعا

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

جنوبی ہند

تاثرات

حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب قاسمی انصاری مدظلہ
امام وخطیب مسجد القدر بنگلور

حامداً ومصلیاً ومسلماً. امابعد

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک وارثینِ انبیاء حضرات علماء کرام وعظ،تقریر وتذکیر کے ذریعہ قرآن وسنت کی روشنی بندگانِ خدا تک پہنچاتے رہے ہیں۔

خطابت ایک قدرتی جوہر ہے جومنجانب اللہ ہوتا ہے، گذشتہ صدی کے خطباء کی ایک طویل فہرست ہے لیکن دورِ حاضر کے بے مثال خطیب طبیب حاذق، ماہر نباض جناب حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی جنوبی ہند کی اجلہ شخصیات میں سے ہیں۔حضرت جہاں شیریں خطیب وہیں شعلہ بیان مقرر بھی ہیں اوراس میدان کے پرانے شہ سوار ہیں، عزیزم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کے مرتب کردہ خطبات (خطباتِ رحیمی) کا ذخیرہ علماء، خطباء، مقررین اور مدارس اسلامیہ کے نو آموز طلباء کے لئے ایک قیمتی اور بیش بہا تحفہ ہے، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی خدمت کو قبول فرمائے اور حضرت مولانا رحیمی صاحب کے خطبات دیگر تالیفات کی طرح مقبول ہوکر عنداللہ ماجور ہوں۔آمین

(حضرت مولانا) ظہیر احمد قاسمی مظفرنگر (یوپی)

اللہ تعالیٰ کے احسانات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالشَّمْسِ وَضُحَاھَا. وَالْقَمَرِ إِذَا تَلاَھَا. وَالنَّھَارِ إِذَا جَلَّاھَا. وَاللَّیْلِ إِذَا یَغْشَاھَا. وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاھَا. وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاھَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا مَوْلاَھَا اَنْتَ خَیْرُمَّنْ زَکّٰھَا اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ.

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف وکرم کے کیا معنی لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

بزرگان محترم،نوجوانان اسلام! اللہ رب العزت نے اس کائنات کو بنایا اور سنوارا ہے اوراپنی خدائی کے کرشمے ظاہر فرمائے، اللہ رب العزت نے دنیا میں بے شمار عجیب وغریب چیزیں بنائی ہیں، کچھ چیزیں وہ ہیں جوانسان کو اپنی آنکھوں سے

نظر آتی ہیں اور کچھ ایسی ہیں کہ ان کو نہ محسوس کیا جاتا ہے اور نہ ہی وہ آنکھوں سے دکھائی دیتی ہیں بلکہ انسان ان کو سمجھ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیکھنے، سوچنے اور محسوس کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، آدمی پیدا ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اس کو بہت ساری نعمتیں دے کر دنیا میں بھیجتے ہیں، اللہ رب العزت نے اس کے جسم کے اندر جو چیزیں رکھی ہیں وہ بہت ہی قیمتی ہیں، آدمی اپنی آنکھوں کو اور کانوں کو دیکھے، اپنی ناک اور زبان کو دیکھے اور ان پر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ ان چیزوں کا کوئی نعم البدل نہیں ہے، آدمی کے کان کا پردہ پھٹ جائے تو ایک لاکھ روپئے میں کان کا پردہ آتا ہے اور تیس ہزار روپئے آپریشن کا خرچ اور یہ کان کا پردہ اصلی نہیں نقلی پردہ ہوگا، آدمی کی آنکھ اگر چلی جائے تو اس کا لگانا مشکل ہے، ظاہر ہے کہ جب آنکھ کے پردہ پر میل آجاتا ہے اور آپریشن کرایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ آنکھ بنوائی ہے، حالانکہ آنکھ بنوائی نہیں جاتی، یہ تو ہمارے یہاں محاورہ ہے، بلکہ آنکھ کا علاج کیا جاتا ہے، آنکھ پر پردہ یعنی باریک جھلی آجاتی ہے تو آپریشن کیا جاتا ہے انسان کی آنکھ خراب ہوجائے، روشنی ختم ہوجائے اور ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر چاہیں کہ آنکھ میں روشنی آجائے ایسا دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی۔

اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتیں

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے بہت سی نعمتیں دی ہیں، انسان دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے اور جانتا ہے پھر بھی بھول جاتا ہے کہ میرا مالک میرے اوپر کتنا مہربان ہے جس نے مجھے ایسی نعمتیں دے کر بھیجا ہے، آدمی زبان سے بولتا ہے، آپ نے ٹیپ ریکارڈ دیکھا ہوگا آپ کو اگر انگریزی پروگرام سننا ہے تو انگریزی کیسٹ اس میں لگانی ہوگی، ہندی بات سننی ہے تو ہندی کیسٹ لگانی ہوگی، بہرحال جو کچھ بھی سننا ہو تو وہ

کیسٹ لگا کر ہی ہم سن سکیں گے، لیکن دنیا میں آپ نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ کئی زبانیں جانتے ہیں، ہمارے یہاں بنگلور میں تین چار زبان تو ہر آدمی جانتا ہے، اردو، ہندی، انگلش، تمل، کنڑا وغیرہ، زبان ایسی کیسٹ ہے جس کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے، اس زبان سے جو چاہیں بول سکتے ہیں، اردو بولنا چاہیں تو اسی زبان سے، ہندی بولنا چاہیں تو اسی زبان سے، تمل بولنا چاہیں تو اسی زبان سے، کنڑا بولنا چاہیں تو اسی زبان سے بول سکتے ہیں، آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دوسری زبان بولنے کے لئے منہ کے اندر جو زبان ہوتی ہے اس کو پلٹ دیا ہو، یہ اللہ رب العزت کا بڑا احسان ہے کہ اس نے زبان کی شکل میں نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے اور پھر زبان سے صرف بولنے کا کام نہیں بلکہ بہت سے کام لئے جاتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں تو اسی زبان سے لقمہ اندر جاتا ہے، زبان اتنی حساس ہے کہ اگر کوئی معمولی سا پتھر زبان کے نیچے آجائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ منہ میں پتھر آگیا ہے، اتنے فائدے اس کے ہیں کہ اللہ رب العزت ہی جانتے ہیں، جسم میں اللہ رب العزت نے اتنی ساری چیزیں رکھی ہیں جن کو انسان سمجھ نہیں سکتا، آدمی سمجھتا ہے کہ میں اپنی عقل سے سوچ رہا ہوں، اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، اپنے کانوں سے سن رہا ہوں، میں اپنی زبان سے بول رہا ہوں اور میں اپنے پاؤں سے چل رہا ہوں، حالانکہ یہ ساری چیزیں تو اللہ نے دے کر بھیجی ہیں جس کو تم استعمال کر رہے ہو، چاہئے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ جو جتنا زیادہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ رب العزت اس کی نعمتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔

سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں

تو میں عرض کر رہا تھا کہ انسان اللہ رب العزت کے عطا فرمائی ہوئی نعمتوں کو سمجھے اور پھر اس کی معبودیت اور وحدانیت کا اقرار کرے اور اس کی عظمت کو پہچانے،

یہ انسانیت کا فریضہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک کو پہچانے، ایک آدمی اپنے یہاں نوکر رکھتا ہے، صبح سے شام تک اس سے کام لیتا ہے اور جب مہینہ آتا ہے تو اسے تنخواہ دیتا ہے، تھوڑی سستی کرتا ہے تو مالک کہتا ہے کہ تجھے معلوم نہیں کتنی تنخواہ دیتا ہوں، تھوڑی تھوڑی بات پر طعنہ دیتا ہے، اپنے جیسا ایک آدمی جو خود بھی خدا کا محتاج ہے، نوکر بھی محتاج ہے، اللہ رب العزت کے سامنے دونوں محتاج ہیں، بلکہ اللہ رب العزت کے سامنے سب کے سب محتاج ہیں، چاہے کوئی بادشاہ ہو یا فقیر، امیر ہو یا غریب، شہری ہو یا دیہاتی سب کے سب اللہ کے محتاج ہیں، لیکن انسان میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جہاں تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے پریشان ہو جاتا ہے، آدمی جب نوکر کو کہہ سکتا ہے کہ میں تنخواہ دے رہا ہوں، حالانکہ یہ تنخواہ مفت نہیں دے رہا ہے بلکہ اس سے کام لے رہا ہے، تیس روپئے دے رہا ہے تو پچاس کا کام لے رہا ہے، یہ دنیا کا دستور ہے لیکن اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ انسان اطاعت کر رہا ہے تو بھی اس کو دیا جا رہا ہے، اطاعت نہیں کر رہا ہے تو بھی دیا جا رہا ہے، فرمانبردار ہے تو بھی دے رہے ہیں نافرمان ہے تو بھی دے رہے ہیں، ہر حال میں اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں، کما رہے ہیں تو بھی دے رہا ہے نہیں کما رہے ہیں تو بھی دے رہا ہے، اللہ رب العزت دیتے ہوئے نہیں تھکتے، انسان لیتا ہوا تھک سکتا ہے، اللہ رب العزت ایسے داتا ہیں، ایسے پروردگار ہیں، ایسے نوازنے والے ہیں کہ کائنات میں کوئی دوسری ہستی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے

انسان کو سمجھنا چاہئے کہ مجھ کو بنانے والے نے مجھ پر احسان کیا ہے تو پھر اس کی تعریف کرنی چاہئے، اللہ رب العزت نے مجھے بنایا ہے، جسم دیا ہے، اس میں

روح پھونکی ہے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوحِ حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بن کر تیار ہوا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ دیکھو اس کو، ہم نے مٹی کا پتلا اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور ساتویں آسمان پر اس کو لٹا دیا، روایت میں آتا ہے کہ جس مٹی سے آدم علیہ السلام کو بنایا تھا اس مٹی کو اللہ رب العزت نے ستر ہزار سال تک اپنی رحمت سے بھگایا اور رحمتوں کی بارش ہوتی رہی تو پھر اللہ رب العزت نے پوری توجہ سے اس کو بنایا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ اونٹ کو دیکھو، ہاتھی کو دیکھو، بکری کو دیکھو اور آدمی کا چہرہ دیکھو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی جتنی مخلوقات ہیں سب سے بہتر وجود اللہ نے انسان کا بنایا ہے، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ دنیا کی ساری چیزوں کو اللہ نے اپنے ایک ہاتھ سے بنایا اور انسان کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کا پتلا بنا کر تیار کیا اور فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آ کر دیکھو تو فرشتے آتے اور کہتے سبحان اللہ! اللہ نے کیا چیز بنائی ہے، واقعی ایسی صورت ہم نے دیکھی ہی نہیں۔

فرشتے نور سے بنے ہوئے ہیں ان میں شرارت نہیں ہے، گناہ نہیں ہے، فسق و فجور نہیں ہے، اللہ نے فرشتوں کو نفس اور دل نہیں دیا ہے، نفس بھی انسان کو دیا ہے اور دل بھی انسان کو دیا ہے، فرشتوں کے پاس نفس نہیں تو ان کو کسی چیز کی حاجت نہیں، نہ ان کو بیوی بچوں کی حاجت ہے، نہ مال و دولت کی حاجت ہے اور نہ ان کو کھانے پینے اور سونے کی حاجت ہے، بس اللہ نے ان کو خاص خاص کام پر مامور کر دیا ہے، گویا وہ نوری مخلوق ہیں، نوری کمپیوٹر ہیں، ان کو بنا دیا اللہ نے، ان میں کوئی اللہ کی تسبیح بیان کر رہا ہے کوئی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہے، کوئی رکوع کر رہا ہے اور کوئی عرشِ الٰہی کو تھامے ہوئے ہے، اللہ نے مختلف کاموں پر فرشتوں کو لگا دیا، ابلیس نے آدم علیہ السلام کو جب دیکھا تو حسد ہوا، کہ یہ اللہ نے مجھ سے بھی اچھی چیز بنا دی ہے، شیطان آدم علیہ السلام

کے پتلے میں ناک کے راستے اندر گیا ہوا بن کر، اور دیکھا کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے، سینہ میں کیا ہے، جب یہ باہر آیا تو کہا کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، آدم کو اللہ نے مجھ سے زیادہ مقام ضرور دیا ہے لیکن مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ کس طرح آدم اور اس کی اولاد کو اپنے راستے پر لاؤں، پھر اللہ رب العزت نے اپنی قدرت سے جسم کے اندر روح پھونکی تو حضرت آدمؑ اٹھ کر بیٹھ گئے، فرمایا کہ اے آدم! تو کتنا جلد باز ہے۔ **وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا** اور انسان بڑا جلد باز ہے کہ ابھی ہم نے اس کے اندر روح ڈالی اور ابھی اٹھ کر بیٹھ گیا، آدمی چل رہا ہے، پھر رہا ہے، بول رہا ہے، دنیا میں یہ جتنی رنگینیاں آپ کو نظر آرہی ہیں یہ سب اسی روح کے کرشمات ہیں جب یہ روح انسان کے اندر سے نکل جاتی ہے تو بے جان ہوجاتا ہے، جس طرح سے پنجرے کے اندر سے طوطے کو نکال دیا جائے تو اس پنجرے کی کوئی قیمت نہیں رہتی، اسی طرح سے جب انسان کے جسم سے روح نکل جائے تو یہ جسم بے جان ہوجاتا ہے۔

حضرت سودہؓ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، اس وقت کچھ صحابہ وہاں سے گذرے، حضور ﷺ نے فرمایا اِدھر آؤ، وہ آئے اور عرض کیا حضور! فرمایئے، حضور ﷺ نے فرمایا یہ میرے پاس جو بیٹھی ہیں یہ میری بیوی سودہؓ ہیں، وہ صحابی عرض کرتے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اسلئے کہ تمہارے دل میں بدگمانی پیدا نہ ہو اور تمہارے اندر یہ وسوسہ نہ آجائے کہ حضور ﷺ کسی نامحرم سے بات کر رہے ہیں، ارشاد فرمایا کہ انسان کی رگوں میں شیطان خون کی طرح دوڑتا ہے، کبھی نہ کبھی انسان کے دل میں وسوسہ آہی جاتا ہے، اگر اللہ کے نبی کی طرف سے وسوسہ آگیا تو ایمان ختم ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے **وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا** اور قسم ہے مجھے سورج کی جب کہ وہ اپنی کرنوں کے ساتھ پلٹ جائے۔ سورج اللہ نے بنایا، اللہ رب العزت کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ قسم اسلئے کھاتے ہیں تاکہ انسان اس کی اہمیت کو سمجھے کہ یہ چیز اللہ نے بنائی ہے، کوئی دوسرا ایسی چیز نہیں بنا سکتا، اللہ نے سورج بنایا، چاند بنایا، اللہ نے دن اور رات پیدا فرمائے، اللہ نے زمین وآسمان، پہاڑوں اور سمندروں کو بنایا، دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں کہ ایک مچھر بھی بنادے، بلکہ مچھر تو بہت بڑی چیز ہے ایک مچھر کا پر بھی نہیں بنا سکتا کہ اس کے اندر طاقت آجائے اور وہ اُڑ جائے، یہ سب کچھ اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت میں رکھا ہے، انسان اس کو دیکھ کر اللہ کی عظمت اور قدرت کو مانے، اللہ کی عظمت جب تک دل میں پیدا نہیں ہوگی تو اللہ کے رسول ﷺ کی محبت بھی اس کے دل میں پیدا نہیں ہوگی، اور جب تک اللہ کے رسول ﷺ کی محبت دل میں پیدا نہیں ہوگی اس وقت تک اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کی وقعت اس کے دل میں پیدا نہیں ہوگی۔

سورج اللہ کی نعمت ہے

تو فرمایا **وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا** اور قسم ہے سورج کی، اللہ نے سورج کی قسم کھائی، سورج جب سے بنا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک اپنے صحیح وقت پر نکلے گا اور چھپے گا، آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سورج اپنے وقت کے بعد نکلا ہو اور وقت کے بعد چھپا ہو، انسان سو جائے، بارش آجائے، طوفان آجائے، دنیا میں کچھ بھی ہوجائے،

آسمان سے جیسا چاہے طوفان آئے، سورج اپنے وقت کے مطابق نکل رہا ہے اور ساری دنیا کو روشنی دے رہا ہے، اگر انسان کے بدن کو دھوپ نہ لگے تو بیمار ہو جائے گا، معلوم ہوا کہ دھوپ زندگی کے لئے ضروری ہے، جس طرح ہوا اور روشنی ضروری ہے اسی طرح دھوپ بھی ضروری ہے، دھوپ اگر نہ ہو تو اس زمین پر بہت سارے کیڑے اور کانٹے پیدا ہو جائیں، یہ تو دھوپ کی گرمی ہے جو بہت سارے جراثیم اور کانٹوں کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور انسان اس سے بچ جاتا ہے، انسان زمین سے غلہ اگا رہا ہے، چاہے وہ پھل اور فروٹ ہوں یا کوئی اور چیز ہو جب تک سورج کی روشنی اور گرمی نہ پڑے گی فصل نہیں پکے گی، معلوم ہوا کہ اللہ نے سورج کی شکل میں بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے، جتنی فصلیں زمین سے تیار ہوتی ہیں سب سورج کی گرمی سے پکتی ہیں، اگر سورج کی گرمی اور دھوپ نہ ہو تو دنیا میں قحط پڑ جائے، کچھ کھانے کو میسر نہ ہو تو اللہ نے اسی لئے فرمایا تاکہ سمجھ لو کہ سورج تمہارے لئے کتنا اہم ہے **وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا** فرمایا کہ قسم ہے سورج کی کہ ہم نے اس کو پوری کرنوں اور طاقت کے ساتھ بنایا ہے اور پھر اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا **وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا** اور قسم ہے مجھے چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے سے آئے اللہ رب العزت نے چاند کو بنایا ہے، لوگ دنیا میں مثال دیتے ہیں کہ میرا بیٹا تو چاند جیسا ہے اور ہر ماں کہتی ہے کہ دیکھو اپنے بیٹے کے لئے چاند جیسی بہو لاؤں گی، دنیا میں ہر آدمی چاند کی مثال دیتا ہے اسلئے کہ چاند جیسی خوبصورت اور چمکنے والی چیز دنیا میں دوسری نہیں، اللہ رب العزت نے چاند کو بنایا اور چاند بھی ہمارے لئے پھلوں میں خوبصورتی اور رنگت پیدا کرتا ہے، جو کھیتیاں لہلہا رہی ہیں اور جو اشیاء زمین سے اگ رہی ہیں چاند کی روشنی اس کے اندر خوبصورتی پیدا کرتی ہے، ذائقہ پیدا کرتی ہے، اگر چاند نہ ہو تو خوبصورتی فروٹ اور پھلوں میں پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ اس کے اندر ذائقہ پیدا ہو سکتا ہے۔

چاند آسمانی کیلنڈر ہے

چاند ایک ایسا شاہکار ہے جو وقت پر نکل رہا ہے اور ایک مہینہ میں ایک دو دن غائب ہو کر پھر نکل جاتا ہے، چاند کو اللہ نے ایک ایسی چیز بنا دیا ہے کہ اس کے ذریعہ انسان مہینے کا پتہ لگا لیتا ہے گویا چاند کو انسان کے لئے کیلنڈر بنا دیا ہے، اگر چاند نہ ہو تو مہینے کا پتہ نہ لگے، کہ کب مہینہ ختم ہو رہا ہے اور کب شروع ہو رہا ہے، حسن بن صباح بغداد کا ایک بہت بڑا سائنس داں گذرا ہے اس نے اللہ سے دعا کی کہ الٰہی میرے ہاتھ میں ایسی طاقت دے دے جس سے میں نقلی چاند بنا دوں، اس کے بعد اس نے اپنے علم اور صلاحیت سے ایک ایسا چاند بنا دیا جو ایک کنویں سے رات کو نکلتا اور تقریباً بارہ میل تک روشنی پھیلاتا اور صبح ہونے سے پہلے پھر وہ کنویں میں چلا جاتا، چند دن ایسا ہوتا رہا اس کے بعد وہ آسمان سے گرا اور ختم ہو گیا اللہ رب العزت نے جب سے چاند بنایا ہے اس کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آئی ہے پہلے جیسا چمکتا تھا آج بھی چمک رہا ہے اور ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو چاند جیسی نعمت بھی دی ہے، روشنی بھی دی ہے، اللہ تعالیٰ انسان کو بتا رہے ہیں کہ دیکھو میں نے تمہارے لئے چاند بھی بنایا تم اس کو دیکھو اور غور کرو کہ ہم نے اس چاند کو کتنا خوبصورت بنایا ہے کہ اسی وجہ سے تمہاری زندگی میں بہار ہے، اسی کی وجہ سے تمہاری زندگی میں خوشیاں ہیں اور تمہاری راتوں کے اندر روشنی ہے، اگر یہ چاند نہ ہو تو ستاروں کو روشنی نہ ملے تو اللہ رب العزت نے فرمایا **وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا** اور قسم ہے مجھے چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے سے آئے یعنی چاند سورج کی روشنی سے روشنی حاصل کرتا ہے، اگر سورج نہ ہو تو چاند کو روشنی نہیں ملتی ہے۔

دن اور رات اللہ کی نشانیاں ہیں

اس کے بعد فرمایا وَالنَّھَارِ اِذَا جَلّٰھَا اور قسم ہے مجھے دن کی روشنی کی جب کہ وہ پوری طرح پھیل جائے۔ انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ دن کو پیدا کردے، بڑی بڑی ٹیوب لائٹ انسان نے بنائی کہ رات کو جگمگاتی ہے اور اپنی روشنی پھیلاتی ہے لیکن سورج کا مقابلہ نہیں کرسکتی وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰھَا اور قسم ہے مجھے رات کی جب کہ وہ پوری طرح ڈھانپ لے وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰھَا اور قسم ہے مجھے آسمان کی جیسا کہ میں نے بنایا وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰھَا اور قسم ہے مجھے زمین کی جیسا کہ میں نے اس کو پھیلایا۔

غرض یہ کہ اللہ نے ان تمام نشانیوں کو اسلئے پیدا فرمایا تاکہ انسان نعمتوں کا شکر ادا کر کے اللہ کو یاد کرے اور خدا کی وحدانیت کا پکا سچا قائل بن جائے، دعا کیجئے اللہ رب العزت ہم سب کو اس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

والدین سے بغاوت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَضٰی رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَاناً إِمَّا یَبْلُغَنَّ عِندَکَ الْکِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ کِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً کَرِیْماً ٥ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً ٥ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

قلبِ انسانی میں رقصِ عیش وغم رہتا نہیں
نغمہ رہ جاتا ہے لطف زیر وبم رہتا نہیں

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرمائی اور بے شمار نعمتوں سے نوازا، یوں تو بے شمار نعمتیں ہیں لیکن ایک بڑی نعمت اللہ نے

والدین کی شکل میں عطا فرمائی ہے، والدین کیا ہیں؟ ان کا مقام کیا ہے؟ اور اللہ رب العزت نے ان کے تعلق سے کیا حکم فرمایا ہے؟ اس کے بارے میں متعدد آیات اور احادیث ہیں، اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ اور تم کو نصیحت کی جارہی ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود مت بناؤ اور اللہ کے سوا کسی کی پوجا اور عبادت مت کرو وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، اچھا معاملہ کرو اور ان کے ساتھ محبت سے پیش آؤ، ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا اور ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں اور ان کو تمہاری خدمت اور تمہارے سہارے کی ضرورت ہو تو تم ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا اور ان کو اف بھی مت کہو، والدین کوئی ایسی بات کہہ رہے ہیں تم کو جو ناگوار معلوم ہوتی ہو تو اپنے چہرے سے ناگواری کا اظہار مت کرو، اللہ نے ان تمام باتوں سے منع فرمایا ہے، اگر وہ مار رہے ہیں برا بھلا کہہ رہے ہیں تم کو ڈانٹ ڈپٹ کرر ہے ہیں اور تم سے سختی سے پیش آرہے ہیں تو اولاد کو حق نہیں ہے کہ اپنے والدین کو جواب دیں۔

آج ہم جس معاشرے میں جی رہے ہیں اس میں والدین اپنے بچوں کی باتیں سننے اور اپنی اولاد کی اطاعت اور فرمانبرداری پر مجبور ہیں، حالانکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ اے نوجوانو! اے اللہ کے مومن بندو! تم اپنے والدین کی اطاعت کرو ان کی فرمانبرداری کرو، ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ اور ان کا کہنا مانو اور ان کے لئے تکالیف اٹھا کر راحت کا ذریعہ بنو، ہمارا نوجوان کہتا ہے کہ نہیں قرآن کی صدا ہمارے کانوں میں نہیں آرہی ہے، قرآن کیا کہہ رہا ہے ہم کو معلوم نہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰه۔ ہم کو تو

اس کا پتہ ہے کہ جو ہمارا نفس کہتا ہے اور جو کچھ شیطان کہتا ہے، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ قرآن اعلان کرتا ہے کہ تم والدین کی اطاعت کرو، شیطان کہتا ہے کہ تم والدین کی نافرمانی کرو قرآن اعلان کرتا ہے کہ ماں باپ کے سامنے سینہ تان کر نہ کھڑے ہو بلکہ اپنی نظریں نیچی کر کے بات کرو اور شیطان کہتا ہے تم ماں باپ کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو، قرآن اعلان کرتا ہے کہ تم اپنے سروں کو اپنے والدین کے سامنے جھکا دو اور شیطان کہتا ہے تم ان کے سامنے ایک نافرمان انسان کی طرح بن کر کھڑے ہو، قرآن کی اس بات کا کوئی اثر آج ہمارے نوجوانوں پر نہیں ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه!

والدین کو محبت سے دیکھنا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے والدین کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ رب العزت ایک حج مقبول کا ثواب عطا فرماتے ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے والدین کو صبح سے شام تک محبت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں ان کے لئے ہزاروں حج کا ثواب اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے اور بد نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے ماں باپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا بدلہ اللہ نے آخرت میں رکھا ہے، اگر آدمی دنیا میں گناہ کرتا ہے تو لکھ دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے لیکن ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دوہرا اجر مرحمت فرماتے ہیں ایک دنیا میں دوسرا آخرت میں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے اس کی اولاد بھی اس کی نافرمانی کرتی ہے، اس آدمی کو موت نہیں آئے گی جب تک اپنی اولاد

کو نافرمانی کرتے نہ دیکھ لے اور مرنے کے بعد والدین کی نافرمانی کی تو سزا ملے گی ہی، قبر میں بھی سزا ملے گی اور آخرت میں بھی ملے گی۔

ایک عبرت ناک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ میں ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہوں جو جنت میں میرے ساتھ رہے یعنی آخرت میں میرا ساتھی بنے ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! تم شہر کے فلاں بازار میں جاؤ وہاں ایک آدمی گوشت فروخت کر رہا ہے اس کے ساتھ تھوڑا سا وقت گذارو، حضرت موسیٰ جو اللہ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں، اللہ کے لاڈلے ہیں قرآن کریم کے ۲۲ پاروں میں ان کا ذکر ہے، اللہ نے ان کو اپنے سے کلام کرنے کی سعادت عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ سے جو ضد ایک بار کر لیتے اس کو منوا کر ہی رہتے تھے، یہ اللہ سے محبت اور مرتبہ کی علامت ہے، تو موسیٰ پوچھتے ہوئے گوشت کی دوکان پر پہونچے دیکھا کہ ایک قصاب گوشت بیچ رہا تھا گوشت ختم ہو گیا اور اس نے دوکان بند کی، حضرت موسیٰ نے کہا کہ بھائی میں بھی آج تمہارے ساتھ چلوں گا اور تمہارے یہاں ہی قیام کروں گا، اس نے کہا کہ ٹھیک ہے وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہیں؟ بس یہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی مسافر ہیں، جب یہ اس کے گھر پہونچے تو اس نے اپنا سامان رکھا اور اوپر سے ایک بڑا ٹوکرا اتارا، دیکھا تو اس میں ایک بڑھیا جو بڑی نحیف وکمزور تھی اس کو روئی کے اندر بڑے صاف ستھرے کپڑوں میں رکھا ہوا ہے، موسیٰ نے پوچھا بھائی یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میری والدہ ہیں، اب ان میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں ہے نہ ان میں اپنے ہاتھ سے کھانے پینے کی طاقت ہے، میں ان کو پاخانہ پیشاب بھی خود ہی کراتا ہوں اور اپنے ہاتھ سے ان کو کھانا کھلاتا ہوں، اپنے ہی ہاتھ سے ان کے

کپڑے بدلتا ہوں میں ان کی ہر وقت خدمت کرتا ہوں، دنیا میں میرا یہی ایک معاملہ ہے کہ کماتا ہوں اور بچوں کے پالنے کے ساتھ ساتھ ان کی خدمت کرتا ہوں، موسیٰ نے دیکھا کہ بڑھیا کے ہونٹ ہل رہے ہیں تو موسیٰ نے اپنے کان بڑھیا کے ہونٹوں سے لگائے ، بڑھیا کی بہت کمزور آواز تھی اور وہ دعا کر رہی تھی کہ یا اللہ قیامت کے دن میرے بیٹے کو موسیٰ کی ہمراہی عطا فرما دینا، اللہ نے دنیا ہی میں اس کی دعا قبول کر لی اور موسیٰ کو بتا دیا کہ جاؤ فلاں جگہ اس آدمی سے ملو وہ، آدمی قیامت کے دن تمہارے ساتھ ہوگا مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوں گے ان میں صدیقین ہوں گے ان میں شہداء ہوں گے ان میں صالحین ہوں گے اور ان میں اللہ کے فرمانبردار بندے ہوں گے، ان میں نافرمان بندے نہیں ہوں گے، یہ ایک دوسرے کے بہترین ساتھی ہوں گے۔

والدین کا کوئی نعم البدل نہیں

شیطان نے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے آج نوجوانوں کو ڈر لگتا ہے، شرم آتی ہے، زور پڑتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے والدین ہی تمہاری جنت اور دوزخ ہیں، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ والدین جنت اور دوزخ کیسے ہو سکتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر والدین کی تم نے خدمت کی تو تم کو جنت ملے گی، ظاہر ہے کہ دنیا میں انسان کو ساری نعمتیں مل سکتی ہیں، مال چلا جائے دوبارہ آسکتا ہے، بیوی کا انتقال ہو جائے دوسری بیوی مل سکتی ہے، اولاد کا انتقال ہو جائے تو دوسری اولاد پیدا ہو جائے گی، گھربار چھوٹ جائے تو پھر مل جائے گا، روزگار چھوٹ جائے

تو دوسرا روزگار مل جائے گا، ایک بستی چھوڑ کر دوسری بستی میں انسان رہ سکتا ہے لیکن اگر ماں باپ انتقال کر جائیں تو پھر دوسری بار دنیا میں نہیں مل سکتے ہیں، یہ ایسی نعمت ہے کہ جس کو ایک بار مل گئی دوسری بار نہیں مل سکتی، انسان کی خوش قسمتی ہے کہ جب تک والدین زندہ ہوں ان کی اطاعت وفرماں برداری کرے۔

والدین کے رشتہ داروں سے حسن سلوک

حضور اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ صحابہ نے پوچھا کہ اگر والدین مرجائیں اور زندگی میں ان کو خوش نہ رکھ سکا ہو تو ان کی خوشنودی کا کیا طریقہ ہے ان کو کیسے خوش کیا جائے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والدین کے لئے ایصال ثواب کیا جائے، (قرآن کریم پڑھ کر ان کو بخشا جائے، اور ان کے لئے نیک کام کئے جائیں، غریبوں کو کپڑا دیا جائے بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے، مسافروں کو راستہ بتایا جائے، مظلوموں کی مدد کی جائے اور ان سب چیزوں کا ثواب والدین کو پہونچایا جائے، مسجدوں میں چٹائیاں اور حصیریں بچھوائی جائیں، وضو کے پانی کا انتظام کیا جائے اور یہ نیت کی جائے کہ یا اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہونچے)۔

دوسرے یہ کہ جو تمہارے والدین کے رشتے دار ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کرو ان کی مدد کرو اور ان کا تعاون کرو، اس سے بھی تمہارے گناہ معاف ہوں گے، جو تم نے والدین کی نافرمانی کی ہوگی اس کا کفارہ بھی تقریباً ادا ہو جائے گا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے والدین کو اُف بھی مت کہو اور ان کے سامنے سینہ تان کر نہ کھڑے ہو اور جب تم ان کے ساتھ بات کرو تو بڑی نرمی کے ساتھ بات کرو، محبت کے ساتھ پیش آؤ، والدین کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا حج مبرور کا ثواب رکھتا ہے پھر آگے فرمایا کہ تم ان کے سامنے اپنی نظریں جھکالو، ان کے

سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور ان کی ہر خواہش کا احترام کرو، ان کی تابعداری کرو، اور فرمایا کہ اللہ سے دعا کرو کہ اے اللہ تو میرے والدین پر رحم فرما جس طرح بچپن میں انہوں نے مجھے پالا اور مجھ پر رحم کیا۔

مغربی ممالک کا حال

مغربی ممالک میں ریٹائرڈ لوگوں کے لئے بزرگوں کے گھر بنا رکھے ہیں جہاں گھر میں بہو آئی اور ماں باپ ذرا بوڑھے ہوئے تو کہتے ہیں کہ تم اس گھر سے باہر نکل جاؤ اس گھر میں تمہاری ضرورت نہیں ہے، بزرگوں کے گھر چلے جاؤ جہاں حکومت کھانے پینے کو دیتی ہے۔ کتنا بڑا ظلم ہے؟ وہ قوم جو ساری دنیا کو اپنے کنٹرول میں کرنا چاہتی ہے، ساری دنیا پر حکومت کرنا چاہتی ہے اس کی بداخلاقی کا یہ حال ہے کہ جن کے پیٹ سے اولاد ہوتی ہے ان ہی کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے اور ان کو لاوارث گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے اور وہیں ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے، آٹھ دس دن میں ایک بار وہاں جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہاری کیسی طبیعت ہے؟ والدین یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی اولاد بہت بڑی فرمانبردار ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ظالم اور نا ہنجار بھی ہیں کہ جب ان سے والدین کی فرمانبر داری نہیں ہوتی اور سمجھتے ہیں کہ ہر آٹھ دس دن میں وہاں جا کر دیکھنا بہت مشکل بات ہے کہاں سے اتنا ٹائم لائیں؟ تو ڈاکٹر سے کہتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے والدین تکلیف اٹھائیں، ڈاکٹر صاحب! آپ زہر کا انجکشن لگا دیجئے تا کہ یہ مرجائیں۔

آج والدین کو برا بھلا کہنا کوئی عیب نہیں سمجھتا

ہمارے معاشرے میں جس میں ہم اور آپ جی رہے ہیں اس میں بھی کچھ لوگ بڑی بیہودہ حرکت کرتے ہیں، ہمارے اسی محلّہ لائر پالیہ کی بات ہے ایک سال

پہلے ایک بوڑھے آدمی ایک آٹو ڈرائیور کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میرے پاس پاجامہ نہیں ہے تو نوجوان نے جواب دیا کہ ابھی تم کو چھ مہینے پہلے پاجامہ بنا کر نہیں دیا تھا کہاں ہے وہ پاجامہ؟ تم اسی طرح کپڑے پھاڑتے رہے تو کہاں سے آئے گا کیا تم کمارہے ہو؟ میں نے محسوس کیا کہ یہ بوڑھا شخص محلّہ ہی کا کوئی آدمی ہوگا اسی لئے ایسا جواب اس کو دیا گیا ہے، جب وہ بڑے میاں خاموش چلے گئے تو میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ بھائی یہ بڑے میاں کون تھے؟ اس نے کہا کہ یہ میرے والد ہیں، میں نے کہا کہ افسوس تجھ پر اور تیری زندگی پر کہ تو نے اپنے باپ کو اس طرح کہا کہ جیسے ایک نوکر کو کہا جاتا ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ!

آج ہمارے نوجوانوں کے اخلاق اس قدر گر چکے ہیں کہ ان کو معلوم نہیں کہ والدین کا کیا مقام ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے۔

زمانۂ جاہلیت کا حال

حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے لوگ اپنی ماؤں کے ساتھ زنا کرتے تھے اور جب باپ مرجاتا تو بیٹا ماں کو اپنے گھر میں رکھ لیتا، قربان جائیے حضور ﷺ پر کہ آپ نے دنیا کو انسانیت سکھائی اور صاف بتادیا کہ دیکھو یہ حیوانوں کا طریقہ ہے، جانوروں کا طریقہ ہے کہ ان میں ماں باپ کی تمیز نہیں ہوتی، اولاد کی تمیز نہیں ہوتی تم تو انسان ہو، اشرف المخلوقات ہو، تم کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے اور ارشاد فرمایا کہ ماں اگر ہنستی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنستے ہیں، ماں اگر خوش ہوتی ہے تو اللہ بھی خوش ہوتے ہیں، ماں اگر روتی ہے تو اللہ کا قہر اور غصہ اس

بندے پر نازل ہوتا ہے، اور ارشاد فرمایا کہ اگر باپ ناراض ہے تو اللہ بھی ناراض ہے اور اگر باپ خوش ہے تو اللہ بھی خوش ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! ہمیں یہ ساری چیزیں معلوم ہیں مگر اس کے باوجود بھی ہماری لاپرواہی والدین کے تعلق سے کیا معنی رکھتی ہے؟ یا تو کہو کہ ہم اللہ کے باغی ہیں یا یہ کہو کہ ہم کھل کر نافرمانی کررہے ہیں ظاہر بات ہے کہ مومن میں یہ بات نہیں ہوسکتی کہ وہ خدا سے اعلان بغاوت کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بداعمالیوں کی سزا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِمِنْ بَعْدِ الذِّکْرِاَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَاعِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُواالصَّالِحَاتِ لاَ نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّاوُسْعَھَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بزرگان محترم،نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کاایک دستور بنایا ہے کہ جوانسان جتنی محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی عطا فرماتے ہیں۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَاسَعٰی جوکوشش کرتا ہے وہ پالیتا ہے، زیادہ محنت کروگے توزیادہ ملے گا اور کم محنت کروگے تو کم ملے گا، دین کے لئے محنت کروگے تو دین ملے گا اور دنیا کے

لئے محنت کروگے تو دنیا ملے گی، آج ہماری محنت دنیا کے لئے ہے، آج ہماری کوشش اورسعی دنیا کے لئے ہے اور دین وآخرت کی فکر نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو مصیبت اٹھانی پڑ رہی ہے، ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ کہ اگر نعمتوں کا تم شکرادا کروگے تو اللہ تعالیٰ مزید عطا فرمائیں گے، ناشکری کروگے تو عذاب میں مبتلا کردیں گے۔

صحابہ کرام کے متعلق یہود ونصاریٰ نے پوچھا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ اسلام کے ماننے والے اتنے بہادر ہوتے ہیں کہ دنیا کی کسی بھی طاقت سے نہیں ڈرتے اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو مرعوب نہیں کرسکتی تو بتایا کہ یہ لوگ رات کے عابد اور دن کے شہسوار ہیں یعنی رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن میں دشمن اسلام اور دشمن رسول ﷺ سے جہاد کرتے ہیں یہ حضرات اسلئے دنیا پر غالب ہیں کہ ان لوگوں نے دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے، آج یہ مسئلہ معلوم کیا جارہا ہے کہ نماز کی فرصت نہیں ملتی کیا ظہر اور عصر بعد میں پڑھ سکتے ہیں؟ یعنی مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ عبادت اس وقت کرتے ہیں جب فرصت ہوتی ہے اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ جہاد سے فرصت ملتی تھی تو روزی کمانے کے لئے جاتے تھے، ان کا مقصد حیات اللہ کی عبادت تھی اور ہمارا مقصد حیات دنیا کمانا ہے ہم نے صحابہ کے طریقے کو بالکل بدل دیا ہے، اگر ہم ان کا طریقہ اپنائیں گے تو یقیناً ہمیں عزت ملے گی، اگر ہم یہ چاہیں کہ اللہ کی عبادت بھی نہ کریں، دین کیلئے محنت بھی نہ کریں، ریاضت اور مجاہدہ بھی نہ کریں اور جان ومال بھی اللہ کی راہ میں قربان نہ کریں اور پھر ہم ساری دنیا پر غالب آجائیں یہ ناممکن ہے، جتنی آپ قربانی دیں گے اتنے ہی آپ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسان گندم اور راگی کے باریک دانے کھیت میں بکھیر دیتا ہے اور پھر اس پر کافی محنت ہوتی ہے وہ دانے زمین کے اندر چلے جاتے ہیں معلوم نہیں ہوتا ہے کہ دانہ کہاں ہے، کسی شاعر نے اسی پر کہا ہے ۔

مٹادے اپنی ہستی کو، اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

دانہ جب اپنی ہستی کو مٹی میں ملا دیتا ہے تو زمین اپنی طاقت سے اسے تیار کرتی ہے اور چند ہی دنوں میں اس کی کونپل باہر آجاتی ہے اور پھر اس پر سینکڑوں دانے لگ جاتے ہیں ایک دانے کے بدلے ستر دانے کا اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ مسلمان آخرت کے لئے جیتا تھا اور آج مسلمان کی زندگی دنیا اور دنیاوی عیش وآرام کے لئے ہے، قرن اول کے مسلمان اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتے تھے۔

آج مسلمانوں کو ساری دنیا ڈرا رہی ہے جس سرزمین پر ہزاروں انبیاء کرامؑ دفن ہوں اور آرام فرما رہے ہوں اور ہزاروں اولیاء کرام ہوں وہ سرزمین کتنی مقدس سرزمین ہوگی اور جہاں حضور ﷺ کے نواسے حضرت امام حسینؓ اور آپ کے ساتھ شریک ہونے والے عاشقین اہل بیت بھی مدفون ہوں یہ تمام کی تمام عراق کی سرزمین میں آرام فرما رہے ہیں، امام اعظم جن کا سکہ ساری دنیا میں چلتا ہے اور اسّی فیصد مسلمان آپ کے مسلک پر عمل کرتے ہیں وہ بھی عراق کی سرزمین میں آرام فرما ہیں پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اسی سرزمین میں آرام فرما رہے ہیں، مدینے میں رسول اکرم ﷺ آرام فرما رہے ہیں تو بغداد میں نواسہ رسول ﷺ آرام فرما ہیں، مدینے میں سینکڑوں اور ہزاروں صحابہ آرام فرما رہے ہیں تو بغداد میں بہت سے تابعین اور غلامانِ رسول آرام فرما رہے ہیں وہ سرزمین بھی بڑی مقدس سرزمین

ہے، لیکن مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے عراق کا صدر بے دین ہے، عراق کا قانون اسلامی نہیں ہے عراق کا دستور کمیونسٹ دستور ہے، وہاں کی سب سے بڑی پارٹی کمیونسٹ نظریہ پر قائم ہے کمیونسٹ کے یہاں خدا کا کوئی تصور اور وجود نہیں ہے اسی کو دہریت کہتے ہیں، جو لوگ آج سے بیس سال پہلے عراق گئے ہیں انہوں نے بہت سارے شہروں میں دیواروں پر یہ لکھا ہوا دیکھا ہے اَیْنَ اللّٰہُ اللہ کہاں ہے ؟ لوگ پوچھتے تھے کہ تم جس خدا کو مانتے ہو وہ کہاں ہے؟ یہی بداعمالیاں ہیں کہ آج وہاں کے لوگوں پر بمباریاں ہو رہی ہیں کہ اب معلوم ہوگا کہ خدا کہاں ہے، بارہ ہزار کیلومیٹر سے آکر امریکہ بم برسا رہا ہے ایک مسلمان اور کمیونسٹ میں کیا فرق رہا، اسٹالن اور لیلن نے جب روس کے اندر کمیونسٹ کی بنیاد رکھی اس وقت سے لے کر اسّی سال تک وہاں مدرسوں کو اجاڑا گیا، مسجدوں کو قفل لگا دیا گیا اور جن لوگوں کے متعلق معلوم ہوا کہ اذان دیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں تو ان کی زبان کاٹ دی گئی تا کہ یہ اللہ کا نام نہ لے سکیں، بلکہ ظلم کی انتہا ہوئی کہ جو لوگ قرآن کریم پڑھاتے تھے ان کو بھی شہید کر دیا گیا اور پھر ایک بڑا مجسمہ تیار کر کے ماسکو شہر میں نصب کیا گیا نعوذ باللہ، اللہ معاف فرمائے اللہ تعالیٰ کا مجسمہ زمین پر پڑا ہوا ہے اور اسٹالن اس کو ٹھوکر مار رہا ہے یعنی خدا نہیں ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللّٰہ، اسٹالن نے لوگوں کے نظریات اور عقیدے بدلنے کے لئے تصویریں شائع کر دیں لیکن خدا کی ذات بھی بڑی عجیب ہے کہ جو خدا کو مانے اس کا بھی خدا ہے اور جو نہ مانے اس کا بھی خدا ہے، خدا کی خدائی میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اللہ پاک تو بے نیاز ہے مانو یا نہ مانو خدا کی ذات وصفات میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، آدمی اگر چاند پر تھوکنا چاہے تو اس کے منہ پر ہی گرتا ہے اگر چاند کے بنانے والے کو کوئی برا کہے تو اس کو کیا حشر

ہوگا؟ خدا نے دکھا دیا جب ۱۹۴۱ء میں دوسری جنگ عظیم چل رہی تھی اور ہٹلر سے مقابلہ تھا اور ساری دنیا مل کر ہٹلر کے خلاف لڑ رہی تھی ہندوستان بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ تھا اس وقت اسٹالن نے ایک خط لکھا برطانیہ کے صدر چرچل کو، تاریخ میں محفوظ ہے کہ اب ہمیں ہٹلر سے کوئی بچانے والا نہیں، خدا ہی بچا سکتا ہے، خدا نے منکر کی زبان سے ہی اقرار کرادیا کہ ہٹلر سے، خدا کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ خود کہنے کے لئے نہیں آتے ہیں بلکہ اس طرح کے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں کہ انسان خود بخود سیدھا ہو جاتا ہے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ عراق کا صدر صدام حسین بے دین آدمی ہے اور عراق کے دستور میں لکھا ہے کہ اللہ و رسول اور مذہب کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو لڑکی اپنے سر سے دوپٹہ اتار کر پھینک دے وہ عراق کے لئے سب سے زیادہ قابل فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب فیصلہ ہے، موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا الٰہی ایک انسان غلطی کرتا ہے تو عذاب ساری بستی والوں پر بھیجا جاتا ہے، غلطی ایک انسان کر رہا ہے تو عذاب بھی ایک ہی انسان پر ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ موسیٰؑ! وقت آنے پر تم کو بتا دیا جائے گا موسیٰؑ بھی سوال کر کے بھول گئے، بہت دنوں کے بعد ایک واقعہ پیش آیا کہ حضرت موسیٰؑ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے نیند آئی تو لیٹ گئے، گہری نیند میں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا حضرت موسیٰؑ کو بڑا غصہ آیا جوتے سے پوری چیونٹیوں کو رگڑ دیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ! تم کو ایک ہی چیونٹی نے کاٹا ہے لیکن تم نے سب کو ختم کر دیا یہ کیا بات ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔ روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ الٰہی

اس بستی میں ایک آدمی بہت نیک اور عبادت گذار ہے اس آدمی کی وجہ سے اس بستی کو بچا سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بندہ نیک ضرور ہے لیکن خودغرض ہے دوسروں کی اصلاح کی فکر نہیں کرتا، اس نے دوسروں کو برائی سے نہیں روکا، قیامت میں اس کی عبادت کا ثواب ہم اس کو دیں گے، آج اس آدمی کو بھی سب کے ساتھ ختم کر دو، اگر یہ برائی سے روکتا تو ساری قوم اور پوری بستی اچھی ہو سکتی تھی، یہ ہے بنیادی بات کہ صدام حسین اپنی ذات سے صحیح مسلمان ہو یا نہ ہو لیکن وہاں ہزاروں اور لاکھوں مسلمان آباد ہیں ان میں اللہ والے بھی ہوں گے نمازی پرہیزگار بھی ہوں گے لیکن ایک آدمی کی غلطی کی وجہ سے سارے معصوم کچلے جا رہے ہیں، عورت مرد، بچے، بوڑھے سب کو ختم کیا جا رہا ہے، یہ وہ ظلم ہے جس کو ساری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے لیکن زبان کھولنے اور اس شیطان کا ہاتھ پکڑنے کی کسی ہمت نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا بڑا عجیب نظام ہے، میں غور کر رہا تھا الٰہی کیا بات ہے کہ اتنے سارے بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ایک بات ذہن میں ڈالی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رحمت کا بہانہ ڈھونڈتے ہیں یہ رحمت کا بہانہ ہے اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو نیک ہیں وہ بھی اس بہانے شہادت کا درجہ حاصل کر رہے ہیں، یہ ناحق ظلم کا شکار ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسی کے بدلے ان لوگوں کو جنت عطا فرما دیں۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام کے تعلق سے پوچھا گیا تھا کہ صحابہؓ اتنے نڈر کیوں ہیں؟ تو بتایا گیا تھا کہ وہ رات کے عابد ہیں اور دن کے شہسوار ہیں اور یہی صحابہ والا طریقہ ہے جس کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے راتوں کو اٹھنا اور اللہ کی عبادت کرنا آج دو چار فی صد لوگ ہی تہجد کیلئے اٹھتے ہوں گے، قرن اولیٰ میں سو فی صد عبادت کے لئے اٹھتے تھے بلکہ اپنی پوری زندگی اسلامی سانچے میں ڈھالتے تھے،

کوئی مسلمان ایسانہیں ملتا تھا کہ جو بے نمازی ہو، اگر کوئی بیماری کی وجہ سے مسجد میں حاضر نہ ہوسکتا تو وہ اپنے گھر میں ہی نماز پڑھ لیتا تھا، آج تو حالت یہ ہے کہ مسجد میں نماز ہورہی ہے اور مسجد کے سامنے سے گذر جاتے ہیں لیکن یہ توفیق نہیں ہوتی ہے کہ چلو نماز پڑھ لیں، جو نماز پنجگانہ نہیں پڑھتا وہ تہجد میں کیا اٹھے گا؟ راتوں کو اس امت نے جاگنا چھوڑ دیا اللہ سے مانگنا چھوڑ دیا تو اپنے سر مصیبتیں ڈال لیں ، اللہ ان کو ذلیل کررہے ہیں رسوا کررہے ہیں، آج ساری دنیا کے مسلمان غیر مسلموں سے بھیک مانگ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم پر ظلم مت کرو ہم پر رحم کرو لیکن وہ نہیں مانتے، دن رات نت نئے ظلم کے طریقے اپنا رہے ہیں اور مسلمانوں کو پریشان کررہے ہیں لیکن مسلمان یہ نہیں سمجھتا ہے کہ اپنے مالک اور خالق سے بغاوت کرنے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! جب تمہارے اعمال خراب ہوجائیں گے تو تمہارے اوپر ظالموں کو مسلط کردیا جائے گا وہ تم پر اتنا ظلم کریں گے کہ کسی کو بھی تم پر رحم نہ آئے گا، تم دنیا بھر میں چیخ وپکار کروگے مگر تمہاری آواز کو سننے والا کوئی نہ ہوگا، کوئی تمہاری فریاد کو نہیں آئے گا، تمہارے اوپر طرح طرح کے ٹیکس اور جرمانے عائد کئے جائیں گے تم کو اس سے بچانے والا کوئی آدمی نہیں ملے گا۔

دوستو! اس بات پر غور کرنا ہے کہ جو چیز اللہ نے اس امت کو عطا فرمائی تھی آج ہم نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

۱۹۶۸ء میں جب فلسطین پر اسرائیل کا غلبہ ہوا تو ایک عجیب واقعہ سامنے آیا، کہ جب فلسطین پر اسرائیل نے ناجائز قبضہ کیا اور بیت المقدس کے علاقہ پر بمباری کی اور وہاں سے مسلمان اپنی جان بچا کر بھاگنے پر مجبور ہوئے تو ایک عمر رسیدہ آدمی اپنے ساتھ لاٹھی لئے ہوئے علاقہ سے باہر ہورہے تھے مسلمان عالم

دین تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی اور بچے بھی تھے، اسرائیل کا ایک فوجی افسران کو دیکھ کر قریب آیا تو اس نے سوال کیا کہ مولانا ہم نے سنا ہے کہ ساری دنیا پر مسلمانوں کی بادشاہت ہوگی لیکن کیا بات ہے کہ فلسطین کو چھوڑ کر سارے مسلمان بھاگ رہے ہیں؟ مولانا خاموش رہے اس کرنل نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیں، مولانا چل دیئے، وہاں فوجیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے، مولانا نے دیکھا کہ شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی ہیں اور جوا کھیلنے کے تمام آلات موجود ہیں تو مولانا نے کہا **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** تم مجھے کہاں لے آئے کرنل نے ہنس کر کہا کہ مولانا یہ خیمہ اسرائیل کا نہیں بلکہ فلسطین کی فوج کے سپہ سالار کا ہے میں یہ دکھانے آیا ہوں کہ مسلمان حکمرانوں میں اتنی عیاشی آگئی تھی اور جس فوج میں عیاشی آجائے وہ فوج کبھی اپنے ملک کی حفاظت نہیں کرسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج سارے فلسطینیوں کو ان کے ملک سے نکال کر باہر کردیا گیا ہے کیونکہ وہ عیاش قسم کے لوگ تھے پھر اس کے بعد وہ فوجی مولانا کو کہنے لگا چلئے میں آپ کو سرحد سے باہر چھوڑ آتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ جب بھی ہم پر قہر نازل ہوا ہمارے اعمال کی وجہ سے ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

کبر کی مذمت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰائِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی یہ بیداری یہ آزادی یہ بے باکی

زندگی اور موت اللہ کے دست قدرت میں

محترم بزرگو اور نوجوانانِ اسلام! اس ساری کائنات میں بڑائی اور تعریف کا مستحق اور تمام خوبیوں کا منبع وماویٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ ہے، اللہ تعالیٰ ہی کو تعریف سزاوار ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کو کبر بھی سزاوار ہے، دنیا میں اگر کسی کو بڑائی کا

حق پہونچتا ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ تکبر ہماری چادر ہے اور یہ چادر صرف ہم کو ہی زیب دیتی ہے، ہمارے علاوہ اگر کوئی انسان یا کوئی بھی مخلوق اس کو اوڑھتی ہے تو ہم اس کی اس کو تار تار کر دیتے ہیں یعنی اس کی عزت کو نیلام کر دیتے ہیں، اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ انسان یا وہ جن جو اپنی بڑائی یا تعریف میں مشغول ہو یا اپنی بڑائی کا خواہاں ہو سخت ناپسند ہے اس لئے کہ ساری بڑائی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ تمام بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اور سارے حاکموں کے حاکم ہیں، اس دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ اور سلاطین آئے آج وہ زمین کا پیوند بن چکے اور خاک میں مل چکے ہیں ان کا نام لینے والا آج اس دنیا میں نہیں ہے، بڑے بڑے فرعون آئے اور بڑے بڑے ظلم کرنے والے لوگ اس دنیا میں آئے لیکن جب وقت آیا اور تو ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے، موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو ہر جاندار تسلیم کرتا ہے، موت ہی ایک ایسی سچائی ہے کہ وہ زندگی سے بھی زیادہ سچی ہے، زندگی جس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملتی ہے اسی طرح موت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے، زندگی اور موت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت میں رکھا ہے کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے کنٹرول اور طاقت وصلاحیت نہیں دی ہے۔

ایک متکبر کو سزائے خداوندی

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جو انسان تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں، حضرت ابن عیینہؒ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ طواف کر رہا ہے، اس کے نوکر اس کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں اور ہٹو بچو کر رہے ہیں، وہاں تو انتشار رہتا ہے کہ امیر، غریب، بادشاہ اور عوام سب برابر ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بادشاہ جائے تو اس کی بھی وہی حالت، فقیر جائے تو اس کی بھی وہی حالت، تو ابن عیینہؒ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بڑا مالدار ہے لوگوں کو ہٹاؤ بچاؤ کر رہا ہے مگر چند ہی دنوں کے بعد انہوںؒ نے دیکھا کہ وہ بھیک مانگ رہا ہے، اس سے پوچھا کہ تو بہت بڑا مالدار اور بڑا نواب تھا تجھے یہ کیا ہو گیا ہے کہ تو آج بھیک مانگ رہا ہے، میں نے تو تجھے بڑی شان کے ساتھ طواف کرتے دیکھا تھا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی بارگاہ میں ایسے بادشاہ کے سامنے تکبر کیا تھا جس کے سامنے کسی مخلوق کا تکبر نہیں چلتا، اللہ تعالیٰ نے میرے تکبر کو خاک میں ملا کر رکھ دیا اور مجھے فقیر بنا دیا، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے جو زمین پر اکڑ کر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ محبوب ہے جو اپنی نگاہیں نیچی کر کے تواضع اور انکساری کے ساتھ چلتا ہے۔

ایمان اور بے ایمان کا فرق

دوستو! دنیا میں بہت سے بادشاہ آئے، ہمارے ہندوستان میں بھی ایک بادشاہ گذرا ہے جس کا نام شاہ جہاں تھا جس نے لال قلعہ میں شاہی تخت بنوایا جو اس وقت نو کروڑ روپئے میں تیار ہوا تھا، اور اس تخت پر دو مور بنے ہوئے تھے عربی میں مور کو طاؤس کہتے ہیں اس لئے اس تخت کا نام تختِ طاؤس رکھا گیا تھا، اور ان موروں کی آنکھوں میں کوہِ نور لگائے گئے تھے جن کی دنیا میں نظیر نہیں ہے، جب یہ تخت بن کر تیار ہو گیا اور دربار عام میں لا کر رکھا گیا تو شاہ جہاں تخت پر بیٹھا اور فوراً اتر گیا، لوگ بیٹھے ہوئے بادشاہ کا حسن و جمال دیکھ رہے تھے، بادشاہ زمین پر سجدہ ریز ہوتا ہے اور کہتا

ہے یا اللہ آپ گواہ رہنا کہ فرعون نے لکڑی کے تخت پر بیٹھ کر اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں لیکن اے اللہ! شاہ جہاں سونے اور ہیرے جواہرات کے تخت پر بیٹھ کر تیری بندگی کا اظہار کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ میں چاہے کتنے ہی بڑے اور قیمتی تخت پر بیٹھ جاؤں اور کتنی ہی دنیا مجھے مل جائے لیکن میں تیرا ہی بندہ ہوں، میں کبھی خدا نہیں بن سکتا، اس لئے کہ بادشاہت بھی تیری ہی طرف سے ہے، عزت بھی تیری ہی طرف سے ہے اور بڑائی بھی تیری ہی طرف سے ہے، فرعون کے پاس ایمان نہیں تھا تو اس نے لکڑی کے تخت پر بیٹھ کر خدائی کا دعویٰ کر دیا اور شاہ جہاں ہیرے جواہرات کے تخت پر بیٹھ کر کہتے ہیں کہ اے اللہ گواہ رہنا کہ میں اس حالت میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور کبھی تجھ سے منہ موڑنے والا نہیں ہوں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شاہ جہاں کی حکومت کو استحکام بخشا، تو معلوم ہوا کہ بندہ کتنا ہی بڑا ہو جائے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ زمین پر دیکھ کر چلے آسمان پر نظر اٹھا کر نہ چلے، اللہ تعالیٰ نے ہزاروں ایسے واقعات دکھائے ہیں اور یہ بتا دیا ہے کہ تمہاری عزت اور تمہاری خیر خواہی اسی میں ہے کہ تم اپنے کو عاجزی اور انکساری کے اندر رکھو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی ایک حکیمانہ نصیحت

حضور ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میرے اندر تکبر اور غرور بھی ہے میرے اندر جھوٹ بولنے کی بیماری بھی ہے اور بھی مختلف بیماریاں ہیں میں آپ کے اوپر ایمان لے آیا ہوں اس لئے مجھے ایسی ہدایت دیں اور ایسا سبق دیں جس سے میں مسلمان بھی رہوں اور یہ تمام کام بھی کرتا رہوں، حضور ﷺ نے اس کو کلمہ طیبہ کی تعلیم دی اور ارشاد فرمایا کہ

دیکھو ہم تم پر کوئی پابندی نہیں لگاتے جو بھی پابندیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، جب انسان کلمہ پڑھ لیتا ہے تو سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو، اس لئے اب تک جتنے بھی تم نے گناہ کئے ہیں وہ تو معاف ہیں لیکن اب جو گناہ کرو گے اس کا باقاعدہ اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب ہوگا، اس کے بعد حضور ﷺ نے اس کو ایک نصیحت فرمائی کہ دیکھو جھوٹ نہ بولنا، اس نے کہا کہ یہ تو بہت آسان ہے، چند دن بعد حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرا زنا کرنے کا ارادہ ہوا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میں نبی ﷺ کے دربار میں جاؤں گا تو اللہ کے نبی ﷺ مجھ سے پوچھیں گے کہ تم نے کون سا گناہ کیا ہے میں نے وعدہ کر لیا تھا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا، آپ سے تو سچ بتانا ہی پڑے گا اس لئے میں نے غور کیا کہ آپ کے اس فرمان ''کہ جھوٹ بولنے سے بچنا'' میں سب کچھ آ گیا ہے اب میں نہ برائی کرتا ہوں اور نہ غرور کرتا ہوں اور نہ ہی میں بدکاری کرتا ہوں اور نہ کسی پر ظلم کرتا ہوں، آپ کی ایک چھوٹی سی بات نے میری پوری زندگی بدل دی اور میری زندگی اچھی بنادی۔

تکبر اور غرور کا سہرا

دوستو! معلوم ہوا کہ اسلام کا ایک ایک نکتہ، ایک ایک فرمان، ایک ایک حکم ایسا ہے کہ اس سے انسان کی زندگی بن جاتی ہے، افسوس کہ آج ہم نے اس کو اپنی زندگی سے نکال دیا ہے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں میں ہماری خوب عزت ہو، ہم چاہتے ہیں کہ ہم خوب پیسہ کمائیں، حلال ہو یا حرام، ہم پر کوئی ظلم نہ کرے ہم سب پر ظلم کرتے رہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی کو جو اپنا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے کر کے چلتا ہے اللہ تعالیٰ سخت غصے کے ساتھ پیش آئیں

گے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ بڑی بڑی باتوں پر تو کہاں چھوٹے چھوٹے عمل بھی ہمارے پاس نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ دھوکہ دینے کے لئے ''مسجدوں میں ہماری پینٹ اوپر ہو جاتی ہے اور مسجد سے باہر جاتے ہیں تو پھر ہماری پینٹ نیچے ہو جاتی ہے'' اللہ تعالیٰ کو ہماری نیتوں کا علم ہے، ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جاننا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ٹی وی کے مضر اثرات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَا الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارِ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہوجائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تو

بزرگان محترم ، نوجوانان اسلام اور عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے اسلام کوتمام کائنات کا مذہب بنایا ہے، قرآن یعنی کلام اللہ اور سنت رسول اللہ دین کو سمجھنے کے لئے ہمارے پاس موجود ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں احکامات قرآن اور احادیث میں دیکھنا چاہیئے صحابہ کے اقوال اور ان کے حالات سے دین کو سمجھنا چاہیئے، قرآن

وحدیث کا امتیاز ہے کہ ہر زمانے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے، قرآن کو پڑھا جائے اور غور وفکر کیا جائے تو زمانے کے اعتبار سے رہنمائی عطا کرتا ہے، حضور ﷺ کے ارشادات دنیا کے تمام انسانوں اور زمانے کے لئے یکساں ہیں ،کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ قرآن وحدیث کی رہنمائی سے دنیا محروم رہی ہو۔

حضور ﷺ کے زمانے میں کوئی بات ہوتی تو آسمان سے وحی نازل ہوتی اور حضور ﷺ وہ حکم لوگوں کو سنا دیتے لیکن جب حضورؐ دنیا میں نہیں رہے تو صحابہؓ کو یہ دقت پیش آئی کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کیسے معلوم کی جائے؟

چنانچہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں صحابہ کرام اور اکابر تابعین حضرات پر مشتمل ایک مجلس بیٹھی اور دین کے احکام پر غور وفکر کیا، مسائل نکالے انہوں نے قرآن وحدیث کو سمجھا تھا، ان کے سامنے حضور ﷺ کا پاکیزہ زمانہ تھا آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی زندگی تھی ،انہوں نے حضور ﷺ کی سیرت اور آیات مقدسہ کی روشنی میں امت کے لئے مسائل دریافت کئے اور اس پر عمل ہوتا رہا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ رات میں گشت لگا رہے تھے، ایک گھر کے اندر سے کسی عورت کے کچھ اشعار پڑھنے کی آواز آئی جو محبت بھرے اشعار تھے عمر فاروقؓ نے سوچا کہ اتنی رات میں ایک عورت گائے ،اس کا کیا مطلب ہے؟ اجازت کے بغیر دیوار سے کود کر اندر چلے گئے اور آپ نے اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے عورت! تو گناہ کر رہی ہے کہ اپنی آواز نامحرموں کو سنا رہی ہے اگر کچھ پڑھنا ہی ہے تو آہستہ پڑھ کہ دوسرے تیری آواز نہ سن سکیں ،اسلئے کہ جس طرح عورت کے چہرہ کا پردہ ہے اسی طرح اس کی آواز کا پردہ ہے۔

عورت نے کہا امیر المومنین! میں نے ایک گناہ کیا لیکن آپ نے تو تین گناہ کئے ، سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ بتاؤ میں نے تین کون سے گناہ کئے ہیں ، عورت نے کہا کہ اوّل یہ کہ آپ نے گھر میں آنے کی اجازت نہیں لی ، دوسرے یہ کہ آپ دروازے سے نہیں آئے ، بلکہ آپ دیوار پھاند کر آئے تیسرے یہ کہ میں آپ کے لئے اور آپ میرے لئے نامحرم ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا فرض ہے کہ مسلمانوں کی دیکھ بھال کروں اور اصلاح کرنے کی کوشش کروں ، خیر تم بتاؤ کہ اتنی رات میں تم کیا گا رہی تھیں؟

عورت نے کہا یا امیر المومنین! میرے شوہر کو جہاد پر گئے ہوئے ایک سال سے زائد ہو گیا ہے اور ابھی تک وہ گھر نہیں لوٹے ، میں ان کی یاد میں کچھ گنگنا رہی تھی ، بہت سوچنے کے بعد بھی حضرت عمرؓ کی جب کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو آپ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس گئے جو حضور ﷺ کی بیوی اور امت کی ماں ہیں ، ان سے پوچھا کہ کتنے دن عورت شوہر کے بغیر رہ سکتی ہے؟ تو حضرت حفصہؓ نے اپنے چہرے پر شرم کی وجہ سے کپڑا ڈال لیا اور انگلی کے اشارے سے بتایا کہ تین یا چار ماہ عورت شوہر سے الگ رہ سکتی ہے۔

ایک آدمی جہاد جیسی عبادت کیلئے چار مہینے سے زیادہ باہر نہیں رہ سکتا تو سعودی عرب وغیرہ جو لوگ جاتے ہیں اور دو دو سال تک نہیں آتے کیا ان کیلئے یہ جائز ہے؟ لیکن حالات کے اعتبار سے علماء نے شاید گنجائش نکالی ہے۔

حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہو گیا تو صحابہ کو جمع کر کے قانون بنا دیا کہ کوئی بھی مجاہد چار مہینے سے زیادہ جہاد میں نہیں رہے گا بلکہ چار مہینے پورے ہونے پر چھٹی گذار کر پھر جہاد کے لئے واپس جائے گا۔

تو معلوم ہوا کہ مسائل کا معلوم کرنا اور مسائل کا حل کرنا ضروری ہے یہ صحابہ کے زمانے سے چلا آرہا ہے اور مسئلہ اس لئے معلوم کیا جاتا ہے تاکہ دین پر عمل کرنے میں آسانی ہو اور جو غلطی ہم سے ہو رہی ہو اس سے بچا جا سکے۔

ٹی وی کے مضر اثرات

ابھی ہمارے یہاں بنگلور میں ایک مسئلہ پر تین دن سے فقہی سیمینار جمعیۃ علماء ہند کے تحت ہو رہا ہے ، پورے ہندوستان سے تقریباً ایک سو سے زائد مفتیان کرام اور علماء کرام تشریف لائے ہوئے ہیں ، ان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ٹی وی ہے ، ہم جانتے ہیں کہ آج ٹی وی شوق نہیں بلکہ کلچر میں داخل ہو گیا ہے۔

آج سے تقریباً 75 سال پہلے ٹی وی ایجاد ہوا تھا تو اس کی بہت زیادہ قیمت تھی اور یہ بڑی بڑی فیکٹریوں اور اہم اداروں میں ہوا کرتا تھا لیکن آہستہ آہستہ سائنس کی ترقی سے یہ بھی عام ہو گیا اور آج تقریباً دنیا کا ہر مسئلہ ٹی وی پر بتایا جاتا ہے یہاں تک کہ ٹی وی پر قرآن کریم کی تفسیر آرہی ہے ، احادیث کی تشریح ٹی وی پر کی جا رہی ہے ، علماء کرام کے بیانات اور مختلف قسم کے پروگرام اور سرگرمیاں ٹی وی پر آرہی ہیں ، تو ٹی وی آج انسان کی ضرورت بن گیا ہے ، اب ٹی وی فیشن کے تحت نہیں بلکہ ضرورت کے تحت استعمال ہو رہا ہے ، یہ الگ بات ہے کہ ہم نے ٹی وی کو آنکھوں ، کانوں اور ذہنی عیاشی کا ذریعہ بنالیا ہے۔

دوستو! ٹی وی خراب نہیں ہے لیکن ٹی وی کے اندر جو مناظر دکھائے جا رہے ہیں وہ غلط ہیں ، آج ٹی وی پر اتنی گندی اور فحش چیزیں دکھائی جا رہی ہیں کہ ایک شریف آدمی دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔ ایسے حالات میں جبکہ نوے فی صد اشتہارات میں عورت کو ناچتے اور گاتے دکھایا جا رہا ہے جس میں عورت کے بدن کا بہت

سارا حصہ کھلا ہوتا ہے تو ایسی چیزیں دیکھنا جائز نہیں، اسی تعلق سے علماء کرام جمع ہوئے ہیں اور بیانات ہورہے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ ہر شریف آدمی سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا کیا جائے؟

آپ کو تعجب ہوگا کہ میرے پاس مطب میں چند روز پہلے ایک غیر مسلم بھائی علاج کے لئے آئے، ٹی وی کا ذکر آیا تو میں نے کہا کہ آپ کے گھر میں تو ٹی وی ہوگا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس کے اندر فلاں چیز آتی ہے، غیر مسلم نے کہا کہ حکیم صاحب! آپ یقین کریں کہ میرے گھر میں ٹی وی نہیں ہے، تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ آدمی مسلمان نہیں اس کے باوجود بھی اس کے گھر میں ٹی وی نہیں ہے، میں نے پوچھا کہ آپ ٹی وی کیوں نہیں رکھتے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ٹی وی میں جو چیز آج دکھائی جارہی ہے اس سے بچوں کے اخلاق بگڑرہے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جتنا فکر مند ایک مسلمان ہے کہ بچوں کے اخلاق نہ بگڑیں اتنا ہی فکر مند ایک غیر مسلم بھی ہے، اللہ ہدایت نصیب کرے ان یہودیوں اور نصرانیوں کو کہ آج یہ پوری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کی تہذیب کو اپنی تہذیب سمجھ لیا ہے اور دنیا پر ان کا غلبہ اتنا ہو گیا ہے کہ جس کی حد نہیں،

حضور ﷺ کی پیشین گوئی بھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں کا غلبہ پوری دنیا پر ہوگا، غلبے سے مراد یہ ہے کہ آج دنیا میں سب سے مختصر قوم یہی ہے، سارے یہودیوں کو شمار کیا جائے تو مشکل سے تین چار کروڑ دنیا میں ہوں گے لیکن آج پوری دنیا یہودیوں کے کنٹرول میں ہے، پورا میڈیا ان کا ہے اور نیوز ایجنسیاں تقریباً 90 فی صد ان کے پاس ہیں، اس وقت پٹرول اور سونے وغیرہ کی دولت عربوں کے پاس ہے لیکن وہ ساری دولت یہود و نصاریٰ کے بینکوں میں جمع ہے، تخریب کاری میں

بھی وہی لوگ بہت زیادہ ہیں اور ہتھیارات بھی تقریباً نوے فی صد انہی لوگوں کے پاس ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ ایسے حالات میں علماء نے فقہی سمینار منعقد کیا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں الحمد للہ اب تک پاکستان، مصر اور سعودی عرب میں متعدد فقہی سمینار ہو چکے ہیں اور ہندوستان میں بھی یہ آٹھواں اجلاس ہورہا ہے، ٹی وی کا استعمال کہاں تک جائز ہے اس پر بھی غور ہورہا ہے اور علماء کے بیانات اور مقالے پڑھے جارہے ہیں تو اس تعلق سے ہم سب کو فکر مند ہونا لازمی ہے اسلئے کہ دین اور مذہب کو جاننا اور پھر اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

موٹی موٹی باتیں ہیں جو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے مثلاً QTV کے بارے میں بہت سارے بھائی کہتے ہیں کہ QTV بہت اچھا ہے اس پر بہت اچھے پروگرامس آتے ہیں، ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس چینل میں قرآن وحدیث کی باتیں ہوتی ہیں لیکن آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس QTV پر عورتیں بے پردہ ہو کر بیٹھتی ہیں اور نعت پڑھتی ہیں، ان کا جسم کپڑوں کے اندر سے جھلکتا ہے، عورتیں بیان بھی کرتی ہیں، عورتیں مسائل بھی بیان کرتی ہیں، عورتیں قرآن وحدیث کی تفسیر بھی کرتی ہیں اور ترنم سے نعت بھی پڑھتی ہیں یہ سب حضور ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے، حضور ﷺ نے جب یہ فرمادیا کہ عورتوں کی مسجدیں ان کے گھر ہیں، یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو مسجد جانے سے منع فرمادیا تو عورتوں کا ٹی وی پر بن سنور کر آنا کہاں تک جائز ہوگا؟

شیطانی دھوکہ

نامحرم کو دیکھنا بلا شرعی عذر کے حرام ہے یہ تو شیطان کا دھوکہ ہے کہ QTV کے نام سے سارے کے سارے اسلامی پروگرام ہیں، ذرا ہم لوگ اپنے

تعلق سے سوچیں کہ اگر ہماری بہن اور ہماری بیوی بے پردہ اور کھلے سر چوراہے پر بیٹھے تو لوگ کیا کہیں گے؟ جب ہم اپنے لئے یہ سب پسند نہیں کرتے تو وہ عورتیں جو ٹی وی پر آرہی ہیں جن کا چہرہ اور سر کھلا ہوا ہے یہ کیسے پسند آئے گا؟ آخر وہ بھی تو کسی کی مائیں اور کسی کی بہنیں ہیں، ہمارے اندر احساس ہونا چاہئے، QTV دیکھنے والوں سے ہماری گذارش ہے کہ وہ QTV کے ذمہ داروں کو فون کر کے بتائیں کہ آپ سب پروگرام دکھائیں لیکن مسلمان عورتوں کو بے پردہ نہ دکھائیں، یہ شریعت کے بالکل خلاف ہے یہ تو آنکھوں کا زنا ہے، کوئی شریف آدمی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کی بیوی کو دس آدمی آنکھ بھر کر دیکھیں، جب اس طرح پسند نہیں کیا جاتا تو ٹی وی پر جو عورتیں آرہی ہیں ان کا دیکھنا کیسے پسند کیا جا سکتا ہے؟

تو علماء اس بات کے لئے جمع ہوئے ہیں کہ ٹی وی اور انٹرنیٹ کہاں تک دیکھنا جائز ہے، اس میں شک نہیں ہے کہ ٹی وی آج انسان کی ضرورت بن گیا ہے، حضرت مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی مشہور عالم دین ہیں ان سے قاری محمد فاروق اعظم قاسمی سلمہ کی دہلی میں ملاقات ہوئی تو ان سے ٹی وی کے عنوان پر گفتگو ہوئی، مولانا نذر الحفیظ صاحب نے کہا کہ آدمی بھینس پالتا ہے چاہے دودھ استعمال کرے چاہے گوبر استعمال کرے اس کی مرضی ہے، ٹی وی کے اندر دونوں چیزیں موجود ہیں اس کے اندر اچھائی بھی ہے اور برائی بھی ہے، مصر کے مشہور عالم دین علامہ طنطاویؒ نے فتویٰ دیا تھا کہ جو چیز ٹی وی سے باہر دیکھنا ناجائز ہے اس کا ٹی وی پر بھی دیکھنا ناجائز ہے۔ اگر خبریں سننا ہے، دیکھنا ہے جیسے آج کل مسلمانوں کے مسائل درپیش ہیں تو یقیناً اس حد تک تو درست ہے لیکن عورتوں کے پروگرام ہوں اور عورتوں کو کھلم کھلا ناچ گانے اور بے پردگی سے دکھایا جائے تو یہ کبھی جائز نہیں ہوگا۔

دوستو! آج یہ سوچنا اور غور کرنا ہوگا کہ ٹی وی کے سارے کے سارے پروگرامس جائز نہیں ہے، جس طرح کتابیں بہت ساری ہیں، فلمی کتابیں بھی ہیں، ناول بھی ہیں اور بھی گندے لٹریچر اور گندی تصویر والی کتابیں ہیں، تو جس طرح ان کتابوں کا دیکھنا، پڑھنا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح ٹی وی بھی ہے۔

ٹی وی کا وہ پروگرام جو اللہ کے ذکر سے غافل کرتا ہوا اور اللہ سے دوری پیدا کرتا ہو قطعاً جائز نہیں ہے، جو حضرات ٹی وی رکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ احتیاط کریں، بہتر تو یہ ہے کہ ٹی وی گھر میں نہ رکھا جائے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

تبلیغِ اسلام

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز وسازِ زندگی کہہ دے

بزرگان محترم اورنوجوانان اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اس لئے بھیجا تاکہ انسان کی تخلیق کا مقصد پورا ہو، اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کے لئے کیا کیا انعامات رکھے ہیں وہ معلوم ہوجائیں، اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہیں اور کائنات پر قادر ہیں، ہر چیز کو اللہ رب العزت اپنی قدرت سے دیکھتے ہیں، کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

مقام احسان

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن وہ ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حضوری کو ملحوظ رکھے یعنی کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جس میں وہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرتا ہو، ہمہ وقت اللہ کی یاد میں اس کی زبان رطب اللسان رہے اور اس کا دل ودماغ اللہ کی طرف لگا رہے، آدمی اگر روزہ رکھے اور اس کو پیاس لگی ہو بازار میں ہو یا کاروبار میں یا فیکٹری میں بہرحال جہاں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو پیاس کو نہیں بھولتا، پیاس اس کو یاد رہتی ہے، اسلئے کہ پیاس شدت کی لگی ہے بالکل اسی طرح مومن اور مسلمان ہر وقت اللہ کو یاد رکھے، بیوی بچوں میں مشغول ہو یا تجارت اور کاروبار میں مشغول ہو لیکن اللہ کی یاد سے غافل نہ رہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہی مقام احسان ہے اگر ہر وقت اللہ کو یاد کریگا تو بہت سے گناہوں سے بچتا رہے گا، نیکیوں میں مشغول رہے گا، برائیوں سے دور بھاگتا رہے گا اور اللہ کو راضی کرنے کے جذبات اس کے اندر پیدا ہوں گے اور مومن اس فکر میں رہے گا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جو کام میں کررہا ہوں اللہ اس سے ناراض ہوں، حضور ﷺ کی صحبت سے یہی چیزیں حضرات صحابہ کو حاصل ہوئیں اور وہ صحابیت کے مقام کو پہونچے، حضور ﷺ چونکہ نبی اور رسول ہیں، نبی اور رسول کا تعلق جتنا اللہ سے ہوتا ہے اتنا ہی مخلوق سے ہوتا ہے، اگر کوئی ولی، عابد، زاہد، اللہ کی یاد میں مشغول ہو تو پھر وہ مخلوق خدا سے غافل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ولی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرے تو اللہ کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے، یعنی بیک وقت خالق اور مخلوق دونوں میں سے کسی ایک طرف دھیان لگا سکتا ہے لیکن یہ نبی کا خاصہ ہے کہ بیک وقت اللہ تعالیٰ سے بھی اس کا رابطہ رہتا ہے اور مخلوق سے بھی

جیسا کہ حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے، آپ عرش معلیٰ پر ہیں لیکن آپ ﷺ مخلوق کو نہیں بھولے بلکہ اپنی امت کو وہاں بھی یاد فرمایا کہ یا اللہ میری امت پر رحم فرما، دوسری بات یہ ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو مکمل سوجاتا ہے لیکن نبی کا دل نہیں سوتا، صرف آنکھیں سوتی ہیں، اسی لئے فرمایا گیا کہ نبی کا ہر خواب سچا ہوتا ہے اور نبی کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے لیکن اگر ہم سو گئے تو ہمارا وضو ٹوٹ جائے گا، حضور ﷺ سوجاتے اور اٹھ کر نماز پڑھ لیتے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ علماء نے لکھا ہے کہ انبیاء کرامؑ کا دل نہیں سوتا ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارا دل بھی سوتا ہے اور آنکھیں بھی۔

بہرحال اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اسلئے پیدا کیا ہے تا کہ اپنے انعامات کا ظہور فرمادے کہ ہم نے بندوں کے لئے کیا انعامات رکھے ہیں اور ان انعامات کو حاصل کرنے کے لئے اللہ نے کچھ ضابطے اور قانون بنادیئے ہیں کہ اگر ان قوانین پر عمل کرو گے تو ہم تمہیں انعامات سے نوازتے رہیں گے، جنت اور اپنی خوشنودی عطا فرمائیں گے۔

مسلمان ہونے کا احساس بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے

آج مسلمان نوجوانوں کے دل میں مسلمان ہونے کا احساس ہے، یہ احساس بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اگر کسی آدمی کے اندر سے یہ احساس ہی ختم ہوجائے کہ میں کون ہوں؟ تو پھر سمجھئے کہ اس کا رشتہ اسلام سے ہے ہی نہیں، الحمدللہ آج امت کو یہ احساس ضرور ہے کہ وہ مسلمان ہیں گویا ابھی بربادی اور تباہی سے بچنے کے آثار موجود ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان کے دل میں ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کا جذبہ بھی ہونا چاہئے، ایک آدمی اگر تاجر ہے اور اس کے پاس

پیسہ نہیں ہے اور دوسرے ذرائع بھی نہیں ہیں تو بہترین تجربہ رکھنے کے باوجود بھی وہ ناکارہ کہلائے گا، تاجروں کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، لوگ کہیں گے کہ اس آدمی کو تجارت کرنا نہیں آتا، اسی طرح ایک آدمی عقیدے کے اعتبار سے مسلمان ہے لیکن مسلمان والے اعمال اس کے پاس نہ ہوں تو پھر اس کی کوئی قیمت نہیں۔

ضرورت ہے کہ آدمی اپنے آپ کو مسلمان تصور کرے اور مسلمانوں والا کام بھی کرے تب تو وہ پکا سچا مسلمان کہلائے گا، قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً اے ایمان والو تم پورے طور پر اسلام میں داخل ہوجاؤ، اسلام میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو بھی کام کریں اسلام اور شریعت کے عین مطابق ہو، اس کو کہتے ہیں اسلام میں مکمل داخل ہونا۔

پارٹ ٹائم مسلمان!

آج ہم پارٹ ٹائم مسلمان ہیں جیسا کہ آدمی نوکری کرتا ہے یا ہوٹل میں کام کرتا ہے تو ہوٹل کے کپڑے پہن لیتا ہے اور ہاسپٹل میں کام کرتا ہے تو ہاسپٹل کا یونیفارم پہن لیتا ہے، باہر نکلتا ہے تو اس وردی کو نکال دیتا ہے، اسی طرح مسلمان جب مسجد میں آتا ہے تو ٹوپی پہن لیتا ہے اور اپنی پینٹ کو اوپر چڑھا لیتا ہے یا کسی دینی پروگرام میں جاتا ہے تو اپنا لباس بدل دیتا ہے ورنہ پھر اپنی حالت پر آجاتا ہے قرآن کریم نے ان باتوں سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان وہ ہے جو کامل اور مکمل طور پر اسلام میں داخل ہوجائے، آپ کا ہر عضو مسلمان ہو، آپ کی شکل وصورت بھی مسلمان ہو اور آپ کو دیکھ کر لوگ اسلام کا تصور کریں، یعنی آپ کے ہر عضو سے اسلام کا اظہار ہو جیسے صحابہ کرامؓ تھے کہ اپنے آپ کو کبھی بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف استعمال نہیں کرتے تھے۔

ڈاکٹر امبیڈکر کا واقعہ

ڈاکٹر امبیڈکر بمبئی میں رہا کرتے تھے، ہندوستان کے علماء کرام نے ان کو اسلام کی دعوت دی کہ آپ مسلمان ہو جائیں بہت بہتر ہوگا یعنی اسلام کی افادیت سے ان کو آگاہ کیا اور مولانا علی میاں ندویؒ نے بھی ان کو دعوت دی، ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ میں قرآن کو دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ یہ سچی کتاب ہے اور اسلام کا قانون ابدی ہے مجھے اسلام لانے میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ ہندوستان کے مسلمان ہیں اسلئے کہ میں قرآن اور حدیث اور شریعت محمدی کو دیکھتا ہوں تو وہ بہت اچھی نظر آتی ہے اس وقت کا مسلمان، مسلمان نظر نہیں آتا، بہرحال اللہ کی طرف سے امبیڈکر کو ہدایت نہیں ملی لیکن اس نے جو بات کہی اس پر ہمیں غور کرنا ہے کہ اس نے کہاں تک سچ کہا، آج غیر مسلموں کو اسلام میں داخل ہونے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہم لوگ ہیں۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ

حضرت خواجہ غریب نواز کی کرامت اور بزرگی

میرے دادا صاحب نوراللہ مرقدہ ایک مرتبہ پنجاب میں تبلیغی جماعت میں گئے، یہ بات تقریباً ستّر سال پہلے کی ہے، تو پنجابی لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور اپنے بچوں کو کہہ رہے تھے کہ دیکھو مسلمان ان کو کہتے ہیں اور مسلمان ایسے ہوتے ہیں، مسلمان کے چہرے پر نور ہوتا ہے اور مسلمان کی زبان میں مٹھاس ہوتا ہے، مسلمان سے جو بات کرتا ہے وہ متاثر ہوتا ہے۔

خواجہ غریب نوازؒ نے صرف اجمیر سے دہلی کا سفر کیا تو صرف آپ کے چہرے کو دیکھ کر نوے ہزار لوگ مسلمان ہوئے تھے، کچھ بیان بھی نہیں کیا کچھ تقریر بھی نہیں کی تھی کہ اتنے لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس کو کہتے ہیں اسلام کی حقانیت۔

بطلِ حریت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی اسٹالن سے ملاقات

حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ مجاہد آزادی تھے، جب کمیونسٹ نظام قائم ہوا روس میں اور وہاں پر مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا گیا، مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہندوستان سے روس گئے اور اسٹالن سے ملاقات کی جو کمیونسٹ کا موجد تھا، کمیونسٹ دہریت کو کہتے ہیں جو خدا کو نہ مانے اس کو دہریہ کہتے ہیں۔ چائنا میں بھی اسی نظریے کی حکومت قائم ہے، آج اگرچہ یہ نظریہ کسی حد تک سرد ہو گیا ہے لیکن اس زمانے میں مسلمانوں کو بڑے بڑے مصائب اور آلام سے گذرنا پڑا، مسجدوں کو مقفل کر دیا گیا، مدارس کو بند کیا گیا، جو شخص چھپ کر بھی قرآن کریم پڑھتا اس کی زبان کاٹ لی جاتی، سولی پر چڑھا دیا جاتا، بہت زیادہ ظلم و ستم ڈھایا جاتا۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ اسٹالن سے ملے تاکہ دین کی دعوت دیں، اسٹالن خطرناک آدمی تھا جو اپنے آپ کو بہت زیادہ طاقتور سمجھتا تھا نعوذ باللہ، مولانا نے فرمایا کہ قرآن سے اچھی کوئی کتاب نہیں اور اس سے اچھا کوئی قانون نہیں، حضور ﷺ کی زندگی اور سیرت بیان کی اور اسلام کی دعوت دی، اسٹالن نے کہا کہ مولانا میں آپ کا کرتا، داڑھی اور ٹوپی دیکھ کر کہتا ہوں کہ آپ مسلمان ہیں لیکن آپ کی قوم کے 90 فی صد لوگ آپ کے حلیے کے نہیں ہیں، مجھے وہ آبادی دکھایئے جہاں سو فی صد مسلمان قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے والے ہوں تو میں یقیناً ان کو دیکھ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے کیونکہ ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔

سب سے بڑا المیہ

بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم دوسری اقوام کو اسلام میں داخل ہونے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور قرآن کہہ رہا ہے اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً مکمل طور پر اسلام میں

داخل ہو جاؤ، چاہے انسان کسی بھی شعبہ میں رہتا ہو، تاجر ہو یا مزدوری کرنے والا ہو، بہرحال مسلمان بن کے رہنا ہے لیکن افسوس کہ دین پر چلنا تو دور کی بات دین کی بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔

برناڈ شاہ امریکہ کا افسانہ نگار تھا، اس نے کہا کہ مسلمان قوم سب سے بدتر ہے، پوچھا گیا کیوں؟ کہا کہ اتنا اچھا قانون (قرآن) مسلمانوں کے پاس موجود ہے پھر بھی یہ ذلیل ہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کا ابدی کتاب پر عمل نہیں ہے، اس نے تو اپنے خدا کے بنائے ہوئے قانون کو ٹھکرا کر انسانی قانون کو اپنے سر پر رکھ لیا اور اپنے سینے سے لگا لیا ہے۔

دوستو! آج ہماری بیماریاں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ ان کا علاج مشکل نظر آرہا ہے، ایک بیماری ہو تو اس کا علاج بھی کیا جائے، کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں خرابی نہ ہو۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں اور گھروں میں کتاب اللہ اور احادیث موجود ہیں مگر ان پر عمل نہیں اور نہ ان کا حق ہم ادا کرررہے ہیں۔ دعا کیجئے اللہ رب العزت ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حبِ رسول ﷺ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

نسبتِ مصطفٰے بھی بڑی چیز ہے جس کو نسبت نہیں اس کی عزت نہیں
خود خدا نے نبی سے یہ فرمادیا جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام! اللہ رب العزت نے اس کائنات کو حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے طفیل اور صدقے میں بنایا ہے، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، روایت میں آتا ہے حضور ﷺ کے تعلق سے مُحَمَّداً نُوْراً قَدِيْماً کہ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کے نور کی تخلیق کے بعد زمین وآسمان پیدا فرمائے۔

حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں، لاڈلے ہیں، اللہ کے پیارے ہیں، بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، حضور ﷺ کے برابر کوئی شخصیت اس کائنات میں نہیں ہے، روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس دنیا جیسی بہت ساری دنیائیں بنائی ہیں اسی لئے فرمایا گیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہ تمام تعریفیں اس وحدہ لاشریک کے لئے ہیں جو تمام دنیاؤں کو پالنے والا ہے اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جیسی دنیا میں ہم رہ رہے ہیں ایسی دنیائیں چالیس ہزار اور ہیں اور امام رازیؒ احادیث اور روایات کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ اس جیسی اسّی ہزار دنیائیں اور ہیں، اور آج کے سائنٹسٹ کہہ رہے ہیں کہ جیسی دنیا میں ہم رہتے ہیں ایسی دنیا ایک لاکھ سے زائد ہیں، اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہ تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جو تمام دنیاؤں کا پالنے والا ہے اللہ نے رَبُّ الْعَالَمِ نہیں بلکہ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ ایسی دنیا اور بھی ہیں۔

ایک عجیب تحقیق

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنے خطبات میں ارشاد فرمایا کہ جیسی ہماری دنیا میں ایک آدمؑ آئے اسی طرح ہر دنیا میں ایک ایک آدمؑ آئے، جس طرح ہماری دنیا میں ایک نوحؑ آئے اسی طرح ہر دنیا میں ایک ایک نوحؑ آئے جس طرح ہماری دنیا میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ آئے اسی طرح ہر دنیا میں ایک

ایک موسیٰؑ اور عیسیٰؑ آئے ہیں، مگر جس طرح اللہ تعالیٰ تمام کائنات کے لئے رب العالمین ہیں اسی طرح حضور ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، صفی اللہ ہر دنیا کے لئے الگ، روح اللہ ہر دنیا کے لئے الگ لیکن رحمۃ للعالمین ساری کائنات کے لئے ایک آئے، حضور اکرم ﷺ کی یہ خصوصیت اور مقام ہے کہ ساری کائنات کے لئے آپ ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ میرے محبوب رحمۃ للعالم نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں ساری دنیاؤں کے لئے اور ساری کائنات کے لئے اللہ نے حضور ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے، یہ تو تمام دنیائے انسانیت کے لئے احسان ہے کہ آپ ﷺ کو محسن انسانیت اور معلم انسانیت بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے۔

حضور ﷺ بشر تھے

کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ انسان نہیں ہیں، حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہ اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں، میں بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں اور میں بھی کھاتا پیتا ہوں اور میں بھی تمہاری طرح زندگی گذارتا ہوں، فرق یہ ہے کہ حضور ﷺ جو بولتے ہیں وہ وحی الٰہی سے بولتے ہیں یعنی اللہ جو حکم فرماتے ہیں وہی بولتے ہیں اور ہم اپنی خواہش نفس کے مطابق بولتے اور کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کا بچپن اور لڑکپن، جوانی اور بڑھاپا، مکی اور مدنی زندگی کے تمام گوشے پوری انسانیت کے لئے رحمت ہیں، آپ ﷺ کی مبارک زندگی اور سیرت کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے کہ جس سے کسی کو کوئی تکلیف پہونچی ہو، دنیا میں کوئی کتنا ہی بڑا ولی کامل آجائے اور کتنا ہی بڑا قطب اور غوث آجائے اس سے کسی نہ کسی انسان

کو تکلیف ضرور پہونچ سکتی ہے لیکن حضور ﷺ کا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا کامل اور مکمل بنایا ہے کہ آپ کی ذات سے آپ کے افعال واعمال سے اور آپ کی حرکات وسکنات سے دنیا کے کسی بھی انسان کو تکلیف نہیں پہونچی ہے، یہی وہ خوبی ہے جس نے دنیا کے سارے انسانوں میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت کو بلند کیا ہے اور یہ بتادیا ہے کہ دنیا میں بہت سے انسان ہیں اور ان انسانوں میں ایک حضور ﷺ ہیں، حضور ﷺ ایسے کامل اور مکمل انسان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ انسیت اور محبوبیت ہے، حضور ﷺ سے زیادہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کوئی مقرب نہیں۔

ہر چیز کو حضور ﷺ کے صدقے میں بنایا گیا

حضرت آدمؑ کے قلب اطہر میں روح ڈالی گئی تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے سب سے پہلے آپ کی نظر عرش معلیٰ کے کنگورے پر پڑی جہاں آپ نے لکھا ہوا دیکھا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه گویا اللہ رب العزت نے عرش وکرسی کو بنایا تو وہ حضور ﷺ کے طفیل میں بنایا، آسمان کو بنایا تو حضور ﷺ کے طفیل میں بنایا، زمین کو بنایا تو اپنے محبوب کے طفیل میں بنایا، فرشتوں کو بنایا تو نبی آخر الزماں کے طفیل میں بنایا یہاں تک کہ سارے نبیوں کو اللہ نے حضور ﷺ کے طفیل میں پیدا کیا، اسی لئے کہا گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام میں آپ کا مقام سب سے بلند وبالا ہے اور آپ ﷺ امام الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جیسے آپ ﷺ امام الانبیاء ہیں اسی طرح قرآن کریم تمام کتابوں کی سردار ہے، توریت، زبور، انجیل اور وہ تمام صحیفے جو حضرت انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئے سب کا سردار قرآن کریم ہے۔

حضور ﷺ کے اخلاق سب سے عمدہ تھے

حضور ﷺ کی سیرت قرآن کریم نے بیان کیا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے اخلاق واطوار اور آپ کی عادات جیسے کسی انسان کے اخلاق نہیں، حضور ﷺ ایک چلتا پھرتا اور بولتا چالتا قرآن تھے، قرآن کریم میں جو ہے وہ تمام حضور ﷺ کی عملی زندگی میں تھا، صحابہ نے حضور ﷺ سے وہ اعمال سیکھے ان کے طفیل میں یہ دین ہم تک پہونچا۔

شیخ سعدیؒ حضور ﷺ کی شان میں فرماتے ہیں:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ　　کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حضور ﷺ پہونچے بلندی پر اپنے کمال سے۔ کھول دیا اندھیروں کو اپنے جمال سے۔

اچھی ہیں آپ ﷺ کی تمام عادتیں۔ درود پڑھئے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر۔

یعنی حضور ﷺ کی ذات مبارکہ دنیا کے تمام انسانوں سے اعلیٰ وارفع ہے، آپ ہی کی بدولت ساری دنیا کو انسانیت ملی، حضور ﷺ ہی کی بدولت آج ساری دنیا میں امن وسلامتی پھیلی ہے، آپ ﷺ اگر نہ ہوتے تو لوگوں میں انسانیت نہ ہوتی، گویا حضور ﷺ کی سیرت ایک ایسی روشنی ہے جس سے ساری دنیا فائدہ اٹھارہی ہے، مسلمانوں کا ایمان ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ نے اتنا پاک اور صاف بنایا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ بھی نہ پڑتا تھا۔

حضور ﷺ ظاہری اور باطنی حسن کا مجموعہ

اللہ کے نبی ﷺ کو اللہ نے حسن باطنی عطا فرمایا تھا اس کا اثر حضور ﷺ کے ظاہر پر بھی تھا، روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ جب مسکراتے تھے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک اس طرح سے چمکتے تھے کہ اس میں شعاعیں اور کرنیں نظر آتی تھیں، یہ حضور ﷺ کے حسن و جمال کی ایک چھوٹی سی تمثیل ہے۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ کے گال کی روشنی دیوار پر پڑ رہی تھی، صحابہ اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کے جمال کو دیکھ لیا کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی روشنی اس قدر تھی کہ ہم آسانی سے رات کے وقت سوئی میں دھاگہ پرو لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

کفرانِ نعمت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَالَ تَعَالٰى وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

ہوئے مدفونِ دریا زیر دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو بن کر گہر نکلے

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا، پھر آپ کے جسد اطہر سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسی کا ذکر فرمایا یَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى کہ

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد عورت سے پیدا کیا، حضرت انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بتادیا کہ آدمؑ ہمارے لئے نہایت ہی محترم اور معزز ہیں لہٰذا تم بھی اپنے دل سے ان کی قدر کرو، فرشتوں نے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہا کہ ہم آپ کی بات مانتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔

آدم کے معنیٰ؟

ادم مٹی کو کہتے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہوئے کو کہتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کا یہی نام رکھا گیا حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑا خطاب عطا فرمایا اور اسی کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کہ ہم نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو اچھے سانچے میں یعنی اپنی صفات پر پیدا کیا، تو اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ہیں رحمٰن، رحیم، غیّور وغیرہ وغیرہ۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام

اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ آدم علیہ السلام دنیا میں رہیں اور ان کی نسل خوب پھلے پھولے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں آدمؑ کے ساتھ حضرت حواؑ کو بھی بھیجا، حضرت آدمؑ کو ہندوستان میں اتارا اور حضرت حواؑ کو جدہ میں اتارا گیا، جدہ کے معنی ہیں دادی۔ تو معلوم ہوا کہ دنیا کی تخلیق صرف مرد سے نہیں بلکہ عورت سے بھی ہے گویا یہ دنیا مرد اور عورت دونوں سے مل کر بنی ہے اور دونوں سے ہی مکمل ہوئی ہے، گھر بسانے میں مرد اور عورت دونوں کا ہونا لازمی ہے اور جب یہ دونوں ملتے ہیں تو گھر بھی بستا ہے بچے بھی ہوتے ہیں اور بچوں کی پرورش بھی ہوتی ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہے۔

مرد و عورت کا دائرۂ کار

اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہے لیکن عورت اور مرد دونوں کے فرائض کو اللہ تعالیٰ نے تقسیم کر دیا ہے مرد کو حکم دیا کہ وہ باہر جا کر محنت کر کے روزی حاصل کرے اور عورت کو حکم دیا کہ گھر میں رہ کر بچوں کی پرورش اور گھر کی حفاظت کرے، عورت چونکہ مرد کے جسم سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اس کے اندر طاقت کا کم ہونا لازمی ہے، حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنایا اس لئے اس کے اندر عورت کے مقابلے طاقت کا زیادہ ہونا لازمی ہے، اسی لئے مرد کو باہر کی ذمہ داری دی گئی اور عورت کو پردے میں رہ کر گھریلو ذمہ داری سونپی گئی، ضابطہ ہے کہ ٹی وی باہر اور بیوی اندر رہے، مگر ہم نے کہا کہ ٹی وی اندر رہے اور بیوی باہر رہے، گویا ہم نے ہر موڑ پر خدا کی نافرمانی کی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یادرکھو جب اللہ تعالیٰ کسی مومن مرد اور مومن عورت کو کوئی حکم دیں اور یہ نافرمانی کریں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا نہ مانیں تو سمجھو کہ وہ کھلی گمراہی میں ہیں یعنی وہ راستے سے بھٹک گئے ہیں، ضلالت اور گمراہی کے اندر مبتلا ہیں، آج ہمارے معاشرے میں سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ عورتیں بے پردہ گھومتی ہیں اور اس کے ذمہ دار مرد حضرات ہیں کہ مرد یہ چاہتا ہے کہ میں صبح سے شام تک محنت کروں اور جب گھر آؤں تو مجھے کام نہ کرنا پڑے، اور مجھے ہر چیز تیار ملے بھلے ہی اس کی بیوی کو سارا دن باہر پھرنا پڑے، اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے، آج سودا لانے کے لئے عورتیں، بازار جانے کے لئے عورتیں، کپڑا خریدنے کے لئے عورتیں اور بھی دوسرے کاموں کے لئے عورتیں ہیں، اللہ معاف کرے اب تو بیوٹی پارلر کھل گئے ہیں

عورتیں وہاں جاتی ہیں اور غیر مردوں سے اپنی حجامت بنواتی ہیں، وہاں بالوں کی حجامت نہیں ہوتی بلکہ ایمان کی حجامت ہوتی ہے، ایمان ختم ہو جاتا ہے کیوں کہ وہاں نامحرم مرد نامحرم عورت کو چھوتا اور ہاتھ لگاتا ہے۔

زنا کی قسمیں

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زنا کی کئی قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں سے کسی نامحرم کو دیکھے گویا اس نے اپنی آنکھوں سے زنا کیا ہے، اگر کوئی آدمی اپنے دل سے کسی نامحرم کو پسند کرے تو یہ اس کے دل کا زنا ہوا، اگر کسی کو ہاتھ لگایا تو یہ اس کے ہاتھ کا زنا ہوا، شہوت کے غلبہ سے کسی سے بات چیت کی تو یہ زبان کا زنا ہوا، گویا یہ سب زنا کی اقسام ہیں، اگر اتنی برائیاں ہمارے اندر ہوں تو بتائیں کہ پھر خدا کا خوف کہاں سے پیدا ہوگا اور صحابہ والی زندگی ہمارے اندر کہاں سے آئے گی؟

دوستو! اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی زینت بنایا اور مرد کو باہر کام کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اللہ ہم سب کو معاف فرمائے (کسی نام لے کر نہیں کہتا) آج ہماری بے حسی کا یہ عالم ہے کہ عورتیں باہر دروازے پر کھڑی رہتی ہے درمیان میں گلی ہے اور باتیں ہوتی رہتی ہیں، غیر مرد آ جا رہے ہیں مگر اس کی ان کو ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں، نہ ہی ان کو کوئی شرم وحیا ہے، مرد ہی اپنی نگاہیں نیچی کر لیتے ہیں لیکن عورتیں نہیں شرماتیں، ان کی شرم وحیا چلی گئی ہے اور ان کے مرد بھی یہ کہنے کو تیار نہیں کہ تم اس طرح کیوں کھڑی رہتی ہو، انسان شریعت کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کی نحوست کی وجہ سے آخرت کی فکر کم ہو جاتی ہے۔

حال یہ ہے کہ عورتوں کو بے مہار چھوڑ دیا ہے دنیا کے معاملے میں پوری ہدایت دیتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں کبھی معلوم نہیں کرتے کہ تم نے نماز بھی پڑھی ہے یا نہیں؟ خود ہی نماز کے پابند نہیں ہیں، لہٰذا مرد پہلے عمل کریں اور پھر اپنی عورتوں کو اچھے اعمال کی نصیحت کریں۔

خوشبو لگا کر باہر نکلنا عورت کے لئے ممنوع

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت اگر گھر سے باہر نکلے تو راستے کے کنارے چلے، راستے کے بیچ نہ چلے، پردے کے ساتھ جائے، چہرا کھلا ہوا نہ ہو، خوشبو لگا کر نہ جائے کیونکہ دوسرے لوگ خوشبو سونگھیں گے اور گنہگار ہوں گے، بہر حال خوشبو لگانے سے اللہ کے رسول ﷺ نے عورت کو منع کیا ہے اور فرمایا کہ اگر خوشبو ہی لگانا ہے تو ہلکی خوشبو لگاؤ اور گھر میں رہتے ہوئے لگاؤ۔

شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دور کرتا ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک اجنبی مرد اور اجنبی عورت سے تنہائی میں بات کرتے ہیں تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور پھر فرمایا کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

نفسانی خواہشات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوااللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی ذَرْھُمْ یَأْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُواْ وَیُلْھِھِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُون. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمْ.

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہوجا
خودی کا راز داں ہوجا خدا کا ترجمان ہوجا

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے دنیا کے انسانوں کو بتا دیا ہے کہ کون سی چیز تمہارے لئے فائدے مند ہے اور کون سی نقصان دہ ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ جو زیادہ عقلمند ہیں، دوسروں کو مشورہ دیتے ہیں، دوسروں کو گویا عقل سکھاتے ہیں لیکن خود صحیح راستے پر نہیں چلتے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان

کا نفس بگڑا ہوا ہے وہ اپنی خواہشات کے تابع اور اپنے نفس کے غلام ہیں، نفس جو چاہتا ہے کرتے ہیں خواہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ناراض ہوں ان کو اس کی فکر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو ہمارے بندے کہلاتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ شیطان کے بندے ہیں، فرمایا وَکَذَالِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیَاطِیْنَ الْاِنْسَ وَالْجِنّ (ترجمہ) تم یہ سمجھتے ہو کہ جن ہی شیاطین ہوتے ہیں بلکہ بعض انسان بھی شیاطین ہوتے ہیں۔

شیطانی صفات

اللہ تعالیٰ نے نشان دہی فرمادی کہ بہت سے انسان بھی شیطان ہوتے ہیں یعنی شیاطین کی کچھ صفات ان کے اندر ہوتی ہیں، وہ کلام اللہ بھی پڑھتے ہیں، حدیثِ رسول ﷺ کا بھی ان کو علم ہے اور نماز روزے کی اہمیت سے بھی واقف ہیں، ان تمام باتوں کے باوجود وہ اپنے نفس کے خلاف نہیں کر سکتے، ان کے قول و فعل میں تضاد ہے، اسی لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کی صحبت اختیار کرو تو دیکھو کہ وہ سچا ہے یا نہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو انسان جھوٹ بولتا ہے اور نماز ترک کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے صلحاء کا نور چھین لیتے ہیں، سچائی سے مراد یہ ہے کہ اس کی زبان سے نکلنے والا لفظ بالکل صحیح ہو اور اس کی زبان سے کسی کو تکلیف نہ ہو اور اس کے عمل سے کسی کو بیزاری نہ ہو۔

شیخ سعدیؒ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

شیخ سعدیؒ کے بیٹے اپنے والد کے ساتھ ایک دعوت میں گئے، اس زمانے میں نوے فی صد مسلمان تہجد کی نماز ادا کرتے تھے، شیخ سعدیؒ شیراز کے رہنے والے تھے، دونوں باپ بیٹے دعوت میں گئے، کھانا کھانے کے بعد کچھ حضرات جو کہ دور سے

آئے ہوئے تھے جلدی سو گئے، شیخ سعدیؒ اور ان کے بیٹے نوافل اور ذکر میں مشغول ہوگئے، تو بیٹے نے باپ سے کہا کہ اباجان یہ لوگ کتنے بدبخت ہیں کہ کھانا کھایا اور سو گئے، نہ نماز نہ ذکر، شیخ سعدیؒ نے فرمایا بیٹے تم ان لوگوں میں عیب نکال رہے ہو جو سو رہے ہیں، عیب نکالنے سے تو بہتر تھا کہ تم بھی سو جاتے یعنی کسی آدمی کے اندر عیب نکالنا اور یہ ظاہر کرنا کہ تو ایسا ہے ویسا ہے یہ گناہ کی بات ہے بلکہ انسان کی نظر اپنے اعمال پر ہونی چاہئے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسے انسان کی صحبت اختیار کرو جو سچا ہو یعنی اس کے ہاتھ پاؤں زبان وغیرہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلیں، اس کا کوئی کام شریعت کے خلاف نہ ہو، اس کے اندر حرص نہ ہو، انسان کے اندر حرص ہوتی ہے جس طرح کتے اور لومڑی کے اندر حرص ہوتی ہے، لالچ ہوتا ہے یہاں تک کہ دنیا کے اندر جتنی بھی ذی روح مخلوق ہیں تو ان کے اندر بھی حرص اور لالچ ہوتا ہے، لیکن حرص کا ایک دائرہ ہوتا ہے ایک حد ہوتی ہے۔

کیسے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جن کو دیکھنے سے خدا یاد آجائے، جن کے پاس بیٹھنے سے اللہ کی یاد تازہ ہو جائے اور جن کے پاس رہنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے الفت اور محبت پیدا ہو، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا **ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ** کہ وہ لوگ جو ہماری بات نہیں مانتے اور اپنے نفس کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں کو کھلا چھوڑ دو ان لوگوں سے باز پرس مت کرو، ان لوگوں کو اپنے نفس کے خلاف کرنے دو، عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ دنیا کا نفع اور دنیا کی حرص اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ذلیل ترین چیز ہے

عمر کے ساتھ خواہشات بڑھتی ہیں

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے ویسے ویسے اس کی خواہشات بڑھتی ہیں لیکن اس کی خواہشات پوری نہیں ہوتیں کہ اس کی عمر ختم ہو جاتی ہے، خواہشات پر قابو پانا اللہ کے رسول ﷺ کی محبوب ترین صفت ہے، ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو طریقت کے پیر بنے ہوئے ہیں وہ مکار ہیں اور وہ سب کو دھوکہ دے رہے ہیں ۔

بایزید بسطامیؒ کا مجاہدہ

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک مرتبہ دل چاہا کہ بینگن کا سالن کھایا جائے، یہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے لیکن انہوں نے کہا کہ میں اپنے نفس کو بینگن کا سالن جب کھلاؤں گا جب یہ ساری رات عبادت میں گذار دے، تو ساری رات عبادت کرتے رہے اور دوسرے دن کہا کہ کل کھلاؤں گا ایسے ہی کرتے کرتے چالیس سال گذار دیئے لیکن نفس کو بینگن کا سالن نہیں کھلایا، چالیس سال بعد خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ اے بایزید اپنے نفس کی خواہش پوری کر، حلال چیز کا کھانا برا نہیں ہے، یہ ہمارے اسلاف اور بزرگوں کا طریقہ تھا کہ وہ حلال سے بھی رک جاتے تھے کہ کہیں نفس موٹا نہ ہو جائے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا واقعہ

ایک ہم ہیں کہ غلط چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روکنے میں عار محسوس کرتے ہیں، حضرت ذوالنون مصریؒ نے ایک مرتبہ اپنے نفس سے کہا کہ میں تجھے گوشت نہیں کھلاؤں گا جب تک تو اتنی ہزار رکعت نماز نہ پڑھ لے، یہاں تک کہ

جب وہ مقدار پوری ہوگئی تو اسی شہر کے ایک مالدار آدمی کو حضور ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ تمہارے یہاں آج جو بہترین کھانا بنا ہوا ہے اس سے ذوالنون مصریؒ کی دعوت کرو۔ اللہ اکبر!

جس انسان کے اندر لالچ اور حرص نہیں ہوتی تو وہ انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب اور لاڈلا بندہ بن جاتا ہے، وہ بھلے ہی اپنی خواہش پوری نہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ ضرور اس کی خواہش پوری فرماتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰؑ کا گذر ایک جگہ سے ہوا دیکھا کہ ایک ضعیف آدمی پھاوڑا لئے زمین کھودرہا ہے، حضرت عیسیٰؑ نے اس سے پوچھا کہ بھائی تمہاری کوئی اولاد نہیں ہے جو تم کو روٹی دے سکے؟ اس نے کہا کہ سب ہیں، تو حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ پھر تم ضعیفی میں اتنی محنت کیوں کررہے ہو؟ اس نے کہا کہ آدمی کو زندہ رہنا ہے تو اس کو محنت کرنی ہی ہوگی اور جتنی وہ محنت کرے گا اتنا ہی اس کو ملے گا، حضرت عیسیٰؑ نے دل دل میں دعا کی کہ یا اللہ اس آدمی کے دل سے دنیا کی محبت نکال دے، ابھی دعا سے فارغ ہوئے تھے کہ اس آدمی نے اپنا پھاوڑا پھینک دیا، آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی کہ بچپن سے لے کر اب تک اتنے سال کماتے ہوئے گذر گئے کبھی آرام کرنے کا موقع نہیں ملا اس لئے اب مجھے باقی زندگی آرام سے گذارنی چاہئے، حضرت عیسیٰؑ نے پھر دل ہی دل میں دعا کی کہ یا اللہ اس کے دل میں حرص ڈال دے، بوڑھے نے پھر اپنا پھاوڑا اٹھایا اور زمین کھودنے لگا، حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا کہ بڑے میاں اب کیوں پھر سے پھاوڑا

سنبھال لیا؟ اس نے کہا کہ جب تک زندہ رہنا ہے کچھ تو کرنا ہی ہے، گویا انسان کے اندر حرص بھری ہوئی ہے، کسی کو دس روپۓ مل جائیں تو چاہتا ہے کہ اس میں دس اور مل جائیں تاکہ یہ بیس ہوجائیں۔

قناعت پسندی کا ایک واقعہ

انسان اپنے اندر سے حرص نکال دے تو اس کے لئے تمام راستے آسان ہوجاتے ہیں، روایت میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک مرتبہ پہاڑ پر گئے، سخت سردی کا موسم تھا، ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پہاڑ پر ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے، حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا کہ تم اتنے بوڑھے ہو کر اکیلے پہاڑ پر رہ رہے ہو، کتنا اچھا ہوتا کہ تم کوئی چھوٹا سا گھر بنالیتے اور اس میں آرام سے رہتے، اس نے جواب دیا اے اللہ کے نبی! تم سے پہلے جو نبی آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ تیری عمر سات سو سال ہے یعنی سات سو سال زندہ رہے گا اس سے زیادہ نہیں، میں نے سوچا سات سو سال کے لئے کیا گھر بناؤں اتنی مدت تو میں درخت کے نیچے رہ کر ہی گذار سکتا ہوں، کچھ دن گذر گئے کچھ اور گذر جائیں گے۔

انسان جب اپنے اندر سے لالچ کو نکال دیتا ہے تو زندگی گذارنا آسان ہوجاتا ہے حتی کہ اس کو جھونپڑی میں رہنا بھی آسان ہوجاتا ہے، اس کے پاس کوئی نعمت نہ بھی ہو تو بھی وہ صبر اور شکر کرتا ہے، اس کے برخلاف جس آدمی کے دل میں لالچ ہے اس کو دنیا کی ساری چیزیں بھی دیدی جائیں تو بھی یہی کہتا ہے کہ ابھی کم ہے یہاں تک کہ وہ اپنی زندگی گذار کر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے لیکن حرص کی وجہ سے اس کی خواہش پوری نہیں ہوتی۔

ایک بڑھیا کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت نوحؑ کے پاس ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی کہ حضرت میرا ڈیڑھ سو سال کا ایک بیٹا تھا اس کا انتقال ہوگیا ہے، حضرت نوحؑ نے فرمایا اللہ کی بندی صبر کرو تمہارا بیٹا تو ڈیڑھ سو سال کا تھا اس کا انتقال ہوا، ایک امت ایسی بھی آنے والی ہے جن کی عمریں ساٹھ اور ستّر سال کے درمیان ہوگی، اس بڑھیا نے کہا اللہ اکبر! میری یا میرے بچوں کی اتنی کم عمر ہوتی تو میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر گذار دیتی! مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے شریعت کے دائرے میں رہنا چاہئے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی سخاوت

حضرت عثمان غنیؓ کوئی معمولی انسان نہیں ہیں، حضور ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں تھی، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ، آپ مسلمانوں کے امیر اور خلیفہ ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور عثمان غنیؓ کی قبر کے درمیان جتنے لوگ بھی دفن کئے جائیں گے سب جنتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ فاقے سے تھے، بے چینی کے عالم میں مسجد میں آتے اور سجدے میں پڑ جاتے اور خدا کو یاد کرتے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت عائشہؓ کے پاس جاتے اور دریافت کرتے کہ گھر میں کچھ ہے؟ حضرت عائشہؓ فرماتیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کچھ نہیں ہے، اسی طرح آپؐ بار بار مسجد میں جاتے، اللہ کو یاد کرتے اور گھر آکر دریافت کرتے کچھ ہے؟ حضرت عائشہؓ عرض کرتیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کچھ نہیں ہے، ہمارے کچھ بھائیوں کے دماغ میں بات آتی ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ کے رسول ﷺ کمانے والے نہیں تھے اور صحابہ کمانے والے نہیں تھے، اس لئے ان کو

فاقہ سے رہنا پڑتا تھا ایسا نہیں بلکہ ان حضرات کے دل میں لالچ نہیں تھا، جو بھی ان کے پاس مال آتا فوراً مستحقین پر خرچ کر دیا کرتے تھے، یہ ان حضرات کی شان تھی۔ ان کا فاقہ اختیاری تھا۔

حضرت ابوطلحہؓ کی بے نیازی

حضرت عمر فاروقؓ نے پانچ ہزار اشرفی حضرت ابوطلحہؓ کی خدمت میں بھیجیں اور جو صاحب لیکر گئے ان کو تاکید فرمادی کہ تھوڑی دیر ٹھہر جانا کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ حضرت ابوطلحہؓ نے سب اشرفیاں تقسیم کر دیں صرف ایک اشرفی ہاتھ میں بچی، بیوی نے کہا واللہ ہم بھی اس کے مستحق ہیں فرمایا یہ تم لے لو، وہ حضرات اس لئے فاقہ کشی کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اس بات کے لئے تیار کر رکھا تھا کہ ہم دنیا میں تکلیف اٹھائیں گے اور آخرت میں راحت حاصل کریں گے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضور ﷺ بار بار گھر میں آتے ہیں اور مسجد میں جاتے ہیں اور حضرت عائشہؓ سے پوچھتے ہیں کیا کھانے کو کچھ ہے؟ اتنے میں آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کے گھر کے سامنے سو اونٹ قطار سے کھڑے ہیں اور تمام کے تمام سامان سے لدے ہوئے ہیں، حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا اے عائشہؓ! یہ کہاں سے آیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ یہ حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کی بیوی کی خدمت میں بھیجا ہے، پھر حضور نبی ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ یہ صرف تمہارے لئے ہے یا تمام ازواج کے لئے ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کی تمام بیویوں کے لئے سو سو اونٹ ستّو، پنیر اور زیتون سے لدے ہوئے بھیجے ہیں، حضور ﷺ کی آنکھوں میں خوشی کی وجہ سے آنسو آگئے، اور آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے

اورسجدے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ یا اللہ قیامت کے دن عثمانؓ سے حساب نہ لینا، بغیر حساب کتاب کے ان کو جنت میں داخل کر دینا۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر چندہ ہو رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہے کوئی جو بڑھ چڑھ کر اللہ کے راستے میں دے، حضرت عثمان غنیؓ نے کہا کہ میری طرف سے سو اونٹ مع ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں نذر ہیں، حضور ﷺ نے بہت سی دعائیں دیں اور قبول فرمالیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد اعلان ہوا کہ صحابہ غزوے کے لئے اپنا مال پیش کریں، تو عثمان غنیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سو اونٹ عربی، سو گھوڑے عربی اللہ کی راہ میں دیتا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ نے بہت سی دعائیں دیں اور قبول فرمالیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا، ہے کوئی اللہ کی راہ میں اپنے مال کو قربان کرنے والا، تو حضرت عثمان غنیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری طرف سے پانچ کلو سونا اللہ کی راہ میں نذر ہے اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو بھی قبول فرمالیا اور بہت سی دعائیں دیں، اس کے بعد پھر اعلان کیا، ہے کوئی اللہ کی راہ میں اپنے مال کو قربان کرنے والا حضرت عثمان غنیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری طرف سے انتیس کلو چاندی اللہ کی راہ میں نذر ہے، حضور ﷺ نے بہت سی دعائیں دیں۔

آج بھی حضرات ایسے ہیں جو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر دوسروں کی خدمت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خواہشات کی تکمیل کے بجائے آخرت میں کام آنے والے اعمال پر توجہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

انفاق فی سبیل اللہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّة يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَقَالَ تَعَالٰى مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل غارت گر ساماں ہو

بزرگان محترم، نوجوانانِ اسلام، عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے دو بڑی نعمتیں اولاد اور مال کی شکل میں عطا فرمائی ہیں، انسان اگر بہت زیادہ مالدار ہو اور اس کو اولاد نہ ہو تو وہ پریشان رہتا ہے کہ میرا مال کس کے کام آئے گا، اور اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے اولاد

عطا کی ہے اور اس کے پاس مال نہیں ہے تو وہ بھی اولاد کی تعلیم و تربیت اور پرورش کے لئے پریشان رہتا ہے کہ کہاں سے اولاد کے تقاضوں کو پورا کروں؟ معلوم ہوا کہ اولاد بھی بڑی نعمت ہے اور مال بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے، اسلئے کہ جس طرح انسان اولاد نہ ہونے کی وجہ سے مغموم رہتا ہے اسی طرح مال نہ ہونے کی وجہ سے بھی مغموم اور اداس رہتا ہے کہ اس کے تقاضے پورے نہیں ہوتے تو یہ جس انسان کو یہ دونوں چیزیں عطا ہو جائیں اس پر اللہ کا خصوصی انعام اور کرم ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کے تعلق سے ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ کو چار صاحبزادیاں تھیں حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت فاطمہؓ، آپ کی صاحبزادیوں سے ہی آگے سلسلہ چلا ہے، بچپن ہی میں آپ ﷺ کے صاحبزادوں کا انتقال ہوگیا، حضرت ابراہیمؓ جو ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوئے تھے ان کا دو ڈھائی سال کی عمر میں انتقال ہوگیا آپ ﷺ کے صاحبزادے دو اور تھے حضرت قاسمؓ اور حضرت طاہرؓ، ان دونوں کا بھی بچپن میں انتقال ہوگیا۔

حضور ﷺ کو کوثر عطا کی گئی

کفارِ مکہ جو آپ کو ہمیشہ مغموم دیکھنا چاہتے تھے اور ہمیشہ آپ کو ہر طرح کی تکلیف پہونچانے کے درپے رہتے تھے، آپ ؐ کے تینوں صاحبزادوں کا انتقال ہوگیا یکے بعد دیگرے، کفارِ مکہ بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ کو ابتر کہنے لگے کہ نعوذ باللہ اب محمد ﷺ کا سلسلہ نسب ختم ہوگیا کیونکہ کوئی نرینہ اولاد نہیں رہی۔ ظاہر بات ہے کہ کسی کو معلوم ہو جائے کہ میری کوئی اولاد نہیں رہی جس سے نسب چلے تو فطری طور پر صدمہ ہوتا ہے، آپ ﷺ کے صاحبزادوں کا انتقال ہوا اور مکہ کے مشرکین اس

بات سے نہایت خوش ہوئے کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ لاڈلا اور پیارا نبی کہتے ہیں اللہ نے ان سے اولاد کو چھین لیا اب ان کی نسل نہیں چلے گی، قرآنِ کریم میں اس کا تدارک فرمایا اور سورۂ کوثر اللہ نے نازل فرمائی اِنَّـآ اَعْطَيْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرْ حضور ﷺ کو اللہ نے تسلی دی، آپ کو دلاسہ دیا اور آپ کو ڈھارس بندھائی، آپ اداس تھے تو اللہ نے اُداسی کو دور کر کے فرمایا اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر علماء لکھتے ہیں عظیم الشان نہر جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ آپ کیوں غمزدہ ہوتے ہیں ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے اور اس کا ہم نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ اور آپ کی امت کے لوگ اس کو پئیں گے اور اس سے پیاس بجھے گی یہ خصوصی انعام ہے، قیامت کے ہولناک منظر میں جب کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا اور اس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا عرشِ الٰہی کے سوا، اور آبِ کوثر کے علاوہ وہاں کوئی پانی نہیں ملے گا اس دن کے لئے اللہ نے اس پانی کو آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے مخصوص فرمادیا ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کوثر سے مراد حضرت فاطمہؓ ہیں، اللہ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے یعنی فاطمہؓ عطا فرمائی ہے اس سے آپ کا سلسلہ چلے گا، آگے اللہ نے فرمایا کہ نماز پڑھئے اور میرے نام پر قربانی دیجئے، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ابتر ہوگئے ہیں نعوذ باللہ تو یقین جانو کہ وہی لوگ ابتر ہیں، یعنی اللہ نے فرمادیا ہے کہ ہم نے تمہاری اولاد کو اور سلسلہ نسب کو فاطمہ سے جاری فرمادیا ہے، آج دنیا میں کتنے سید ہیں اور کتنے آلِ رسول ہیں دنیا کے ہر خطہ میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہیں کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

اولا داللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت

بہر حال اللہ نے انسان کو دو چیزیں عطا فرمائی ہیں، ایک اولاد اور دوسرا مال، یہ دو نعمتیں ہیں مگر جب انسان اللہ کا نافرمان بنتا ہے تو یہ دونوں چیزیں انسان کے لئے تباہی کا سبب بنتی ہیں، ہر چیز کے دو رُخ ہوتے ہیں اللہ نے فرمایا کہ مال اور اولاد باقیات الصالحات ہیں انسان کے مرنے کے بعد دونوں چیزیں کام آتی ہیں یعنی وہ مال جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور وہ مال جو اس نے ثوابِ جاریہ میں لگا دیا، مثلاً مسجد بنوادی، کنواں کھدوا دیا، درخت لگوا دیا، مسافر خانہ بنوا دیا اور اسی طرح سے کوئی اسکول اور مدرسہ بنوا دیا اور قوم کے لئے کوئی ایسا کام کیا جس سے لوگوں کو فائدہ ہو تو یہ مال مرنے کے بعد بھی اس کو فائدہ پہونچائے گا اسی طرح وہ اولاد جو نیک ہو وہ بھی والدین کے مرنے کے بعد کام آتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو اولاد نیک ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس اولاد کو ذریعہ بناتے ہیں والدین کی مغفرت کا، اور اس اولاد کو ذریعہ بناتے ہیں والدین کے درجات کے بلند کرنے کا، اور نیک اولاد قیامت میں والدین کے لئے باعثِ عزت و فخر ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے اپنے بعد نیک اولاد کو چھوڑا تھا تو انھوں نے فلاں فلاں عمل کیا اس کا ثواب ہم تم کو بھی دے رہے ہیں، یعنی ماں باپ کو بھی اس کا ثواب ملے گا ماں باپ کو جنت تو ملے گی ہی لیکن نیک اولاد چھوڑنے کی وجہ سے والدین کے درجات مزید بلند ہو جائیں گے، اسی لئے فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ اللہ سے اولاد مانگے تو نیک اور صالح اولاد مانگے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ اے اللہ مجھے ایسی اولاد عطا فرما جو نیک اور صالح ہو، آدمی کو اولاد کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کی عقل

ماؤف ہو جاتی ہے وہ یوں کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے اولاد دیدے، اولاد ہوئی تو نافرمان، پھر روتا پھرتا ہے کہ اولاد نافرمان ہوگئی پہلے ہی نیک اور صالح کی تمنا نہیں کی اب رونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ نبی کے طریقہ پر دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اولاد میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں، قرآن کہتا ہے کہ اولاد مانگو تو کہو رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ میرے رب مجھے ایسی اولاد عطا فرما جو صالحین میں سے ہو۔

مال اور اولاد فتنہ بھی ہیں

حضرات! اولاد نیک اور پرہیزگار نہ ہو تو قرآن کہہ رہا ہے کہ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں، مال اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر خرچ نہیں کیا اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر نہیں کمایا تو یقیناً وہ مال تمہارے لئے فتنہ ہے، اور اولاد کی صحیح تربیت نہیں کی تو یہی اولاد تمہارے لئے دنیا میں بھی بے عزتی کا سبب بنے گی اور آخرت میں بھی رسوائی کا باعث ہوگی۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں چیزوں میں لوگ اتنے حریص ہیں کہ جس کی حد نہیں ہے، آج انسان ان دونوں چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے اندھا بن گیا ہے۔

انسان اپنی اولاد کی محبت اور پیار والفت میں ایسا اندھا بن جاتا ہے کہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ اپنی اولاد کی کس طرح پرورش کرنا ہے، بچہ گالی دیتا ہے تو والدین خوش ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ دیکھو یہ بچہ کتنا اچھا بولنے لگا ہے، اور نافرمانی کرتا رہتا ہے لیکن ہم نذر انداز کرتے رہتے ہیں کہ یہ بچہ ابھی نادان ہے، مگر ایسے ہی نظر انداز کرتے کرتے اس کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور بڑا ہو کر بھی وہ بچہ والدین کا نافرمان بن جاتا ہے تو والدین کی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔

اولاد کی تربیت، ایک صحابیٔ رسول ﷺ کا واقعہ

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بچپن سے ہی اولاد کی اچھی تربیت کیا کرتے تھے، ایک صحابی اپنی بیوی کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور مشکل سے چار سال کا بچہ ان کے پاس بیٹھا ہوا ہے اس بچہ کو چھینک آتی ہے اور وہ بچہ اپنی ماں سے شکایت کرتا ہے کہ دیکھو امی جان! مجھے چھینک آئی اور ابا جان نے **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** نہیں کہا تو ماں شکایت کرتی ہے کہ دیکھو تمہارا بیٹا کیا کہہ رہا ہے کہ ابا **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** نہیں کہہ رہے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب کسی کو چھینک آئے تو چھینکنے والا **اَلْحَمْدُلِلّٰہ** کہے اللہ کا شکر ہے اور سننے والا **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** کہے کہ اللہ تم پر رحم کرے۔

چھینک معمولی چیز نہیں ہے

طب وصحت کی لائن میں اپنے تجربہ کی بات بتا رہا ہوں کہ میرے پاس شفا خانہ میں ایک مریضہ آئی جس کو پندرہ سال سے چھینک نہیں آئی تھی ان کے شوہر کا نام محمد اسماعیل تھا وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میری بیوی کا دماغ خراب ہوگیا ہے میں نے بہت ہی غور کیا کہ عورت کی ساری رپورٹ درست ہیں آخر اس کو دیوانگی کیوں ہے؟ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ان کو کبھی نزلہ بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ نزلہ تو کبھی نہیں ہوتا، ان کو پندرہ سال سے چھینک نہیں آئی، میں نے کہا اسی لئے اس پر دیوانگی کا اثر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ چھینک بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے چھینک آئے تو **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** ضرور کہنا چاہئے۔

میڈیکل سائنس کی تحقیق ہے کہ چھینک آنے پر ناک سے چھ ہزار جراثیم باہر نکلتے ہیں اور سینکڑوں بیماریوں سے انسان کو نجات ملتی ہے، کتنی بڑی نعمت ہے اللہ کی،

اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب چھینک آئے تو **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** کہو اللہ تعالیٰ بہت سی بیماریوں سے نجات عطا فرمائیں گے۔

آج ہم چھینکتے ہیں مگر ہم میں سے کوئی **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** نہیں کہتا اور بعد والی ساری دعائیں تو کوئی کہتا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے کہ چھوٹی چھوٹی سنتیں ہم سے چھوٹ رہی ہیں، جب انسان چھوٹی چھوٹی سنتوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نحوست سے بڑی بڑی سنتوں پر عمل مشکل ہوجاتا ہے، جب آدمی چھوٹی چھوٹی نیکیاں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے طفیل اور برکت سے بڑی نیکیوں پر عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

ایک گنہگار کی مغفرت

چھینک ایک بڑی نعمت ہے، ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بہت ہی گنہگار شخص دریا کے کنارے پر کھڑا تھا اور اس دریا میں ایک کشتی چل رہی تھی اس میں کچھ لوگ بیٹھے تھے ایک آدمی کو چھینک آئی تو یہ آدمی جو دریا کے کنارے پر کھڑا تھا اس کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ میں بھی اللہ کے نبی کی یہ سنت زندہ کروں اس نے ایک کشتی کرائے پر لی اور اس میں بیٹھ کر اس آدمی کے پاس پہونچا جو دوسری کشتی میں بیٹھا جارہا تھا اور جاکر کہا **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کو چھینک آئی اور میں **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** کہنے آیا ہوں۔

تو روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عمل سے اس کی مغفرت فرمادی اور اللہ نے اس کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمادیا، بسا اوقات اللہ تعالیٰ چھوٹی چھوٹی باتوں اور عمل کو پسند فرمالیتے ہیں اور اس کی وجہ سے اس کی مغفرت اور درجات بلند فرمادیتے ہیں۔

توبات یہ چل رہی تھی کہ صحابی کے بچہ نے کہا امی جان! آپ نے دیکھا کہ میرے چھینک آنے پر ابا جان نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ نہیں کہا۔

آج ہمارے معاشرہ اور سماج میں شاید کوئی آدمی ایسا ہو جس کا چار سالہ بچہ چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کے جواب نہ دینے پر والدین سے شکایت کرے۔ اللہ اکبر! وہ صحابی جواب دیتے ہیں کہ بیٹے! تم صحیح کہہ رہے ہو کہ میں نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ اس لئے نہیں کہا کہ تم نے بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بلند آواز سے نہیں کہا، اگر تم زور سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے تو میں بھی ضرور یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہتا۔ سنتوں کو زندہ کرنے کا بچوں اور بڑوں میں اس قدر جذبہ تھا اس وقت بچوں میں کیا جذبہ ہو خود بڑوں میں ہی نہیں ہے۔

اصل بادشاہت تو یہ ہے

عبداللہ بن مبارکؒ مسجد حرام میں اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ہارون رشید طواف کررہے تھے، اسی وقت عبداللہ بن مبارک کو چھینک آ گئی انھوں نے کہا اَلْحَمْدُلِلّٰہ جتنے اس مجمع میں تھے سبھوں نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہ ہارون رشید نے کہا کیا ہوا؟ کیسی آواز آرہی ہے؟ تو کہا گیا کہ عبداللہ بن مبارک کو چھینک آئی ہے تو ان کے شاگردوں نے ان کے لئے دعا کی ہے، ہارون رشید نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہ اصل بادشاہت تو یہ ہے کہ ان کو چھینک آئی تو ہزاروں لوگ ان کو دعا دے رہے ہیں مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو اللہ کا ہوگیا اللہ تعالیٰ اسکے ہو جاتے ہیں، انسان دین کی اور اپنی آخرت کی فکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فکر کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال اور اولاد کی شکل میں دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں مال انسان کے لئے تباہی کا باعث بھی بنتا ہے اور نجات کا سبب بھی۔ قرآنِ

کریم میں فرمایا گیا مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً یعنی کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت

حضرت موسیٰؑ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا یا نبی اللہ! میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں جتنا مال اور رزق مجھے ملنے والا ہے سب کا سب ابھی مل جائے، حضرت موسیٰؑ نے سمجھایا کہ بے وقوف سارا مال اگر آج ہی لے لیا تو فقیر بن جائے گا کچھ دنوں کے بعد سارا مال ختم ہو جائے گا، آئندہ کی زندگی گذارنی دوبھر ہو جائے گی، اس نے کہا نہیں مجھے تو سب ابھی چاہئے، آپ اللہ سے دعا کرو، موسیٰؑ نے اللہ سے دعا فرمائی وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰؑ! ہم نے تمہاری دعا کو قبول فرمالیا ہے اور ہم سارا مال اس کو ابھی دے دیتے ہیں چنانچہ مال مل گیا، حضرت موسیٰؑ آگے چلے گئے اور کئی سال کے بعد اس بستی میں جانا ہوا جس میں وہ آدمی تھا، دیکھا کہ بڑی عالیشان حویلی بنی ہوئی ہے اور بہت زیادہ بھیڑ ہے، کھانا پک رہا ہے، بڑا سا دسترخوان بچھا ہوا ہے، حضرت موسیٰؑ نے کسی سے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے؟ کسی نے کہا کہ فلاں آدمی بہت مالدار ہے اس آدمی کا یہ محل ہے اور اس کے دسترخوان پر روزانہ ہزاروں آدمی کھانا کھاتے ہیں، حضرت موسیٰؑ کی سمجھ میں بات نہیں آئی کیوں کہ اس آدمی نے تو سارا مال ایک ہی ساتھ لے لیا تھا پھر اتنا مال کہاں سے آیا، اللہ نے اتنا مال کیسے دیا؟ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ اس میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ہم صرف اس کے ساتھ نہیں بلکہ پوری مخلوق کے ساتھ صحیح فیصلہ کرتے ہیں، اس آدمی نے ہم سے پوری زندگی میں ملنے والا سارا مال ایک ہی ساتھ لے لیا تھا اور پھر ہوشیاری یہ کی کہ ہم سے تجارت شروع کردی یعنی سارا مال ہماری راہ

میں خرچ کر دیا، ہم نے اس کو پھر دے دیا پھر اس نے راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور یہ سلسلہ چلتا رہا، میں دیتا ہوں اور یہ میری راہ میں خرچ کر دیتا ہے، حالانکہ یہ روزانہ ہزاروں آدمیوں کو کھانا کھلاتا ہے پھر بھی مال کم نہیں ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ہم سے تجارت کی ہے مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہے کوئی بندہ جو اللہ کو قرض حسنہ دے، قرض سے مراد یہ ہے کہ ایسا قرض جو لیکر واپس کیا جائے۔

تو بہرحال جو اللہ تعالیٰ سے تجارت کرتا ہے کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے مال کو خوب بڑھاتے ہیں خوب اضافہ فرماتے ہیں۔

محمود غزنوی کا واقعہ

محمود غزنوی نے انتقال سے پہلے فرمایا کہ میرے سارے خزانوں کے دروازے کھول دو جس کا جتنا دل چاہے اٹھا کر لے جائے، کوئی سونا کوئی چاندی کوئی ہیرے اور کوئی جواہرات لے کر جا رہا تھا، ایک اللہ والے باہر بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی نے کہا بڑے میاں یہاں کیا کر رہے ہو؟ بادشاہ کے خزانے کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جاؤ جتنا دل چاہے لیلو، اس درویش نے کہا میں کچھ لینے کے لئے نہیں بلکہ یہ دیکھنے آیا ہوں کہ محمود غزنوی نے دنیا میں بھی عیش کر لی اور اب جانے سے پہلے آگے بھی توشہ بھیج رہے ہیں۔

تو مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنا اور مناسب جگہ لگانا اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور فضول خرچ کرنا اللہ کی ناراضی کا سبب ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم سبھی کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

مومن کی آزمائش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم.

طوفان کر رہا تھا مرے عزم کا طواف
دنیا سمجھ رہی تھی کہ کشتی بھنور میں ہے

بزرگانِ محترم، نوجوانانِ اسلام، عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو امتحان گاہ بنایا ہے، دنیا ایک ایسی درسگاہ ہے جہاں انسان کو بہت سے امتحانوں اور آزمائشوں سے گذرنا پڑتا ہے اور جب انسان ان آزمائشوں سے کامیاب ہو کر نکلتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو خاص مقام عطا فرماتے ہیں جس طرح سیدنا حضرت ابراہیمؑ کے

تعلق سے فرمایا کہ لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کہ ابراہیم کو ہم نے متقیوں کا امام بنایا، جب آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہوئے اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر چھری چلادی اور اس سے پہلے جب حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے ابھی دودھ پی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم! ہم تمہارا امتحان لینا چاہتے ہیں جاؤ اپنے بیوی اور بچہ کو جنگل میں چھوڑ آؤ، قرآن نے بیان فرمایا بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ ذَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ایسی جگہ چھوڑ آؤ جو بالکل بیابان اور چٹیل میدان ہو جہاں انسان کیا چرند اور پرند بھی نہ ہوں، اللہ کا حکم ہوا اور آپ اپنی بیوی اور بچہ کو وہاں چھوڑ کر آ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی برکت سے زم زم کو ظاہر فرمایا ابتلا اور آزمائش اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر ڈالا کرتے ہیں۔

مومن اور کافر کے حال میں فرق

ابتلا اور آزمائش کا آنا انسان کی بھلائی اور بہبودی کے لئے ہوا کرتا ہے قرآن کریم میں فرمایا وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ کفار اور مشرکین جن کا اللہ پر ایمان نہیں ہوتا وہ لوگ مالدار ہوجاتے ہیں کار اور بنگلے ان کے پاس ہوتے ہیں اور حکومت ان کے پاس آجاتی ہے اور وہ لوگ عیش وعشرت کی زندگی گذارتے ہیں لیکن جب ان کی دولت ختم ہوجاتی ہے تو پھر کہتے ہیں فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ اللہ نے ہم سے مال چھین لیا ہے اور تمام عیش وعشرت کے سامان چھین لئے حکومت اور اقتدار چھین لیا اور ہماری عزت کم ہوگئی، یہ اللہ سے شکوے کرنے لگتے ہیں، کفار اور مشرکین کا یہ حال اللہ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا اور مومن جس حال میں رہتا ہے اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، مومن اور کافر میں یہی فرق ہے کہ مومن کے پاس جب ہوتا

ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا تو وہ صبر کرتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں نبی اور بادشاہ بنوں یا نبی اور بندہ بنوں لیکن میں نے اللہ سے درخواست کی کہ میں نبی اور بندہ بننا پسند کرتا ہوں اسلئے کہ بادشاہت میں وہ چیز نہیں ہوتی جو بندگی میں ہوا کرتی ہے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب مجھے دیں گے تو شکر ادا کروں گا اور نہیں ہوگا تو صبر کروں گا۔

مومن کی شان یہ ہے کہ مومن کے پاس ہوتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور نہیں ہوتا تو صبر کرتا ہے اور کافر کے پاس مال ہوتا ہے تو اکڑ کر سینہ تان کر چلتا ہے، گھمنڈ غرور اور تکبر اس میں پیدا ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمانؑ کو حکمت عطا فرمائی

حضرت لقمانؑ کے تعلق سے قرآن مجید میں پوری ایک سورت نازل ہوئی اور فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ لقمانؑ کے سامنے اللہ تعالیٰ نے نبوت اور حکمت کو پیش کیا کہ اس میں تم کو اختیار ہے نبوت لے لو اور چاہو تو حکمت لے لو تو حضرت لقمانؑ نے حکمت کو اختیار کیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے نبوت کو کیوں اختیار نہیں کیا اگر نبوت لیتے تو اچھا تھا فرمایا نبی منجانب اللہ بنایا جاتا ہے، نبوت اپنے سے نہیں لی جاتی لہٰذا میں نے نبوت لینا پسند نہیں کیا کیونکہ اپنی مرضی سے کوئی ذمہ داری لینا اور پھر اس کو پورا نہ کرنا اللہ کے یہاں جرم ہے اسلئے میں نے اللہ سے درخواست کی کہ الٰہی مجھے حکمت عطا فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لقمانؑ کو حکمت عطا فرمائی۔

میرے سابق شیخ حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ کامل رشیدیؒ نے فرمایا ہے کہ لقمانؑ حکیموں کے نبی تھے بہرحال لقمانؑ کو اللہ نے حکمت کا خزانہ عطا فرمایا تھا اور ان کے اندر

اللہ تعالیٰ نے بڑی صفات رکھی تھیں رنگ وروپ کے اعتبار سے وہ اگر چہ کالے تھے، پستہ قد،موٹا ناک نقشہ تھالیکن اللہ نے ان کے اندر حکمت کوٹ کوٹ کر بھری تھی،ایک بار کسی آدمی کا غلام بھاگ گیااور وہ بالکل حضرت لقمانؑ کا ہم شکل تھااس موقع پر حضرت لقمانؑ ادھر سے گذر رہے تھےتو اس آدمی نے حضرت لقمانؑ کو دیکھااور پکڑلیا،دو چار تھپڑ لگائے اور اپنے ساتھ لے گیااور کہنے لگا کہ کئی دن سے تم بھاگے ہوئے ہواور میں تم کو تلاش کرر ہاہوں ،حضرت لقمانؑ نے سوچا کہ شایداس کا غلام بھاگ گیا ہے اور اس کومغالطہ ہو گیا ہے لیکن لقمانؑ چونکہ حکمت والے اور عقلمند انسان تھے انہوں نے کچھ نہیں کہااور صبر سے اس آدمی کی خدمت کرتے رہے،اس کی گالیاں سنتے رہے اور کبھی بھی اُف نہیں کیاایک سال گذر گیا خدمت کرتے کرتے،جواصل بھاگا ہوا غلام تھاواپس آ گیا،اس کو مالک نے آتے دیکھا تو تعجب سے مالک نے حضرت لقمانؑ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں ؟ حضرت نے کہا کہ میں لقمان ہوں پھر کیا تھامالک ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیااور معافی چاہنے لگااور کہنے لگاایک سال کا جتنا معاوضہ آپ چاہیں مجھ سے لے لیں حضرت لقمانؑ نے کہانہیں مخلوق کی خدمت کرنا خالق کو پسند ہے بندوں کی خدمت کرنا اللہ کو محبوب ہے، ایک مرتبہ مالک نے کہا کہ جاؤ ایک خربوزہ کاٹ کر لاؤ جب کاٹ لائے تو اس نے کہاایک قاش تم بھی کھاؤ جب لقمانؑ نے وہ پیس کھایا تو وہ بہت کڑوا تھا وہ منہ میں رکھنا مشکل تھا پھر بھی خوشی سے کھالیامنہ نہیں چڑھایامالک نے سوچا کہ شاید بہت میٹھا ہے جب مالک نے ایک پیس منہ میں ڈالا تو بالکل کڑوا نکلا،اس نے تھوک دیااور کہا کہ تم نے بتایا کیوں نہیں کہ بہت کڑوا ہے؟ تو حضرت لقمانؑ نے جواب دیا کہ اے میرے آقا! جس ہاتھ سے ہمیشہ میٹھا کھاتا آ رہا ہوں ایک مرتبہ اگر کڑوا بھی کھالیا تو کیا ہو گیا مجھے صبر اور شکر کے ساتھ کھانا چاہیئے۔

تو مومن کی شان ہے کہ اس کو کوئی چیز ملتی ہے تو شکرادا کرتا ہے اور تکلیف پہونچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کا واقعہ

حضرت رابعہ بصریہؒ گھر سے نکل رہی تھیں دروازہ چھوٹا تھا سر میں چوٹ لگی تو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہا،لوگوں نے پوچھا یہ اللہ کا شکرادا کرنے کا کون سا وقت ہے؟ رابعہ بصریہؒ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب مومن کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے گویا اللہ تعالیٰ اس بندے کو یاد کرتے ہیں اسلئے میں شکرادا کررہی ہوں کہاں میں اور کہاں احکم الحاکمین، میں ناکارہ خدا کی بندی اور وہ مجھے یاد کرے اور میں شکرادا نہ کروں۔ انسان جس حال میں ہو اللہ کا شکرادا کرے یہ ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔

میں عرض کرر ہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسلئے دنیا میں بھیجا تا کہ امتحان گاہ سے گذر کر کامیاب ہو جائے پھر اس کو اپنے انعامات سے نوازے،قرآن مجید میں اللہ نے اسی کو بیان فرمایا تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ اللہ تبارک وتعالیٰ بہت زیادہ پاک ہیں اور بہت عظیم اور زبردست طاقت وقوت کے مالک ہیں اور ساری کائنات کے اکیلے مالک اور خالق ہیں وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ یہ پوری کائنات جس میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ہیں اور جن آسمانوں میں بڑے بڑے ستارے اور سیارے ہیں جن کی لمبائی اور چوڑائی ہماری عقلوں میں نہیں آسکتی یہ تمام کے تمام اللہ کے دست قدرت میں ایسے ہیں جیسے کوئی انسان اپنی ہتھیلی پر رائی کا دانہ رکھے اللہ تعالیٰ کتنے عظیم اور زبردست قوت کے مالک ہیں خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ اللہ تعالیٰ نے زندگی

اور موت کو پیدا فرمایا، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب جنتی لوگوں کو جنت میں پہو نچادیا جائے گا اور جہنمی لوگ جہنم میں چلے جائیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو دنبہ کی شکل میں لائیں گے اور اپنے دست قدرت سے اسکو ذبح فرمادیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ موت کو بھی موت عطا فرمادیں گے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً اللہ تعالیٰ نے زندگی بھی دی اور موت بھی اسلئے تاکہ تم کو آزمایا جائے کہ تم فرمانبرداری کرتے ہو یا نافرمانی، اگر تم اچھے کام کررہے ہو تو وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ پھر اللہ تعالیٰ تم پر زیادہ رحم کرنے والے ہیں بہت زیادہ طاقت والے ہیں۔

آزمائش سے مومن بلند مقام حاصل کرتا ہے، جس طرح سونے کو بھٹی میں تپایا جاتا ہے، صاف اور کھرا بن کر نکلتا ہے یہ سونے کی صفت ہے، اگر تانبہ اور پیتل کو آگ میں ڈالا جائے تو اور زیادہ کالا بن کر نکلے گا، اسی طرح کفار کی صفت ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے، کوئی پریشانی آتی ہے تو شکوہ شکایت کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں (نعوذ باللہ) اور اس مصیبت سے نکلنے کے لئے اپنے آپ کو مجرم نہیں سمجھتے۔

لیکن مومن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے رب کے سامنے عاجزی اور انکساری کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یا اللہ یہ جو مصیبت آئی ہے یہ میرے اپنے اعمال اور اپنے گناہوں کی وجہ سے آئی ہے یا اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما۔

سیدنا حضرت آدمؑ سے لغزش ہوئی یعنی شجر ممنوعہ سے اللہ نے روکا تھا کہ اس درخت سے نہیں کھانا لیکن انہوں نے کھالیا تو اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا کہ اے آدم تم نے

کیوں کھایا تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا یا اللہ میں توبہ کرتا ہوں، مجھ سے غلطی ہوگئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تمہیں معلوم ہے کہ کوئی چیز ہمارے حکم کے بغیر نہیں ہوتی، ایک ذرہ یا ایک تنکہ بھی ہمارے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا پھر تم یہ کیسے کہہ رہے ہو کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے میں نے ہی لکھا تھا تمہارے مقدر میں، اس پر حضرت آدمؑ نے بڑا پیارا جواب دیا، عرض کیا یا اللہ میری انسانیت اس بات کو گوارہ نہیں کرتی کہ غلطیوں اور گناہوں کو آپ کی طرف منسوب کروں، اللہ نے فرمایا آدم تمہاری یہ بات بہت پسند آئی اور میں نے تمہاری خطا کو معاف کردیا۔

شیطان اور انسان میں فرق

لیکن جب شیطان کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو، ابلیس نے کہا میں سجدہ نہیں کروں گا کیوں کہ تو نے ہی تو مقدر میں لکھا تھا کہ سجدہ نہیں کرے گا، فرمایا کہ ہاں میں بے شک مقدر میں تو میں نے ہی لکھا تھا لیکن نافرمانی بھی تو مقدر میں میں نے ہی لکھی تھی اور عذاب بھی مقدر میں میں نے لکھا ہے۔

علماء کرام کلام کرتے ہیں کہ آدمؑ نے کیوں اپنی غلطی تسلیم کرلی اور شیطان نے اتنا بڑا عابد ہونے کے باوجود نافرمانی کرلی جبکہ شیطان اس سے پہلے ستر ہزار سال تک عبادت کرتا رہا، نور کے منبر پر بیٹھ کر فرشتوں کو وعظ کرتا تھا لیکن اپنی غلطی تسلیم نہیں کی، علماء نے لکھا ہے کہ آدمؑ کو جب اللہ نے پیدا فرمایا تو آپ کو اپنا دیدار کرادیا۔

لیکن ابلیس اتنے سال عبادت کرتا رہا، اور خدا کے دیدار سے محروم رہنے کی وجہ سے نافرمانی کی، تو شیطان اور انسان میں یہ فرق ہے کہ شیطان سے گناہ ہوتا ہے تو کہتا ہے تو نے ہی تو مقدر میں لکھا تھا اور آدم سے یا آدم کی اولاد سے گناہ ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے یا اللہ غلطی ہوگئی معاف کردے۔

دوستو، بزرگو! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسلئے بھیجا ہے کہ ہم کامیاب ہوں اور پھر ہم کو جنت میں داخل فرمائے، جو جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے داخل ہوگا اور کبھی نعمتوں میں کمی نہیں ہوگی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضور ﷺ سے سچی محبت نصیب فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ملک اور مال کی اہمیت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

زندگی کا راز کیا ہے سلطنت کیا چیز ہے
اور یہ سرمایہ ومحنت میں ہے کیسا خروش

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! حضور ﷺ کے وصال سے پہلے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو عالم بالا کی طرف جا رہے ہیں، ہم سے جدائی اختیار کررہے ہیں آپ کے بعد ہم کس بات پر عمل کریں اور کس سے پوچھیں؟ اب تک جو بھی مسئلہ ہمیں درپیش ہوتا ہم آپ سے پوچھ لیا کرتے تھے مگر آپ کے بعد کیا کریں

گے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن کریم اور دوسری سنت رسول ﷺ، ان دونوں چیزوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہنا انشاء اللہ کامیاب رہو گے، مقصد یہ ہے کہ مسلمان کی زندگی قرآن اور سنت کے مابین ہے جس طرح سے ریل کے لئے دو پٹری ہوتی ہیں اگر ان پٹریوں سے ٹرین اتر جائے تو بہت بڑا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح مسلمان اگر قرآن وسنت کے دائرے سے نکل جاتا ہے تو پھر وہ ایمان سے خارج بھی ہو سکتا ہے یا اس کا ایمان ناقص بھی ہو سکتا ہے۔

شریعت کے مطابق ہر کام عبادت بن سکتا ہے

حضور ﷺ نے مسلمان کو رہبانیت کا درس نہیں دیا کہ تم پہاڑوں میں بیٹھ جاؤ اور دنیا سے لاتعلق ہو کر ہر وقت اللہ کو یاد کرتے رہو بلکہ ایک سادہ سا قانون اور ایک سیدھی سی بات بتادی جو سمجھ میں آنے والی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارا ہر کام، ہر فعل اور ہر بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مطابق ہو تو یہ عین عبادت ہے، اگر تم سو رہے ہو تو نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر سو جاؤ یہ سونا بھی عبادت بن جائے گا، اگر تم کھا رہے ہو تو نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر کھاؤ تمہارا یہ کھانا بھی عبادت بن جائے گا، اگر تم ہنس رہے ہو تو اللہ کے نبی ﷺ کے طریقے پر ہنسو تمہارا ہنسنا بھی عبادت ہو جائے گا، غرض مسلمانوں کا کوئی کام عبادت سے خالی نہیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ سے صحابہ نے پوچھا یا رسول ﷺ ایک آدمی اپنے ملک کی حفاظت کر رہا ہے اور اپنے ملک کی سرحد پر چوکی داری کر رہا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے ملک کی سرحد، اپنے مال

اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے اللہ کی نظر میں وہ شہید ہے، اور فرمایا سرحد کی حفاظت کرنے والا نفلی عبادت کرنے والے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اسلام کے تعلق سے آج عوام یہ کہتی ہے اور ہمارے سیدھے سادھے نوجوانوں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو معلوم نہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ مسجد اور محراب سے سیاست کی باتیں نہیں ہونی چاہئے تو میں عرض کرتا ہوں حضور اکرم ﷺ نے اسلامی مملکت اور اسلامی حکومت کا نظام مصلے ہی سے سنبھالا ہے اور خلفائے راشدین کی زندگی شاہد ہے کہ حضرت عمرؓ نے تقریباً 12 سال حکومت کی اور 30 ہزار قلعے فتح کیئے، اگر سیاست اسلام کا جز نہ ہوتی تو صحابہ کرام اس کو نہ اپناتے لیکن آج سیاست دھوکہ اور مکر وفریب ہے، آج کی سیاست غنڈہ گردی پر مشتمل ہے، وہ سیاست جس میں ملک اور قوم کی بھلائی ہو، اس سے اسلام نے منع نہیں کیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وطن سے محبت کرنا دین کی علامت ہے اور اگر کوئی وطن کی محبت یا حفاظت میں مارا جائے تو شہید ہے، ہندوستان بڑا ملک ہے اور پچاس سال پہلے یہ ملک اور بھی بڑا تھا، آج اس کے تین ٹکڑے ہو چکے ہیں پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان، اور اس سے کئی سو سال پہلے جب سری لنکا جس کو سرندیپ کہا جاتا ہے کا علاقہ بھی ہندوستان ہی کا حصہ تھا تبت بھی ہندوستان ہی کا ایک حصہ تھا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمان بعد میں آئے، میں کہتا ہوں ہندوستان میں سب سے پہلے ہمارے اور آپ کے باپ سیدنا حضرت آدمؑ دنیا میں آئے، سب سے پہلا قدم سری لنکا میں رکھا قدیم زمانے میں وہ ہندوستان کا حصہ تھا اور حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے چل کر مکۃ المکرّمہ تک پیدل کئی

سوچ کئے، ظاہر بات ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے قدم رکھنے والے مسلمان حضرت آدمؑ تھے، مسلمان اس ملک کا اٹوٹ حصہ ہیں، مسلمان اس ملک کا ایسا جزو لاینفک ہے کہ جس کے بغیر ہندوستان مکمل نہیں ہوسکتا۔

مسلمان کو اپنے ملک سے بڑی محبت ہے

ہندوستان میں مسلمانوں کی اپنے ملک سے وفاداری اور محبت مشہور ہے، ابھی آپ دیکھئے کہ سری رنگا پٹن میں ٹیپو سلطان کی حکومت کے آثار موجود ہیں وہاں مسجد اقصیٰ اور دیگر چیزیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہندوستان سے مسلمان بادشاہوں اور مسلمانوں کو بڑی محبت ہے، آپ حیدرآباد چلے جائیں وہاں چار مینار اور دیگر چیزیں مسلمانوں کی علامات ہیں، اسی طرح دہلی میں جامع مسجد اور قطب مینار اور دیگر چیزیں مسلمانوں کی علامات ہیں، ہندوستان کی سرزمین کا ہر ٹکڑا اس بات کا گواہ ہے کہ ہندوستان کا مسلمان اپنے ملک سے محبت کرتا ہے۔

مسلمان غدار نہیں

خدا کی قسم مسلمان غدار نہیں، مسلمان اپنے ملک کے لئے غدار نہیں ہوسکتا، پھر کیا وجہ ہے کہ آج مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہے، مسلمانوں کے حقوق کو تہہ وبالا کیا جارہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا وجود بے کار ہے، قرآن کریم نے اس بات کو فرمایا تھا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ کہ اگر تم سچے اور پکے مومن رہے تو دنیا کی ساری قومیں اور حکومتیں تمہارے قدموں میں گر جائیں گی لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج ہم نام کے مسلمان ہیں کام کے نہیں، ہماری باتوں میں جھوٹ ہے، ہمارے کاموں میں جھوٹ

ہے ہمارے افعال واعمال میں جھوٹ ہے، ہماری زبان پر کچھ اور دل میں کچھ ہے، ظاہر بات ہے کہ ہندوستان کو مسلمانوں نے بہت کچھ دیا ہے، مسلمانوں نے تہذیب وتمدن دیا اور لوگوں کو جینا سکھایا ہے یہاں تک کہ قدیم ہندوستانی لوگ کپڑا پہننا بھی نہیں جانتے تھے، ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی، ان حکومتوں کے درمیان اگر مسلمان چاہتے تو ہندوستان کے کسی خطے پر ایک مندر اور ایک کلیسا بھی نہ ہوتا، لیکن تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی مسلمان بادشاہ نے نہیں چاہا کہ کسی غیر مسلم کو تکلیف دے یا اس کے جذبات کو مجروح کرے، بلکہ ہمیشہ اپنے ذہن کو سیکولر رکھا اور مساوات اختیار کی اور یہ چاہا کہ ہندو مسلم مل جل کر اس ملک کی حفاظت کریں۔

حضور ﷺ کی حکمت عملی

حضور نبی کریم ﷺ جب مکۃ المکرّمہ سے مدینہ تشریف لے گئے تو اس وقت حضور ﷺ نے دیکھا کہ مدینے میں بہت سے یہودی ہیں جو بڑے طاقتور ہیں آپ ﷺ سب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے، حضور ﷺ نے مسلمانوں اور یہودیوں کو جمع کرکے فرمایا کہ مدینہ تمہارا اور ہمارا ہے اس شہر میں ہم سب رہیں گے، اس شہر کی حفاظت دونوں مل کر کریں گے اور پھر حضور ﷺ نے قانون بنادیا کہ اگر کوئی باہر کی طاقت مدینے پر حملہ کرتی ہے تو یہودی اور مسلمان مل کر اس کا دفاع کریں گے اور اپنے شہر کی حفاظت کریں گے اور اگر باہر کا کوئی آدمی کسی مسلمان کو ستائے تو یہودی اس کا ساتھ دیں اور اگر کسی یہودی کو باہر کا آدمی آکر ستائے تو مسلمان اس یہودی کا ساتھ دیں گے اور اپنے شہر کی حفاظت کریں گے، حضور ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے قانون بنا کر بتادیا کہ دنیا میں کس طرح سے جینا چاہئے، دنیا میں کس طرح سے مل جل کر رہنا چاہئے اور کس طرح سے کلچر بنانا چاہئے۔

ہم ہندوستان کے وطنی بھائیوں سے یہی عرض کریں گے کہ ہمیں آپس میں اخوت اور بھائی چارگی کے ساتھ رہنا چاہئے دشمنی اور عداوت نہیں ہونی چاہئے ، یہ اور بات ہے کہ ہمیں اپنے حقوق مانگنے چاہئیں اس کی مانگ برابر جاری رہے گی ، مسلمان صرف اپنا حق مانگتا ہے کسی کا حق چھیننا نہیں چاہتا، جس طرح سے دوسری قوموں کو سرکاری نوکریاں مل رہی ہیں ، پارلیمنٹ نششتوں میں ریزرویشن مل رہا ہے اسی طرح سے مسلمان کو بھی نوکریاں دی جائیں ، اور پچاس سال میں جتنے مسلمانوں کے حقوق سلب کئے گئے ہیں وہ سارے حقوق دیئے جائیں ، انگریز کے دور حکومت میں مسلمانوں کو 35 فی صد اور برہمنوں کو بھی 35 فی صد ملازمت ملتی تھی آج مسلمان ایک پرسنٹ بھی نہیں ہے اور برہمنوں کو 70 فی صد ملازمت ملی ہوئی ہے ، یعنی مسلمان کا حق برہمن کھا گیا ہے، ظاہر بات ہے کہ مسلمان اپنے حقوق کو مانگ رہا ہے۔

پیسے کی عزت کرو

حضور ﷺ کے زمانے میں بھی پیسہ حکومت اور دولت بڑا اثر رکھتی تھی ، حضور ﷺ نے پیسے اور دولت کو برا نہیں فرمایا، قرآن نے برا کہا نہ شریعت نے اور نہ کسی نبی نے برا کہا، پیسہ وہ برا ہے جو ناجائز طریقے سے کمایا جائے اور وہ پیسہ برا ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے ، وہ پیسہ برا ہے جو کنجوسی سے چھپا کر رکھ دیا جائے اور حق والے کو اس میں سے حق نہ دیا جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ وہ اپنے پیر کے نیچے درہم و دینار رکھے ہوئے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ درہم و دینار کو اپنے پاؤں کے نیچے مت رکھو، یہ پیسے کی بے ادبی ہے، اس کو سر پر بھی نہ رکھو

بلکہ حفاظت سے جیب میں رکھو تاکہ وقت پر کام آسکے ، یاد رکھئے غیر مسلم دولت کو پوجتا ہے لیکن مسلمان صرف خدا کی عبادت کرتا ہے۔

انجیر میں شفا ہے

روایات میں ہے کہ جب حضرت آدمؑ سے لغزش ہوگئی اور آپ نے گندم کھالیا جس کو اللہ نے کھانے سے منع فرمایا تھا اور آپ کے جسم سے جنت کا لباس اتر گیا، آپ برہنہ ہوگئے ،آپ پریشان تھے کہ کس طرح اپنے جسم کو چھپائیں ،کوئی چیز آپ کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں تھی تو انجیر نے جس کے پتے بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں اس نے اپنے پتے دیئے اور حضرت آدمؑ سے کہا کہ اپنا ستر چھپالو اللہ نے انجیر کو مخاطب کرکے فرمایا اے انجیر ! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ہم آدمؑ سے ناراض ہیں اور ہم نے اس کے جسم سے لباس اتارلیا ہے پھر تجھے کیا حق ہے کہ تو آدمؑ کو اپنے پتے دے تو انجیر نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی رحمت آپ کے غصہ پر حاوی ہے، آج آپ آدمؑ سے ناراض ہیں کل آپ خوش ہوجائیں گے اور ان کی غلطی کو معاف فرمادیں گے ، اگر آج میں آدمؑ کا سوال پورا نہ کرتا تو کل مجھے شرمندگی ہوتی ، میں نے آپ کی رحمت کا خیال کرتے ہوئے آدمؑ کو اپنے پتے دیدیئے ،انہوں نے اس سے اپنے جسم کو چھپالیا ہے، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اے انجیر! ہمیں تیری یہ بات پسند آئی اس لئے ہم نے تیرے اندر صحت اور شفا رکھ دی ہے جو بھی تجھے کھائے گا اس کو شفا حاصل ہوگی اور صحت ملے گی ،قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انجیر کی قسم کھائی اور ارشاد فرمایا وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ. وَطُورِ سِينِينَ. وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ قسم ہے مجھے انجیر کی اور قسم ہے مجھے زیتون کی اور قسم ہے مجھے طور پہاڑ کی اور قسم ہے مجھے مکہ کی ۔اللہ نے انجیر کو یہ فضیلت دی ہے۔

پیسہ آدمی کی بنیادی ضرورت ہے

ایک صحابی دربار رسالت ؐ میں اپنی شکایت کرتے ہیں کہ میں بہت پریشان ہوں، آپ ﷺ نے ان کو بشارت دی، وہ صحابیؓ کہتے ہیں یارسول اللہ ﷺ بشارت تو میں بہت سن چکا ہوں، مجھے تو پیسے چاہئیں، آپ پیسے دے سکتے ہیں تو دیدیجئے، حضور ﷺ غمگین ہوگئے پھر کہیں سے تھوڑا سا سونا آیا تو سب سے پہلے ان کی ضرورت کو پورا کیا، تو معلوم ہوا کہ دولت ایسی چیز ہے جس سے ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اگر پیسہ نہ ہو تو ظاہر بات ہے کہ اس کی وجہ سے بہت ساری پریشانیاں اور وساوس دل میں آتے ہیں۔

رزق حلال طلب کرنا چاہئے

ایک بڑے بزرگ تھے وہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے حلال پیسہ عطا فرما اسلئے کہ آج پیسے کے بغیر کوئی ضرورت پوری نہیں ہوتی جب پیسہ پاس ہوتا ہے تو دل میں اطمینان ہوتا ہے، اللہ نے رزق حلال کے لئے کبھی بھی منع نہیں فرمایا رِزْقًا حَلَالاً طَیِّبًا جو رزق حلال ہے اللہ کی نظر میں بہت پسندیدہ ہے اور حلال رزق کمانا بھی عبادت ہے چاہے آپ بازار میں بیٹھ کر کمائیں چاہے گلی کوچوں میں چل پھر کر کمائیں چاہے دوکان میں بیٹھ کر کمائیں، زیادہ کمائیں یا تھوڑا کمائیں اگر حلال کمایا ہے تو چلنا پھرنا سب کچھ عبادت ہے، حدیث میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے اہل وعیال کے پیٹ بھرنے کے لئے حلال کمانے کے لئے کسی جگہ پر کھڑے ہو کر کمائے اور اس سے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھرے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں جنت عطا فرمائیں گے، معلوم ہوا کہ پیسے کا کمانا اور جمع کرنا

برا نہیں ہے بلکہ برا یہ ہے کہ حرام پیسہ ہو، سود کا پیسہ ہو اور وہ پیسہ جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو وہ پیسہ اللہ کی نظر میں برا ہے، ہاں اگر حلال پیسہ ہے تو یقیناً عبادت ہے، حلال پیسے سے آپ کھائیں گے تو ہر لقمے پر ثواب، کپڑے پہنیں گے تو اس پر ثواب، کسی کو وہ پیسہ دیں گے تو اس پر ثواب ملے گا۔

پیسہ کا استعمال شریعت کے مطابق ہو

پیسہ دولت اور حکومت بھی ضروری ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اور دولت ہمارے پاس اسلام اور شریعت کے دائرے میں ہو، اقتدار ہو تو اسلام کے دائرے میں، جب آدمی کے پاس پیسہ نہیں ہوتا ہے تو وہ چوری کرتا ہے، بے ایمانہ کرتا ہے، تھوڑا سا پیسہ کمانے کے لئے آدمی دھوکہ دیتا ہے، ناپ تول میں کمی کرتا ہے نہیں معلوم انسان کس کس طرح پیسہ کماتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ شیطان سے پوچھا کہ تو کہاں رہتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ جو لوگ حرام کھاتے ہیں ان کے گھر میں رہتا ہوں اور بتایا کہ میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر لوگ ناپ تول میں کمی کرنا اور حرام کمانا چھوڑ دیں تو میں بھوکا مر جاؤں، یعنی جو لوگ حرام کماتے ہیں وہ شیطان کے لئے کماتے ہیں شیطان ان کے کھانے میں شامل ہوتا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ جب کھانا حلال ہوتا ہے تو شیطان اس سے دور بھاگتا ہے اس میں شامل نہیں ہوتا، اسی طرح جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں بھی شیطان شامل ہوتا ہے، آج ہم یہ سوچتے ہیں کہ جو لوگ ناجائز طریقے سے دولت کما رہے ہیں وہ اپنے بیوی بچوں کے لئے کما رہے ہیں یہ سراسر غلط ہے اس پیسے میں شیطان ضرور شامل ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ دروازہ خود بند کیا کرتے اور بسم اللہ پڑھ کر بند کرتے تھے، مطلب یہ ہے کہ اگر شیطان پہلے سے گھر میں ہوتا ہے تو باہر چلا جاتا ہے شیطان کہتا ہے کہ چلو یہاں سے باہر، یہاں ہمارا بسیرا نہیں ہے، ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ہم بھول چکے ہیں، اسلام اتنا سادہ مذہب ہے کہ جس میں کوئی تکلف نہیں بلکہ راحت ہی راحت ہے، چھوٹی سی چیز سے بڑی چیز حاصل ہوتی ہے، چھوٹی سی نیکی سے بڑا ثواب ملتا ہے لیکن ان سب کو ہم عمل میں لاتے ہی نہیں نہ ان سب پر عمل کرنے کا خیال دل میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ کہ جو کچھ زمین وآسمان اور کل کائنات میں ہے یہ سب اللہ ہی کی ملک ہے، یہ کسی بندے کا نہیں ہے، دنیا کی ساری چیزیں اللہ ہی کی ہیں اور سارے ممالک اللہ ہی کے ہیں، یہ زندگی بھی اللہ ہی کی ہے جو ہم کو عطا کی گئی ہے، اور یہ تمام چیزیں بطور امانت ہم کو دی گئی ہیں، اس کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ذمہ داری اس طرح پوری ہوتی ہے کہ اس سرزمین پر اعلاء کلمۃ الحق بلند کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا کے ہر انسان تک پہونچانے کی کوشش کی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

معراج: اللہ تعالیٰ کی نشانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرَى بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

ہے محبت ان کی معراجِ حیات جاوداں
مر رہا ہوں ان پہ تکمیلِ محبت کے لئے

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہت سارے عجائبات رکھے ہیں، جتنی بھی چیزیں ہیں اگر ان کو گہرائی سے دیکھا جائے تو ہر چیز میں اللہ رب العزت کا کرشمہ نظر آتا ہے اس کی خدائی اور اس کی وحدانیت نظر آتی ہے، انسان اگر اللہ کی پیدا کی ہوئی ہر چیز میں غور کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے میں

ذرا بھی شک نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سی چھوٹی جتنی بھی اشیاء بنائی ہیں وہ اپنے آپ میں بہت زیادہ حیرت انگیز ہیں، اللہ رب العزت نے فرمایا کہ دنیا میں اگر کوئی چاہے کہ مچھر کا ایک پر بنائے تو وہ بھی نہیں بنا سکتا، نقلی چیزیں تو آدمی بہت بنالیتا ہے لیکن اللہ رب العزت کس طرح مخلوق کو بنا کر اس میں جان ڈالتے ہیں، اسی طرح اگر دنیا کا کوئی انسان کچھ بنانے اور پھر اس میں جان ڈالنے کی کوشش کرے تو یہ اس کی طاقت سے باہر ہے، اللہ رب العزت نے اس دنیا میں بہت سارے عجائبات اور بہت سارے کرشمات کو ظاہر فرمایا اللہ نے یہ فرش جو ہمارے لئے بنایا ہے جس کو ہم زمین کہتے ہیں یہ ایک ایسی حیرت انگیز چیز ہے کہ جہاں بھی آدمی چلا جائے جس ملک یا خطے میں چلا جائے اس کو وہاں پر بھی زمین ملے گی گویا زمین کے بغیر انسان کا وجود نہیں ہے، آدمی جب خشکی پر قدم رکھنا چاہے گا تو ضروری ہے کہ وہ زمین پر ہی قدم رکھے گا تو آدمی کے لئے خدا نے زمین کو بنایا اور حیرت انگیز چیزوں میں جو آسمان بھی ہے، محققین نے ریسرچ کیا ہے کہ زمین کے اندر کیا ہے مگر یہ بات آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوسکی۔

روایت میں ہے کہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں یعنی جیسی یہ زمین ہے ایسی ہی چھ زمینیں اور ہیں اب وہ زمینیں کہاں ہیں یہ کسی کو معلوم نہیں، بڑے بڑے محققین اور سائنس دانوں نے زمین کو برمایا اور کوشش کی کہ دیکھیں کہاں تک زمین ہے اور کہاں تک پائپ جاتا ہے؟ تو بتاتے ہیں کہ ان لوگوں نے زمین کو برمانا شروع کیا چھ ہزار فٹ تک برما دیا مگر اس کے بعد وہ ناکام ہوگئے، چھ ہزار فٹ کے بعد بٹ ٹوٹ جاتی ہے ایسی چٹانیں آتی ہیں کہ ساری کوششیں ناکام ہوجاتی ہیں، جتنے بھی براعظم ہیں (دنیا میں سات براعظم ہیں) ساتوں میں بورویل

کیا گیا اور دیکھا گیا چھ ہزار فٹ کے بعد بورویل نہیں ہوتا اس سے آگے کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ آسمان کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسا عظیم الشان بنایا، دنیا میں اگر کوئی شخص مکان بناتا ہے تو چھت کو روکنے کے لئے وہ سب سے پہلے دیوار اور پلر وغیرہ تیار کرتا ہے اس کے بعد وہ چھت کو ان دیواروں پر روکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے آسمان کو بغیر ستون اور دیواروں کے روک رکھا ہے یہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔ اللہ اکبر!

زمین کی ابتدا

آسمان کے بعد زمین کی ابتداء ہوئی، کس طرح سے؟ قرآن کریم کے اندر باری تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ کا گھر جو دنیا میں سب سے بہتر ہے اور سب سے پہلے بنایا گیا ہے وہ کعبۃ اللہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس گھر کو اسلئے بنایا کہ دنیا والے اس سے برکت حاصل کرسکیں اور اس کے ذریعے ہدایت پائیں بے شک یہ گھر ساری دنیا والوں کے لئے ہدایت کا باعث ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کعبۃ اللہ زمین کی ناف ہے ساری دنیا کو ناپ کر دیکھیں گے تو کعبۃ اللہ والی زمین بالکل بیچ و بیچ ہوگی اور پھر کعبۃ اللہ کے بالکل اوپر ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیت المعمور سے کوئی چیز زمین پر ڈالی جائے تو وہ کعبۃ اللہ کی چھت پر گرے گی، بالکل اتنا سیدھا بنا ہوا ہے، بیت المعمور کو اللہ رب العزت نے فرشتوں کا کعبہ بنایا ہے چونکہ دنیا کے اندر پانی ہی پانی تھا اللہ رب العزت نے زمین کو اس طرح پیدا فرمایا کہ جس جگہ پر بیت اللہ ہے وہاں پر پانی کے جھاگوں کو پیدا فرمایا اس کے بعد جب وہ جھاگ بکثرت ہوگئے تو وہیں سے زمین

کی ابتدا ہوتی ہے، بہر حال جو کعبۃ اللہ ہے اس کی بنیاد سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے رکھی اور بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اور پھر جب کعبۃ اللہ طوفان نوح کی زد میں آگیا اور منہدم ہو گیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کی بنیاد ڈالی، بیت المعمور بھی بالکل کعبۃ اللہ کی طرح ہے فرشتے روزانہ اس کا طواف کرتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ بیت المعمور کا روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور جو فرشتہ ایک بار طواف کر لیتا ہے تو پھر قیامت تک اس کا نمبر نہیں آتا۔

معزز سامعین! اندازہ لگایئے کہ کتنے فرشتے ہوں گے کہ جو ایک بار طواف کر لیتا ہے تو پھر قیامت تک اس کا نمبر نہیں آتا، اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق میں جو سب سے تھوڑی مخلوق پیدا فرمائی وہ انسان ہے، تو قاعدہ کلیہ ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے وہ تھوڑی اور کم ہوتی ہے، آدمی کے پاس سونا اور چاندی کم رہتا ہے ہیرے اور جواہرات اس سے بھی کم رہتے ہیں تو اللہ رب العزت نے بڑی بڑی مخلوق دنیا میں پیدا فرمائی ان میں سب سے عمدہ مخلوق انسان ہے۔

جنات اور ملائکہ کی تعداد

حضرات محترم! اللہ رب العزت نے تقریباً اٹھارہ ہزار مخلوقات کو دنیا میں پیدا فرمایا، روایات میں آتا ہے کہ دنیا میں جتنے انسان ہیں اس سے دس ہزار گنا زیادہ جنات ہیں، دنیا میں اگر آدمی ایک ہے تو اس کے مقابلے میں جنات دس ہزار ہیں بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک لاکھ گنا زیادہ اللہ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سب سے کم تعداد میں انسان کو پیدا فرمایا باقی بہت ساری مخلوقات ہیں زمین کھود کر دیکھئے کتنی چیونٹیاں اور حشرات الارض نکلتے ہیں لیکن اللہ رب العزت نے انسان کو بہت زیادہ قیمتی بنایا ہے۔

عرشِ الٰہی

عرش الٰہی کی عظمت کا کیا کہنا، عرش الٰہی کتنا بڑا اور عظیم الشان ہے یہ کسی کے تصور میں نہیں آسکتا، یہ کائنات کتنی بڑی ہے اس کا بھی تصور نہیں کرسکتا، دنیا کے اندر تلاش کریں تو دس بیس آدمی آپ کو ایسے ملیں گے کہ جنہوں نے پوری دنیا کا سفر کیا ہوگا لیکن دنیا کے اندر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو اپنی بستی میں پیدا ہوئے اور وہیں مر گئے، کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ جو اپنے ملک کی سیر کر لیتے ہیں ورنہ تو پوری دنیا دیکھنا سب کے بس کی بات نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کائنات میں ہمارا عرش اور کرسی ایسا ہے جیسا کہ کوئی آدمی اپنی انگلی میں سے انگوٹھی نکال کر کسی بڑے میدان میں پھینک دے اور وہ انگوٹھی نظر نہ آئے، اس پوری کائنات میں عرش الٰہی کتنا بڑا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آٹھ فرشتے عرش الٰہی اٹھائے کھڑے ہیں وہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کے کان اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ دو ہزار برس کا ہے تو اندازہ لگایئے کہ عرش کتنا بڑا ہوگا؟

عقلِ انسانی کی تکمیل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا فرمائی ہے، اگر کسی کے پاس عقل سلیم نہ ہو تو گمراہ ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو خدا تصور کرنے لگتا ہے، نبی کریم ﷺ سے پہلے دنیا میں بہت سارے لوگ آئے، جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کہا لیکن یہ حضور پاک ﷺ کا صدقہ اور طفیل ہے کہ آپ نے عقل انسانی کی تکمیل فرما دی اور اس چودہ سو برس کے عرصے میں کوئی آدمی ایسا نہیں گذرا جو اپنے آپ کو خدا کہے، آپ ﷺ سے پہلے خدائی

کا دعویٰ کرنے والے بہت آئے لیکن آپ ؐ کے بعد کوئی انسان ایسا نہیں گذرا کہ جو خدائی کا دعویٰ کرے اور لوگ اسے خدا کہنے لگیں یہ صرف حضور ﷺ کا صدقہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے انسانی عقل کی تکمیل فرمادی، دنیا میں چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا کیوں نہ ہو لیکن اب تک کوئی اپنے آپ کو خدا تسلیم کرانے والا نہیں ہوا اور اگر کوئی کہہ بھی دے کہ میں خدا ہوں تو کوئی ماننے کے لئے تیار نہیں، پہلے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں آدمی اپنے جیسے آدمی کو خدا مان لیتے تھے آج آدمی گمراہ اور بہکا ہوا ضرور ہے مٹی اور مٹی سے بنے ہوئے مجسموں کو، سانپ اور بچھوؤں کو، چاند سورج اور ستاروں کو اور اس کے علاوہ بہت ساری چیزوں کو پوج رہا ہے لیکن ایک شخص دوسرے شخص کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں اسلئے کہ آپ ؐ نے دنیا والوں کو ایسی تعلیم دی کہ اس سے عقلِ انسانی مکمل ہوگئی اور آدمی سمجھ گیا کہ میرے جیسا آدمی خدا نہیں ہوسکتا۔

آغازِ سفر سبحان سے

سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً الخ قرآن کریم کی آیت جو میں نے ابھی آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی اس کا تعلق معراج سے ہے یعنی پاک ہے وہ ذات کہ جس نے پہونچا دیا راتوں رات آپ ؐ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکتوں نے تاکہ دکھلائیں اس بندہ کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے بے شک وہی ہے سننے والا، دیکھنے والا۔

سفر کا آغاز کعبۃ اللہ سے ہوا اور پھر دورانِ سفر جہاں آپ کا سب سے پہلے قیام ہوا وہ مسجد اقصیٰ ہے وہاں سے آپ کا سفر آسمانوں کی طرف شروع ہوا اور پھر آپ ﷺ نے جنت و دوزخ کی سیر کی، جس وقت آپ آسمانوں کی سیر کرنے کے بعد واپس دنیا میں تشریف لائے تو صبح نہیں ہوئی تھی لوگ تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیسے

ہوسکتا ہے؟ ایسا تو ناممکن ہے اللہ رب العزت نے بتا دیا ہے کہ وہ قادر مطلق ہے عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْر ہے، ہر چیز پر قادر ہے، دراصل نبی اکرم ﷺ نے جو اتنا لمبا سفر فرمایا ظاہر بات ہے کہ آپ اللہ کے مہمان بن کر گئے تھے حکومت کا کوئی مہمان آتا ہے تو اس کے لئے باقاعدہ الگ سے ایک اسپیشل طیارہ بھیجا جاتا ہے کہ اس میں بیٹھ کر آئیں گے آدمی کا بنا ہوا ہوائی جہاز ایک گھنٹہ میں آٹھ سو کلومیٹر کا سفر طے کرتا ہے اور وہ راکٹ جو چاند پر گیا تھا ایک گھنٹہ میں دس ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرتا تھا، گذشتہ دنوں میں امریکہ نے مریخ پر جو راکٹ بھیجا تھا اس کی رفتار ایک سیکنڈ میں پندرہ کلومیٹر تھی، اس زمین سے مریخ کی دوری دس کروڑ ساٹھ لاکھ کلومیٹر ہے اس پر جانے کے لئے جو راکٹ تیار کیا گیا ہے وہ ایک گھنٹہ میں ۳۶ ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرتا ہے تو اس کو مریخ تک پہونچنے کے لئے ڈیڑھ سال کی مدت درکار ہوگی کل ملا کر وہ ڈیڑھ سال میں دس کروڑ ساٹھ لاکھ کلومیٹر پہونچے گا۔

جب آدمی اپنے ہاتھوں سے اتنی زبردست چیز بنا سکتا ہے کہ ایک گھنٹہ میں ۳۶ ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرسکتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ اگر اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے لئے رف رف سواری بھیجی تھی تو وہ کتنی عظیم ہوگی اور اس کی کتنی رفتار ہوگی، اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْن کہ ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں (تو ہم اس کو بنانے کے لئے نہیں بیٹھتے کہ یہ لاؤ اور وہ لاؤ، ایسا نہیں ہے بلکہ) فرماتے ہیں کُنْ (ہوجا) فَیَکُوْن (بس وہ ہوجاتی ہے) اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو معراج کے لئے بلایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے خصوصی انتظام فرمایا سورج کو کہہ دیا کہ تو جہاں ہے وہیں رک جا، چاند کو کہہ دیا گیا کہ تو جہاں ہے وہیں اپنی گردش روک دے، ستاروں

کوحکم ہوتا ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلنا اِدھر رات کوبھی حکم ہوتا ہے کہ تو بھی اپنی جگہ ٹھہر جا یعنی کائنات کی ہر چیز اپنی جگہ ساکت ہوگئی حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے وقت کوبھی حکم دے دیا کہ تو بھی اپنے گذرنے کو بند کردے جب تک میرا محبوب آکر واپس نہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر چیز کوساکت کردیا تھا یہانتک کہ حضور ﷺ جس گھر سے تشریف لے گئے تھے تو اس گھر کی کنڈی بوقت رخصت ہل رہی تھی اور حضور ﷺ جس وقت واپس تشریف لائے تو اس وقت بھی وہ کنڈی اسی طرح ہل رہی تھی اور واپسی پر بستر بھی گرم تھا اسلئے کہ اللہ رب العزت نے ہر چیز کو آپ ﷺ کے لئے ٹھہرا دیا تھا آدمی کی سمجھ میں بات نہیں آتی اسلئے کہ دماغ چھوٹی چیز ہے اسی کوشاعر نے یوں کہا ہے کہ ؎

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

واقعہ معراج کے متعلق ایک یہودی کا گواہی دینا

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک یہودی نے مذاق اڑایا کہ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ ایک ہی رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر اور وہاں پر موجود ہر شے کا مشاہدہ بھی کرلیں اور راتوں رات واپس بھی ہوجائیں جبکہ سفر اتنا لمبا ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ ایک ہی رات میں چلے بھی جائیں اور واپس بھی آجائیں یہ تو محال ہے، اگر ایک آدمی کے پاس تیز رفتار گھوڑا ہو اور وہ برابر چلتا رہے تب جاکر پانچ سو برس میں ایک آسمان آتا ہے جبکہ حضور ﷺ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے تھے یہ ایک رات میں کیسے

ہوسکتا ہے؟ بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ وہ یہودی آپ ﷺ کا مذاق اڑا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوسکتا ہے (نعوذ باللہ) کہ محمد ﷺ کہہ رہے ہیں کہ میں ایک ہی رات میں اتنے طویل سفر پر جاکر واپس آگیا، اسی دوران ایک روز یہ یہودی اپنے گھر سے نکلا راستہ میں اس نے دیکھا کہ مچھلیاں بک رہی ہیں اس نے بھی مچھلی خریدی، مچھلی لے کر گھر واپس آگیا بیوی سے کہا کہ تم مچھلی تیار کرو میں دریا سے پانی لے کر آتا ہوں چنانچہ وہ دریا پر پانی لینے کے لئے چلا گیا چونکہ گرمی زیادہ تھی اس نے سوچا کہ چلو پانی بعد میں لیں گے پہلے غسل کرلیں چنانچہ یہ یہودی غسل کرنے کے لئے دریا میں کود گیا جس وقت غسل سے فارغ ہوکر باہر نکلا تو اس کومحسوس ہوا کہ میں مرد نہیں بلکہ عورت ہوں بڑی شرم آئی کہ یہ کیا ہوگیا ہے میں تو مرد تھا عورت کیسے ہوگیا، باہر نکلتے ہوئے شرم آرہی تھی اتفاق سے ایک صاحب وہاں سے گذر رہے تھے اس نے ان سے کہا کہ ذرا ایک کپڑا دے دو تاکہ میں اس کو پہن کر باہر نکل سکوں، وہ یہودی جب باہر آیا تو کہنے لگا عجیب بات ہے غسل کرنے کے لئے میں دریا میں گیا تھا تو میں مرد تھا اور باہر آیا تو عورت ہوں یہ سب اللہ کی قدرت ہے وہ چاہیں تو آن کی آن میں بہت کچھ بنا سکتے ہیں۔

وہ یہودی بہت پریشان ہوکر سوچنے لگا کہ میں اب گھر کیسے جاؤں؟ اس شخص نے کہا چلو میرے گھر چلو یہ عورت بولی چلو ٹھیک ہے اس کے گھر گئی اور اس مرد سے شادی ہوگئی، دونوں ساتھ رہنے لگے، روایت میں ہے کہ اس کو تین بچے پیدا ہوئے ایک مرتبہ دونوں میاں بیوی جارہے تھے اتفاق سے وہی دریا راستہ میں پڑ گیا یہ عورت اپنے شوہر سے بتانے لگی کہ یہ وہی دریا ہے جس میں میں مرد سے عورت ہوگئی تھی تو شوہر نے کہا ایسا کیسے ہوسکتا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے، بہرحال عورت نے کہا کہ میرا آج

نہانے کو جی چاہ رہا ہے اس کے شوہر نے کہا ٹھیک ہے تم بھی نہاؤ میں بھی نہاتا ہوں، لکھا ہے کہ سات سال کے بعد جب وہ نہا کر باہر نکلی تو اب وہ عورت نہیں بلکہ مرد تھا اور وہ کپڑے جو پہلی مرتبہ اس نے نہانے کے لئے نکالے تھے وہ بھی موجود تھے۔

یہ واقعہ تو ایسا ہے جیسا کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں ایک بڑھیا نے کہا تھا کہ حضرت جب طوفان آئے گا مجھے بھی اطلاع دینا، جس وقت طوفان آیا وہ بڑھیا اپنی جھونپڑی میں تھی حضرت نوحؑ نے سب کو جمع کیا اور ان کو لیکر کشتی میں چلے گئے لیکن اس بڑھیا کو بتانا بھول گئے جب سات آٹھ مہینے کے بعد پانی خشک ہو گیا تو حضرت نوحؑ نے فرمایا بھائیو اس بڑھیا کی تو خیر خبر لے لو وہ کہاں ہے جس وقت حضرت نوحؑ کا قاصد وہاں پہونچا تو معلوم کیا کہ بڑھیا کیسی ہو؟ تو بڑھیا نے کہا کہ میں تو اچھی ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ وہ طوفان جو آنے والا تھا وہ کہاں ہے اور کب آئے گا؟ قاصد نے کہا کہ طوفان آ کر بھی چلا گیا تو بڑھیا نے کہا کہ مجھے تو معلوم بھی نہیں ہوا، تو اللہ رب العزت جب کسی کو بچانا چاہتے ہیں اور دکھانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے یہ سب اللہ رب العزت کے کرشمے ہیں۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ یہودی جو عورت بن گئی تھی جب اپنے گھر پہونچتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ بیوی ابھی تک مچھلی ہی صاف کر رہی ہے، یہ تمام باتیں روایات میں موجود ہیں۔

ذرا اپنے ٹھنڈے دماغ سے سوچئے کہ آدمی امریکہ میں بیٹھا ہوا ہے اور ہندوستان سے ٹی وی پر اس کو دیکھا جا رہا ہے جبکہ امریکہ چودہ ہزار کلومیٹر ہے لیکن وہاں سے اگر کوئی آدمی ٹیلی فون پر بولتا ہے تو ایک سیکنڈ بھی نہیں ہوتی کہ اس کی بات ہندوستان پہونچ جاتی ہے یہ تو آدمی کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں کہ جو انسانوں کو اتنا فائدہ پہونچا رہی ہیں جب آدمی کی بنائی ہوئی تصویر اتنی دور سے ایک سیکنڈ میں یہاں پہونچ

سکتی ہے اور آدمی اتنا حیرت انگیز کارنامہ انجام دے سکتا ہے تو اللہ رب العزت جو ساری کائنات کے بنانے والے ہیں اور ساری دنیا کے پیدا کرنے والے ہیں اور جن کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے اور وہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو کیا اس کو اس چیز پر قدرت نہیں ہے کہ وہ اپنے حبیب محمد عربی ﷺ کو راتوں رات آسمانوں پر بلا لے اور پھر راتوں رات ہی واپس کر دے؟ خیر جس وقت وہ یہودی گھر پہونچا تو دیکھا کہ بیوی ابھی تک مچھلیاں صاف کر رہی ہے تو بیوی کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنی جلدی پانی بھی لے کر آ گئے ابھی تک میں نے مچھلی بھی صاف نہیں کی حالانکہ دریا بھی زیادہ دور نہیں تھا اس وقت یہودی کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ واقعی جب میرے ساتھ اتنا بڑا حیرت انگیز واقعہ ہو سکتا ہے کہ میں سات سال کہیں رہ کر بھی آ گیا بچے بھی پیدا ہوئے یہاں ابھی تک بیوی مچھلی صاف کر رہی ہے حضور اکرم ﷺ کو معراج ہوئی، آپ راتوں رات واپس آئے ہیں یقیناً سچ ہے اس کے بعد وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ اللہ اکبر!

اللہ رب العزت ایسے مالک ہیں کہ اس کے معاملات میں کسی کو ذرہ برابر دخل نہیں وہ جب چاہے جس وقت بھی چاہے کچھ بھی کر سکتے ہیں قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ کہ پاک ہے وہ ذات جو حضور ﷺ کو راتوں رات لے گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکتوں نے تا کہ دکھلائیں اس (بندہ) کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے بے شک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

ایک لطیفہ

مسجد اقصیٰ سے سیڑھی لگائی گئی، سیڑھی کی بات آئی تو ایک صاحب جو تقریر کر رہے تھے کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے لئے پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک

پھر تیسرے آسمان یہانتک کہ ساتویں آسمان تک جانے کے لئے سیڑھی لگائی گئی تو ایک صاحب نے کہا، حضرت! ہمارے نبی ﷺ کو سیڑھی پر چڑھتے وقت کتنی تکلیف ہوئی ہوگی؟ اصل میں معراج کے معنیٰ ہی سیڑھی کے ہیں سیڑھی یعنی زینہ ایسا زینہ کہ جو حیرت انگیز ہو، آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک ایسا زینہ ہے کہ آدمی اس میں کھڑا ہوجاتا ہے اور وہ زینہ خود بخود چلنے لگتا ہے تو جب آدمی ایسا زینہ بنا سکتا ہے تو اللہ رب العزت نے کیسے زینے بنائے ہوں گے اپنے محبوب کے لئے؟ دنیا میں جتنی نقل ہورہی ہے وہ سب جنت کی نقلیں ہیں وہاں اللہ رب العزت نے ایسی عظیم الشان اور عظیم عظیم چیزیں بنارکھی ہیں کہ جو آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہیں، بہرحال حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے، ہر آسمان پر کسی نہ کسی نبی سے ملاقات ہوتی رہی، ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی کہ جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، دنیا میں جتنے نابالغ اور چھوٹے بچے انتقال کرجاتے ہیں تو وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے پاس موجود ہوتے ہیں ان کی نگرانی حضرت ابراہیمؑ کے ذمہ ہے اور بعض روایات میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت جنتی لوگوں کو جو غلام عطا فرمائیں گے تو وہ وہی بچے ہوں گے جو دنیا میں غیر مسلموں کے چھوٹے چھوٹے بچے انتقال کرجاتے ہیں ان کو ہی غلام بنا کر جنت میں داخل کیا جائے گا تاکہ یہ کسی طرح جنت میں چلے جائیں لیکن اس شرط پر کہ وہ غلام بن کر رہیں بہرحال واقعہ معراج سب کو یاد رکھنا چاہئے اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

موت کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

موت نے چپکے سے جانے کیا کہا
زندگی خاموش بن کر رہ گئی

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو جو زندگی عطا فرمائی ہے یہ زندگی اللہ کی امانت ہے، انسان یہ سمجھتا ہے کہ زندگی میری ہے اور مجھے جینے کا حق خود حاصل ہے یہ اس کو بیکار گذارتا ہے کیونکہ انسان زندگی کو اپنا سرمایہ

سمجھتا ہے حالانکہ زندگی اللہ کی ایک نعمت اورامانت ہے ، اللہ رب العزت جب چاہتے ہیں اس امانت کو لے لیتے ہیں، کسی کو بھی بولنے کا حق نہیں، کوئی چوں وچرا نہیں کرسکتا، اللہ نے نہ انسان کو زندگی کا اختیار دیا ہے اور نہ موت کا، اللہ نے اچھائی اور برائی کا اختیار دیا ہے کہ چاہے تو اپنی زندگی کو کامیاب بنالے اور چاہے تو ناکام بنالے، چاہے تو جنت والی بنالے چاہے جہنم والی بنالے، انسان کی زندگی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کا کچھ بھی معلوم نہیں کہ چراغ کب گل ہوجائے ، بڑے بڑے فلاسفر، دانشور، علماء اور متقی پرہیزگار اولیاء کرام اور انبیاءؑ علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے لیکن ایک وقت ان کو بھی دنیا سے کوچ کرنا پڑا، لَا یَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ کہ جب وقت آجاتا ہے تو ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہیں ملتی، آدمی یہ چاہے کہ موت کو کچھ دیر روک لے یہ نہیں ہوسکتا۔

موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کہ ہر جاندار کو موت سے واسطہ پڑنا ہے، موت برحق ہے، موت کا اختیار اگر دیا جاتا تو انبیاء کرامؑ کو دیا جاتا جو اللہ کے بڑے ہی لاڈلے اور بہت ہی محبوب بندے ہیں لیکن حضرت آدمؑ سے لے کر حضور ﷺ تک جتنے بھی پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے سب کو بتا دیا گیا کہ موت آخری درجہ ہے یعنی موت ضرور آئے گی، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ قیامت کے تعلق سے کسی کو بھی معلوم نہیں ہے انبیاء کو بھی معلوم نہیں، اولیاء، اتقیاء کو بھی معلوم نہیں، وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ اور بارش کب ہوگی؟ آسمان پر ابر ہوتا ہے بجلی چمکتی ہے بادل گرجتے ہیں لیکن پھر بھی بسا اوقات بارش نہیں ہوتی، ہوا چلتی ہے اور آسمان پر بادل چھا جاتے ہیں، آثار اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ

بارش آنے والی ہے لیکن اس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے، سائنس کی روشنی میں پتہ بھی چل جائے کہ بارش ہوگی تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی ہیئت کیا ہوگی؟ بارش کم ہوگی یا زیادہ ہوگی، فرمایا وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ اور اس دنیا میں کسی انسان کو معلوم نہیں کہ ماں کے رحم میں کیا ہے؟

آج مشینیں بھی ایجاد ہوگئی ہیں اسکیننگ کے ذریعہ پتہ چل جاتا ہے کہ بچہ کیا ہے؟ لیکن ماہرین بتاتے ہیں کہ اس میں پچاس پرسنٹ رپورٹ غلط ہوتی ہے، بہت سے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ عام طور پر رپورٹ غلط ہوتی ہے، اس اسکیننگ سے پتہ چلتا ہے کہ بچی ہے تو اس کو ضائع کردیا جاتا ہے مگر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ وہ تو مرد بچہ تھا، جبکہ ایسا کرنا شرعی اعتبار سے حرام ہے، تو معلوم ہوا کہ مشینیں بھی غلط بتارہی ہیں علماء نے اس میں کلام کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ یہ پیدا ہونے والا بچہ خوش نصیب ہے یا بدنصیب ہے یا اس کے حالات کیا ہوں گے؟ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا کسی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرنے والا ہے، آدمی کے پلان ہوتے ہیں کل کیا کرنا ہے کہاں جانا ہے کس سے معاملات کرنا ہے وغیرہ اللہ نے فرمایا کہ کسی انسان کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا؟

موت کے سامنے انسان بے بس ہوجاتا ہے

ہمارے ایک دوست تھے اللہ ان کی مغفرت فرمائے، آج سے کئی سال پہلے کی بات ہے فاروق نام تھا ایک روز ایک کام کے بارے میں مجھ سے کہنے لگے کہ مولانا! مجھے دو مہینے تک بالکل فرصت نہیں ہے دو مہینے کے بعد دیکھیں گے، دوسرے ہی دن معلوم ہوا کہ وہ صاحب انتقال کرگئے ہیں، انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم ناشتہ تیار کرو میں ابھی استنجا کرکے آتا ہوں، باتھ روم گئے واپس نہیں آئے بہت

دیر ہوگئی بیوی نے آواز لگائی پھر بھی نہیں آئے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مردہ پڑے ہیں روح قبض ہوگئی حالانکہ دو مہینے تک فرصت نہیں تھی۔

جب ملک الموت آتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی، موت ایک ایسی طاقت ہے جس کے سامنے کسی کا بس نہیں چلتا انسان بے بس ہوجاتا ہے اچانک موت سے اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔آمین

اگر یہ احساس ہوجائے کہ یہ زندگی میری اپنی نہیں ہے یہ کسی کی دی ہوئی امانت ہے پھر وہ قدم بہت سنبھال کر رکھتا ہے، ایک آدمی اگر کسی دوسرے آدمی کے پاس بہت بھاری امانت رکھ دے تو اس کو ہر وقت یہ فکر سوار رہتی ہے کہ کہیں ضائع نہ ہوجائے، اسی طریقے سے مومن ومسلمان کے پاس زندگی امانت ہے اللہ کی طرف سے، تو وہ بہت ڈر کر زندگی گذارتا ہے۔

حضور ﷺ نے اسی لئے فرمایا کہ جس طرح موت پر انسان کو اختیار نہیں ہے اسی طرح نیند پر بھی اختیار نہیں ہے، اور ارشاد فرمایا کہ نیند موت کی بہن ہے، جب آدمی سو جاتا ہے تو بالکل مردے کی طرح ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آدمی کے لئے چوبیس گھنٹے میں پانچ چھ گھنٹے سونے کے لئے بنائے ہیں تاکہ اس کو معلوم ہوجائے کہ موت کیسی ہوتی ہے مثالاً سمجھ لیجئے کہ بکری کے بال کاٹنے کے لئے اس کے پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں اور بال کاٹ کر اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے، اس کو عادت ہوجاتی ہے، جب بھی پاؤں باندھتے ہیں وہ یہ سمجھ کر اطمینان کر لیتی ہے کہ بال کاٹ کر چھوڑ دیں گے لیکن ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ جب وہ قصاب کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے تو قصاب بھی اس کے ہاتھ پاؤں باندھتا ہے تو وہ یہی سمجھتی ہے کہ نہیں میرے بال کاٹے جائیں گے وہ اسی خوش فہمی میں رہتی ہے یہاں تک کہ قصاب

اس کو ذبح کر دیتا ہے اور اس کی زندگی ختم ہوجاتی ہے، اسی طرح آدمی کو بیماری آتی ہے پھر وہ اچھا ہوجاتا ہے، درد ہوتا ہے ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور پھر وہ اچھا ہوجاتا ہے یہاں تک کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوجاؤں گا لیکن اچھا نہیں ہوتا بلکہ اس کی بیماری اس کی موت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت چھوٹ عطا فرما رکھی ہے حدیث میں ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو اللہ کی عبادت نہ کرتی ہو، اگر گھاس تسبیح کرنا چھوڑ دے تو وہ گھاس سوکھ جاتی ہے، پانی اگر اللہ کی عبادت کرنا چھوڑ دے تو وہ پانی گندہ ہوجاتا ہے، درخت اگر اللہ کی عبادت کرنا چھوڑ دے تو وہ سوکھ جاتا ہے یا پھر اس کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ پرندے اگر اللہ کی تسبیح کرنا بند کر دیں تو وہ پرندے شکاری کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر اس کا انجام کیا ہوتا ہے وہ تو سب کو معلوم ہے، اللہ کی تسبیح سے اگر کوئی مخلوق غافل ہوجائے تو اس کو زندہ رہنے کا حق نہیں رہتا، اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ جب تم جانور کو ذبح کرو تو زور سے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو تاکہ وہ غفلت سے جاگ جائے اور اللہ کے ذکر کی آواز اس کے کانوں میں آجائے اور بیداری کی حالت میں ذبح ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات سے فرمایا کہ تم اگر میری یاد سے غافل ہوگئے تو میں تمہیں زندہ نہیں رکھوں گا لیکن انسان اللہ کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے پھر بھی اللہ اس کو زندہ رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل اور احسان ہے پھر بھی انسان اس فضل اور احسان کو نہیں سمجھتا۔آدمی کو ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو زندگی دی ہے وہ معمولی نعمت نہیں ہے۔

تو میں عرض کرر ہا تھا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا کہ کسی انسان کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرنے والا ہے، ابھی دیکھئے چند روز پہلے کا واقعہ ہے کہ محلّہ میں رہنے والے میرے ایک دوست ناصر سیٹھ سے منگل کے دن ملاقات ہوئی اچھے خاصے تھے اور چہارشنبہ کو بے ہوش ہوگئے، دوبارہ ہوش آیا پھر تھوڑی دیر کے بعد انتقال ہوگیا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔آمین! اللہ تعالیٰ کو ان کی زندگی اتنی ہی مقصود تھی کوئی کیا کرسکتا ہے،موت کے معاملے میں کسی کو اُف کرنے کا بھی حق نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کب کیا ہونے والا ہے۔

موت کو یاد کرنے سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے، جب انسان موت کو یاد کرے گا تو وہ گناہ جو وہ کرنے والا ہے اس سے بچ جائے گا، صحابیؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میں موت کو کتنی مرتبہ یاد کروں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزانہ ستّر مرتبہ یاد کرو، قرآن کریم میں بھی اللہ نے موت کا تذکرہ شدت کے ساتھ کیا ہے، صوفیاء کرام نے لکھا ہے کہ جب آدمی سوجاتا ہے تو اس کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے، اس کی مثال اس طرح ہے کہ آدمی پتنگ اڑاتا ہے وہ پتنگ اس سے بہت دور فضا میں اڑتی ہے لیکن اس کا دھاگہ آدمی کے ہاتھ میں ہوتا ہے، دھاگہ جب اپنی طرف کھینچتا ہے تو پتنگ واپس آجاتی ہے اسی طرح آدمی سوجاتا ہے تو اس کی روح نکل جاتی ہے لیکن اس کا تعلق دل سے باقی رہتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اس کی نیند کھل جاتی ہے اور اس کی روح اس کے قالب میں واپس آجاتی ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پتنگ کا دھاگہ ٹوٹ جاتا ہے اور پتنگ ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

لہٰذا جب انسان سوئے تو باوضو سوئے سونے سے پہلے وضو بنالے اسلئے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی انسان وضو کے ساتھ سوجائے اور اس کی اسی حالت میں موت واقع ہوجائے تو اس کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میں اپنے امتیوں کو محض اسلئے پہچانوں گا کہ ان کے چہرے چانداور سورج کی طرح چمکتے ہوں گے فرمایا میری امت کے لوگوں کے اعضاء وضو سے چمکتے ہوئے ہوں گے، اس لئے باوضو سونے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

اللہ رب العزت نے آگے ارشاد فرمایا وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اس کی موت کس زمین اور کس مقام پر ہوگی، یہ ایک عجیب فلسفہ ہے کہ اگر انسان کو معلوم ہوجاتا کہ اس کی موت آنے والی ہے تو وہ خطاؤں میں ملوث نہ ہوتا البتہ جانوروں کو معلوم ہوجاتا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جانور کو انسان پالتا ہے تو اس کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اب اس کے مالک کی موت ہونے والی ہے، کوئی بھی جانور گائے، بھینس، بکری، مرغی وغیرہ سب کو پتہ چل جاتا ہے لیکن انسان اتنا عقلمند ہے سمجھدار ہے چاند پر کمند ڈالنے والا ہے اس کو معلوم نہیں کہ اس کی موت کب اور کہاں ہوگی؟ جانوروں کی زبان پر اللہ نے مہر لگادی ہے وہ بول نہیں سکتے، اگر بولتے بھی ہیں تو ان کی بات سمجھ میں نہیں آتی یہ کیا بول رہے ہیں اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں علم نہیں ہے کہ موت کب آئے گی تو تم ہر وقت موت کو یاد کرتے رہو اور ہر وقت موت کی تیاری کرتے رہو ایسا نہ ہو کہ تم موت سے غافل ہوجاؤ اور وہ آجائے اور پھر تم کو غفلت کی موت مرنا پڑے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔آمین!

حدیث پاک میں ہے جب انسان چلتا ہے تو اس کے ساتھ دو چیزیں چلتی ہیں موت اور رزق، بیٹھ جاتا ہے تو یہ دونوں چیزیں بھی ٹھہر جاتی ہیں اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جاننے والے ہیں اور بہت زیادہ خبر رکھنے والے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح انسان کے دل پر بھی زنگ لگ جاتا ہے اور جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کا دل گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے پھر اس دل پر اچھی باتوں کا اثر نہیں ہوتا ہے، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کو صاف کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیونکہ اس سے دلوں کا زنگ دور ہو جاتا ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

روحانی بیماریاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ . وَقَالَ تَعَالٰی وَمِنْھُمْ مَن یَّلْمِزُکَ فِی الصَّدَقَاتِ. وَقَالَ تَعَالٰی وَامْرَأَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

محترم بزرگو اور نوجوانانِ اسلام! آج معاشرے میں بہت سی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں، ایک بیماری تو وہ ہوتی ہے جو انسان کے جسم میں نظر آتی ہے، اس کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیمار ہے، بخار آ گیا تو چہرے سے نقاہت معلوم ہوتی ہے، یرقان پیدا ہو گیا تو اس کے چہرے، ناخن سے معلوم ہو جاتا ہے، ہڈی ٹوٹ گئی

تواس پر پلاسٹر چڑھا دیا جاتا ہے اور دیکھنے والے کو بغیر کہے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس آدمی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے، غرض کوئی بھی بیماری انسان کو لگ جائے تو اس کے آثار وقرائن سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ آدمی بیمار ہے، پھر اس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے اطباء اور ڈاکٹروں کے ذریعہ بتادیا ہے کہ علاج سے اچھا ہوسکتا ہے لیکن کچھ بیماریاں انسانوں میں ایسی ہیں کہ وہ روحانی بیماریاں کہلاتی ہیں انسان دیکھنے میں اچھا لگتا ہے ، بولنے میں اچھا لگتا ہے لیکن اس کے اندر جو بیماریاں ہیں کسی دوسرے آدمی کو معلوم نہیں ہوتیں ، اور جس بیماری کا اندازہ نہ ہو اور جس کا احساس نہ ہو وہ بہت ہی خطرناک بیماری کہلاتی ہے ، آدمی کو کینسر ہوجائے خون میں کینسر آجائے ، یہ بھی جسمانی بیماری ہے مگر بہت دیر میں معلوم ہوتی ہے اور علاج بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے لیکن ایک انسان کو روحانی بیماری آجائے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے فِیْ قُلُوْبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے قلوب بیمار ہیں، جن کے دل بیمار ہیں اور وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہیں کہ ان کو ان بیماریوں کا ادراک ہی نہیں ہوتا۔

گوشت پوست کا نام انسان نہیں

انسان کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں عطا فرمائیں ایک ظاہر اور ایک باطن، ظاہر مثلاً ہاتھ، پیر، ناک، کان، زبان، چلنا، پھرنا، جاگنا، سونا، سب میں مشترک ہے، کسی کے جسم سے خون نکل آئے تو وہ لال ہی نکلتا ہے، سفید نہیں نکلتا، کسی کو پھوڑا ہوجائے تو اس میں مواد نکلتا ہے، کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو یا غریب ہو دونوں کی حالت برابر ہے، اس ظاہری گوشت پوست کا نام انسان نہیں ہے، یہ تو مٹی سے بنا ہوا، اس میں یہودی بھی ہیں عیسائی بھی ہیں دہریے اور کمیونسٹ بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں لیکن ایک چیز

انسان کے دل میں ہوتی ہے اسی کو باطن کہا گیا یا ''ضمیر'' کا نام دیا گیا، انسان خراب ہوسکتا ہے لیکن اس کا ضمیر خراب نہیں ہوتا، ایک آدمی چور بن جاتا ہے لیکن اس کا ضمیر چور نہیں بنتا بلکہ وہ برابر اس کو آگاہ کرتا رہتا ہے کہ یہ کام غلط ہے اسی لئے چور ایسے وقت میں چوری کرتا ہے جب اس کو کوئی نہیں دیکھتا، انسان چھپ کر گناہ اس لئے کرتا ہے کہ اس کو معلوم ہے یہ گناہ سماجی اور مذہبی اعتبار سے غلط ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ انسان کا ظاہر بگڑتا ہے لیکن انسان کے اندر جو ضمیر ہے کبھی خراب نہیں ہوتا۔

انسان کی فطرت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ظاہری نعمت بھی عطا فرمائی ہے اور باطنی بھی ، اور ظاہری بیماری بھی دی ہے اور باطنی بھی، ظاہری بیماریاں تو جسم کی بیماریاں ہیں اور باطنی بیماریاں وہ ہیں جن کو بری عادات اور خصائل رذیلہ کہا جاتا ہے۔

جن کے قلوب بیمار ہیں

روحانی بیماری اس کو کہتے ہیں کہ انسان گناہ کے راستے پر چلے، اللہ تعالیٰ نے جن راہوں کو بتایا ہے ان سے ہٹ کر اپنی زندگی گذارے، اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا فِیْ قُلُوْبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً کہ وہ لوگ ایسے ہیں جن کے قلوب بیمار ہیں اور ان بیماریوں کا ان لوگوں کو کوئی احساس نہیں ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسی کو فرمایا وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ جو ایک دوسرے کو طعن کرتے ہیں ، ایک دوسرے کی چغل خوری کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لئے تباہی ہے۔

دوزبان والے کا انجام

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ دنیا میں ایسے بھی ہیں کہ جن کی دو زبانیں ہوتی ہیں کہ جب اِدھر آتے ہیں تو اِدھر کی تعریف، اور جب اُدھر جاتے ہیں تو اُدھر کی تعریف، ایسے ہی شخص کے لئے فرمایا کہ یہ دوزبانوں والا ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو آگ کی دوزبانیں عطا فرمائیں گے اور وہ زبان منہ سے نکل کر باہر آجائے گی، لوگ پوچھیں گے یا اللہ یہ کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا یہ لوگ دنیا میں دوزبانیں رکھتے تھے۔

دل سیاہ ہوجاتے ہیں

آج معاشرے میں چغل خوری، بہتان، الزام تراشی، بدگوئی اور بدگمانی اتنی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے، خاص کر عورتوں کو اللہ معاف فرمائے، جب مرد گھر میں داخل ہوتا ہے سب سے پہلے عورتیں اپنے پڑوسی کی برائی رشتہ داروں کی برائی، والدین کی برائی ہضم نہیں کرتیں بلکہ فوراً اپنے شوہروں کے کان میں ڈال دیتی ہیں، یہاں سے شوہر کا مزاج بگڑتا ہے اور پھر یہیں سے وہ بیماری شروع ہوتی ہے جس کو روحانی بیماری کہا جاتا ہے، انسان اپنے دل کو سیاہ کرلیتا ہے۔

غیبت کا عذاب

حضور ﷺ معراج تشریف لے گئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ تنور میں جل رہی ہیں کہ جب تنور کی آگ کی لپٹ اوپر کو اٹھتی ہے تو وہ عورتیں بھی اوپر آجاتی ہیں اور جب وہ لپٹ اندر جاتی ہے تو عورتیں بھی اس کے ساتھ ساتھ اندر چلی جاتی ہیں، صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ عورتوں

کا اس طرح آگ میں جلنے کا سبب کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں ایک دوسرے کی بہت زیادہ غیبت کرتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عذاب دیا ہے اور اس میں مرد بھی برابر کے شریک ہیں، یہ کہنا چاہئے کہ کسی کی برائی مت کرو، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں اچھائی تلاش کرو، برائی تلاش مت کرو تاکہ تم میں ایک دوسرے سے محبت ہو، قرآن کریم میں فرمایا گیا **وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ** کہ ہر اس آدمی کے لئے تباہی اور بربادی ہے جو غیبت کرنے والا ہے اور جو چغل خوری کرنے والا ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟

علماء کرام فرماتے ہیں کہ هُمَزَةٍ سے مراد یہ ہے کہ کسی کی برائی اس کے سامنے کرے کہ تم ایسے ہو اور لُمَزَةٍ سے مراد یہ ہے کہ اس کی غیبت کی جائے یعنی اس کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کی جائے، بعض علماء نے لکھا ہے کہ کسی کی برائی آنکھ کے اشارے سے کی جائے، یعنی کسی کو آنکھ کے اشارے سے بتا دیا جائے کہ اس میں فلاں برائی ہے یہ بھی غیبت میں سے ہے۔

ترمذی شریف کی روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو ایک مرتبہ کسی کی غیبت کرتا ہے (حالانکہ وہ عیب اس میں موجود ہے) لیکن اس عیب کو اس آدمی کے سامنے بیان کرنے سے ڈر رہا ہے اور اس کے پیچھے بیان کررہا ہے تو اس کو غیبت کہا جائے گا، اور اگر وہ برائی اس میں موجود نہیں تو یہ بہتان ہے۔ ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ کسی کی غیبت کرنا اپنی ماں کے ساتھ بتیس مرتبہ زنا کرنے کے برابر ہے الامان والحفیظ۔ ہم یہ سب سنتے اور سناتے ہیں لیکن کوئی اثر نہیں ہوتا۔

بہتان کیا ہے؟

بہتان کے تعلق سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بہتان باندھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور بہتان باندھنے والے کی سزا کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اس کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو زمین میں دھنسا دیتے ہیں اور ستر ہزار برس تک اس کی قبر زمین میں دھنستی رہتی ہے۔ اَلامَانُ وَالْحَفِیظُ۔

اسی طرح جھوٹ بولنا، الزام لگانا، بہتان باندھنا۔ ہم ان کو بیماری ہی نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑی بیماریاں اور بہت بڑے گناہ ہیں، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آج ساس بہو کی برائی کرتی ہے، پڑوسی پڑوسی کی برائی کرتا ہے، مالک نوکر کی اور نوکر مالک کی برائی کرتا ہے لیکن ایک دوسرے کے سامنے کہنے کی ہمت کوئی نہیں کرتا۔

اصلاح کا طریقہ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر اور خیر خواہ انسان وہ ہے جو کسی کی برائی کو اس کے سامنے بیان کر دے نرمی اور حکمت کے ساتھ، حضرت امام حسینؓ نے ایک مرتبہ ایک بڑے میاں کو دیکھا کہ وضو غلط بنا رہے ہیں، ہم لوگ ہوتے تو کہتے کہ کیا میاں اتنے عمر دراز ہو گئے اور وضو غلط بنا رہے ہو لیکن قربان جایئے نواسۂ رسول ﷺ پر فرمایا بڑے میاں! مجھے وضو بنانا نہیں آتا آپ میری اصلاح فرما دیجئے، وضو بنانے بیٹھ گئے اور وضو بنایا بالکل درست، بڑے میاں نے کہا کہ آپ تو صحیح وضو بنا رہے ہو واقعی مجھے وضو بنانا نہیں آتا جَزَاکَ اللّٰہُ آپ نے مجھے وضو بنانے کا طریقہ بتا دیا۔ یہ ہے اصلاح کا طریقہ، کسی کی برائی اور عیب کو دیکھ کر خوش ہونا اور کسی کی کمی اچھالنا، کسی کو بے عزت اور ذلیل کرنا ایمان کے منافی

ہے، ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر کسی بھائی کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھے تو اس کو تنہائی میں بتائیں اور اس کے لئے تنہائی میں دعا بھی کریں کہ یا اللہ میرا فلاں ایمان والا بھائی برائی میں مبتلا ہے میری بھی حفاظت فرما اور اس کی بھی۔

ہمارے یہاں اس کے برعکس ہے، ہم صبح سے شام تک اسی بیماری میں مبتلا ہیں اور ہم کو ذرہ برابر بھی احساس نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ایک تو ہمارے پاس نیکیاں کم، خرابیاں اتنی کہ قدم قدم پر شیطان نیکیوں کو اچک لے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ، پیر اور زبان سے (بلکہ کسی بھی طرح سے) دوسرے مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہونچے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

عاجزی اور انکساری

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۔صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام ! اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانے سے بہت ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کی انسان کو ضرورت تھی ، اللہ تعالیٰ کے خزانے میں سب کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانے میں ایک نعمت نہیں رکھی اور اس کو انسان اپنالے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوجائے ، اللہ

تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے خزانے میں سب کچھ ہے مگر عاجزی ،انکساری نہیں ہے اور انکساری کی ضد تکبر ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں متکبر ہوں یعنی تکبر میرے لئے ہے اور عاجزی وانکساری بندے کے لئے ہے، انسان عاجزی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر رحم آجاتا ہے۔

تکبر کی مذمت

میں نے خطبہ میں قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تکبر کی مذمت فرمائی ہے کہ جہاں تکبر آجائے گا وہاں شیطان آجائے گا، جہاں غرور اور گھمنڈ آئے گا وہاں شیطان مسلط ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کا ہجوم وہاں سے ہٹ جائے گا۔

اسی لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بڑے بڑے بادشاہ اور سلاطین اور وہ تمام لوگ جو دنیا میں اپنی ناک ہمیشہ اونچی رکھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھ کر دہل جائیں گے اور ان کا سارا غرور خاک میں مل جائے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ کھینچا ہے يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اَنْ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ کہ اے انسانو! تم اللہ سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن اللہ تعالیٰ اس پوری زمین کو ہلا دیں گے ، زلزلہ آجائے گا اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اور انسان بدحواس ہوجائے گا، عورتوں کے حمل ساقط ہوجائیں گے، دودھ پلانے والی ماں ڈر کر اپنے بچوں کو چھوڑ کر بھاگ جائے گی ،انسان ہوش میں نہیں رہے گا صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت ہی قائم رہے گی۔

علماء کی صحبت کے فوائد

انسان پر شیطان غالب آتا ہے تو اس میں تکبر آجاتا ہے اور یہی تکبر اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اکابر علماء اور اسلاف کی صحبت میں رہ کر انکساری حاصل ہوتی ہے اور دل سے تکبر نکل جاتا ہے۔

حضرت مدنیؒ کی انکساری

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جب بھی مسجد سے نکلتے تو ان کے جوتے سیدھے ملتے، معلوم نہیں کون ایسا کرتا تھا، حضرت ہمیشہ سوچتے تھے کہ آخر ایسا کون آدمی ہے جو ان کے جوتے سیدھے کرتا ہے، ایک دن حضرت نے دیکھ لیا کہ ایک بڑے میاں سفید داڑھی والے ان کے جوتے سیدھے کر رہے ہیں، حضرت مدنیؒ بڑی تیزی سے آئے اور ان کے جوتے سر پر رکھ لئے اور فرمایا بڑے میاں! آپ تو ایک اللہ والے آدمی ہیں، آپ کے چہرے پر سفید داڑھی ہے جب آپ ہمارے جوتے سیدھے کر سکتے ہیں تو ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہم آپ کے جوتوں کو سر پر رکھیں، یہ عاجزی اور انکساری اللہ والوں میں ہوتی ہے جن کو معلوم ہے کہ یہ دنیا فنا ہونے والی ہے، اللہ تعالیٰ چاہیں تو عزت ملتی ہے تو معلوم ہوا کہ تکبر انسان کو ذلیل کر دیتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَۃُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوّاً فِیْ الْأَرْضِ وَلَا فَسَاداً کہ ہم نے آخرت میں ان لوگوں کے لئے گھر بنایا ہے جو تکبر نہیں کرتے اور زمین پر فساد برپا نہیں کرتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عجیب حکومت عطا فرمائی

تھی، ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کا جو تخت تھا وہ ہواؤں میں اڑتا تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ایک سورت یعنی سورہ نمل میں اس کا ذکر کیا ہے، تخت بھی معمولی نہیں تھا آج کے دور کے ہوائی جہاز سے بھی بڑا تھا، آج کے زمانے کا سب سے بڑے ہوائی جہاز میں صرف بارہ سو آدمی بیٹھتے ہیں، لیکن حضرت سلیمانؑ کا تخت سوا تین کلومیٹر کا تھا، روایت میں فرسخ کا ذکر ہے آج کے دور میں سوا تین میل ہوتا ہے، اتنا بڑا تخت تمام کا تمام خالص سونے کا اور حریر کے غلاف اس کی کرسیوں پر پڑے ہوئے تھے اور تین ہزار کرسیاں اس تخت پر تھیں، سلیمانؑ جس کرسی پر بیٹھتے تھے وہ بہت ہی عظیم الشان کرسی تھی وہ کرسی خالص سونے کی بنی ہوئی تھی اور اس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے، اس تخت میں کچھ کرسیاں چاندی کی تھیں جن پر علماء بیٹھتے تھے، اتنا بڑا تخت اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو عطا فرمایا تھا آج ہزاروں سال گذرنے کے بعد بھی سائنس داں تین ہزار کرسیوں والا جہاز نہیں بنا سکے۔

ایک بار حضرت سلیمانؑ کا تخت ٹیڑھا ہو گیا

روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم دیا کہ ہمارے تخت کو اوپر لے چل، ہوا تخت کو اڑانے لگی، سلیمانؑ نے فرمایا کہ اور اوپر لے چل چنانچہ ہوا اور اوپر لے کر چلی، پھر حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو مزید اوپر اڑنے کا حکم کیا، ہوا اتنے اوپر لے کر چلی کہ آپ کو فرشتوں کی تسبیح پڑھنے کی آواز صاف سنائی دینے لگی، حضرت سلیمانؑ نے پھر تخت کو نیچے کرنے کا حکم دیا ہوا نیچے لیکر آنے لگی، حضرت سلیمانؑ کے ذہن میں ایک بات آئی کہ میں کتنا اچھا ہوں اور میرا تخت بھی کتنا اچھا ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، اتنی سی بات دل میں آئی تھی کہ آپ کا تخت ٹیڑھا ہو گیا، سلیمانؑ نے فرمایا اے تخت سیدھا ہو جا، تخت سے آواز آئی اے سلیمانؑ جب تم

ہی سیدھے نہیں رہے میں کہاں سے سیدھا ہو جاؤں، تم اگر سیدھے ہو جاؤ تو میں بھی سیدھا ہو جاؤں گا، اس کے بعد تخت اتنی تیزی کے ساتھ نیچے اترا کہ سمندر کے کنارے لگ گیا اور حضرت سلیمانؑ کے پاؤں پانی میں بھیگ گئے، اس کے بعد وحی نازل ہوئی کہ اے سلیمانؑ! تمہارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی تکبر کرنے والا ہوتا تو میں اپنی قدرت سے زندہ زمین میں دھنسا دیتا (اللہ کی پناہ) تکبر کتنی بری بلا ہے اسی لئے قرآن کریم میں تکبر کی مذمت کی گئی ہے۔

فرعون کو شیطان کی نصیحت

ایک مرتبہ فرعون کے سامنے شیطان ظاہر ہوا اور اس نے فرعون سے پوچھا کہ تجھے کس نے خدا بنایا ہے اور تیرے اندر ایسا کون سا کمال ہے کہ تو اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھا؟ تو فرعون نے کہا کہ میرے پاس بہت بڑی طاقت ہے، میرے پاس بہت سا سونا، چاندی، ہیرے جواہرات ہیں اور میں بہت بڑے ملک کا مالک ہوں، شیطان نے پوچھا اور کیا ہے تیرے پاس؟ فرعون نے کہا کہ میرے پاس اندرونی ایسی طاقت ہے جو تیرے پاس نہیں ہے اس نے کہا کہ دکھاؤ؟ فرعون نے فوراً حکم دیا کہ اسی وقت ایک ہزار جادوگر بلائے جائیں اور وہ سب مل کر اس شیطان کو اپنی پھونکوں اور اثر سے اڑا دیں، اور انہوں نے اپنا جادو دکھایا، شیطان کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا علم دیا ہے، شیطان نے ایک پھونک ماری جس سے سارے جادوگروں کے اثرات ختم ہو گئے، دوسری مرتبہ پھر ان ایک ہزار جادوگروں نے اپنا جادو دکھایا، شیطان نے پھر ایک پھونک ماری جس سے پھر ان کا اثر ختم ہو گیا، ان جادوگروں نے پھر آخری جادو دکھایا شیطان نے پھر ایک پھونک ماری اور ہنس کر کہنے لگا کہ تم اگر ایسے ایسے ایک ہزار جادو بھی دکھاؤ گے تو میرا کچھ بگڑنے والا نہیں ہے، سب ہوا میں

تحلیل ہو جائے گا، اے فرعون! یاد رکھ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی چیزیں عطا فرمائی ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا محبوب نہیں بنایا اور مجھے اپنا فرمانبردار بندہ ماننے سے انکار کر دیا، اور تو خدا کا نافرمان ہے تو رب کیسے ہو سکتا ہے؟

علماء کرام اس واقعہ کے بعد لکھتے ہیں کہ انسان اگر خدا کی نافرمانی شہوت کی وجہ سے کر لے تو اس کا گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں، نفسانی خواہش کی وجہ سے اگر گناہ سرزد ہو جائے اور انسان اپنے گناہوں سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں لیکن اگر کوئی تکبر اور غرور کرے اس کو توبہ کی توفیق نہیں دیتے یعنی تکبر اور غرور کی وجہ سے توبہ جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

ابلیس حضرت نوحؑ کی کشتی میں

حضرت نوحؑ کی کشتی جب بن کر تیار ہوئی اور حضرت نوحؑ اور آپ کے ماننے والے کشتی میں سوار ہو گئے تو حضرت نوحؑ نے دیکھا کہ شیطان بھی کشتی کے ایک کونے میں بیٹھا ہے، آپ نے پوچھا کہ ابلیس کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ آج اللہ تعالیٰ کا غضب اتنا بڑا ہے کہ اس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا، حضرت نوحؑ نے کہا اے ابلیس کیا ابھی بھی تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں بنا؟ تو شیطان نے کہا کہ اے نوحؑ! آپ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ میں توبہ کرنے کے لئے تیار ہوں حضرت نوحؑ نے دعا کی، وحی نازل ہوئی کہ ہم اس کی توبہ قبول کرنے کے لئے تیار ہیں پہلے وہ ہماری شرط پوری کرے، حضرت نوحؑ نے شیطان سے کہا کہ اے ابلیس تمہاری توبہ قبول ہو جائے گی لیکن ایک شرط ہے کہ ہماری کشتی میں حضرت آدمؑ

کا تابوت رکھا ہوا ہے تو اس تابوت کو سجدہ کر لے، اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کر لیں گے، شیطان ہنس کر کہنے لگا اے نوح! جب آدمؑ زندہ تھے اس وقت میں نے سجدہ نہیں کیا اب ان کا انتقال ہو گیا اور ایک تابوت میں رکھے ہوئے ہیں اب میں کیسے سجدہ کر سکتا ہوں؟ شیطان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ میں بڑا ہوں اور آدم چھوٹا ہے، ان سے ہزاروں سال بڑا ہوں، طاقت میں بھی اور علم میں بھی شیطان کے اندر حسد، غرور اور تکبر پیدا ہو گیا تھا حضرت آدمؑ سے، بھلا وہ سجدہ کیسے کر سکتا تھا؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو توبہ کی توفیق نہیں دی۔

اللہ کے دربار میں حضرت آدمؑ اور ابلیس

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب ساری دنیا کے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں اور برے لوگوں کو دوزخ میں بھیج دیں گے تو اس وقت شیطان کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک لاکھ سال تک شیطان دوزخ میں رہے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ شیطان کو دوزخ سے نکالنے کا حکم دیں گے اور اس کو اپنے سامنے کھڑا کریں گے اور حضرت آدمؑ کو جنت سے بلائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے ابلیس دیکھو یہ آدمؑ ہیں ان کو میں نے اپنا خلیفہ بنایا تھا اور تو نے میری نافرمانی کی تھی یعنی آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اگر آج بھی تو ان کو سجدہ کر لے تو میں تجھے معاف کر سکتا ہوں شیطان کہے گا کہ اے اللہ جب آپ نے آدمؑ کو پیدا کیا میں نے اس وقت سجدہ نہیں کیا اور جب یہ تابوت میں تھے اس وقت سجدہ نہیں کیا، جب یہ قبر میں تھے اس وقت میں نے سجدہ نہیں کیا اب اخیر میں ان کو سجدہ کروں؟ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔

متکبر کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی

تو معلوم ہوا کہ جس کے اندر تکبر، غرور اور گھمنڈ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو توبہ کی توفیق نہیں دیتے ہیں، توبہ کی توفیق اسی کو ملتی ہے جس کے دل میں عاجزی اور انکساری ہو اور جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے خزانے میں سب کچھ ہے لیکن عاجزی اور انکساری ہمارے خزانے میں نہیں ہے یہ ہم نے انسان کو عطا فرمائی ہے، اگر انسان عاجزی اور انکساری اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے بڑے بڑے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا **تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا** کہ ہم نے آخرت میں گھر یعنی جنت بنائی وہ ان لوگوں کے لئے نہیں بنائی جو زمین میں تکبر اور غرور کرتے ہیں بلکہ ہم نے جنت ان لوگوں کے لئے بنائی ہے جو ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کی انکساری

ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس ایک بادشاہ کا قاصد آیا اور حضور ﷺ کو دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو سنبھال میں بھی تجھ جیسا ایک انسان ہوں اور میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھایا کرتی تھیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان عاجزی اختیار کرتا ہے، اپنے آپ کو چھوٹا تصور کرتا ہے اور اپنے آپ کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند فرماتے ہیں اور اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں جو انسان

تکبر کرتا ہے، لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جوانسان روتا اور گڑگڑاتا ہے میں اس کو بہت پسند کرتا ہوں اس کے آنسو زمین پر گرنے سے پہلے اس کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہوں، اور جوانسان غرور کرتا ہے میں اس کو ذلیل وخوار کرتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ انسان کے پاس اگر مال ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اگر علم ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس کا اپنا کوئی کمال نہیں، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبر سے بچائے اور فکر آخرت عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عذابِ الٰہی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِىَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّاراً. إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِراً كَفَّاراً . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

نہ ان کی راہ پر لے چل خدا کی مار ہے جن پر
تری دھتکار ہے جن پر تری پھٹکار ہے جن پر

محترم بزرگو اور نوجوانان اسلام! زمین پر جو اعمال اور کام ہوتے ہیں، دنیا میں زندگی گذارنے کا جو طریقہ انسان اختیار کرتا ہے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتے ہیں، زمین پر رہنے والا انسان جب رحم وکرم کا معاملہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر بھی رحم وکرم کیا جاتا ہے اور رحمتوں کی بارش کی جاتی ہے، جب زمین

پر رہنے والا انسان خبیث اور مردود بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن جاتا ہے اور مظلوموں کا خون بہاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی عذاب کا فیصلہ فرمادیتے ہیں۔

نافرمان اقوام کا حشر

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ آدمی کے اندر درندگی اور حیوانیت پیدا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے ہٹالی جاتی ہے، قرآن کریم میں بہت سے واقعات ہیں، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب اور بہت سی اقوام نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، دنگا فساد کیا، خدا کے بندوں پر ظلم کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو صفحۂ ہستی سے اس طرح مٹادیا کہ آج ان کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے، آج ان اقوام کے کھنڈرات تو ہمیں ضرور دیکھنے کو ملتے ہیں اوران کے بسائے ہوئے شہروں کے نشانات تو ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اوران کی اولاد کو بھی بے نام ونشان کردیا، ظلم کی کشتی ہمیشہ نہیں چلا کرتی، ایک وقت آتا ہے کہ سمندر کے تھپیڑے اور طوفان غرق کردیتے ہیں لیکن وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو اور جس کے دل میں خوف خداوندی ہو اور جس کے دل میں آخرت کا ڈر ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو باقی رکھتے ہیں اوراس کی اولاد کو بھی۔

آج ہم سونامی کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں اور گجرات میں گذشتہ کئی سال پہلے جب زلزلہ آیا تھا تو ہم نے کس نظر سے دیکھا تھا اور آج پھر گجرات سیلاب کی نذر ہے، ہماری نظر الگ ہے اور قرآن کریم کا نظریہ الگ ۔

انسان کی تباہی اس کے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ایک ذمہ دار غلطی کرتا ہے تو اس کے ساتھ بہت سے غیر ذمہ دار بھی پکڑے جاتے ہیں، انسان جب کہیں سے گندم، راگی یا چاول وغیرہ خریدتا ہے تو اس میں کچھ پتھر اور کنکر بھی آجاتے ہیں وہ بھی اسی بھاؤ میں تل جاتے ہیں جس بھاؤ میں غلہ تلتا ہے

حالانکہ خریدنے والا پتھر نہیں خرید رہا ہے لیکن اس کا شمار بھی اسی میں ہوجاتا ہے، تو معلوم ہوا جو جس کے ساتھ رہتا ہے اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوا کرتا ہے۔

جب حاکم نیک ہوتا ہے

گجرات میں حکومت غلطی کررہی ہے یا شیطان مودی غلطی کررہا ہے اس کا مزہ تو وہی چکھے گا لیکن عوام پر جو عذاب آرہا ہے وہ حکومت کی وجہ سے ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب حاکم نیک ہوتا ہے تو رعایا بھی نیک ہوتی ہے اور پورے ملک پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ عوام کو خوش حالی عطا فرماتے ہیں اور جب حاکم بدکار ہوتا ہے، فاسق اور فاجر ہوتا ہے تو اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے پورے ملک پر عذاب ہوتا ہے اور پوری عوام پریشان ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی نشانیاں ماضی میں بھی دکھائیں اور آج بھی دکھا رہے ہیں، یہ عذابات کا آنا، زمینوں کا دھنسنا، آسمان سے بجلیوں کا گرنا، زلزلوں کا آنا اور بے شمار بیماریوں کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ انسان ان کو دیکھ کر سنبھل جائے اللہ والا بن جائے اوراس کی فرماں برداری کرنے والا بن جائے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ

حضرت نوحؑ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، حضرت آدمؑ کی اولاد میں جو نبی دنیا میں آئے ہیں ان میں سب سے زیادہ عمر حضرت نوح علیہ السلام کی ہوئی، روایت میں ہے کہ حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا فرمائی تھی اتنی عمر جو ملی وہ بطور معجزہ تھی کیونکہ اس زمانے میں بھی اتنی لمبی عمریں نہیں ہوا کرتی تھیں،

حضرت نوحؑ کی عمر ساڑھے نوسو سال کی تھی، نوسو سال سے زیادہ حضرت نوحؑ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، ہمیشہ لوگوں کو عذاب خداوندی سے ڈراتے رہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہے اور آپ نے لوگوں کو بتایا کہ تم اللہ کی طرف آؤ اور اللہ کو ایک مانو، اس زمانے کے لوگ بھی بے انتہا شقی اور بدبخت تھے، حضرت نوحؑ جب لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے تو لوگ آپ کو پتھروں سے مارتے تھے، آپ بے ہوش ہو جایا کرتے تھے اور لوگ یہ سمجھتے کہ آپ مر گئے ہیں پھر وہ لوگ آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر میں ڈال دیا کرتے، رات بے ہوشی میں گذرتی اور صبح میں پھر صحیح سالم گھر سے باہر نکلتے، یہ آپ کا معجزہ تھا، لوگ پریشان ہو جاتے اور کہتے ارے یہ تو عجیب آدمی ہے اسے کتنا ہی مارو پھر بھی دوسرے دن اچھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ روایت میں آتا ہے کہ کبھی کبھی تو لوگ حضرت نوحؑ کا گلا بھی گھونٹ دیتے تاکہ یہ مر جائیں اور جب سانس آنا بند ہو جاتا تو لوگ مردہ جان کر ان کے گھر میں لاکر ڈال دیتے لیکن یہ اللہ کی شان تھی کہ دوسرے دن پھر اپنی حالت پر آجاتے، بعض مرتبہ لوگ آپ کو اتنے پتھر مارتے کہ آپ لہولہان ہو جاتے اور پھر حضرت جبرئیلؑ آتے اور آپ کے زخموں پر پر ملتے زخم اچھا ہو جاتا، پھر اللہ تعالیٰ سے پوچھتے کہ اے اللہ اب میرا کیا کام ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے کہ وہی کام جو کل کر رہے تھے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب طاقت اور حوصلہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت نوحؑ کی بددعاء

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مکمل ایک سورت حضرت نوحؑ کے نام سے نازل فرمائی، حضرت نوحؑ ایک عرصے تک لوگوں کو سمجھاتے رہے تب بھی یہ لوگ اللہ

کی طرف نہیں آئے، آپ نے ایک ایک آدمی کو تنہائی میں سمجھایا لیکن یہ لوگ کہاں سمجھنے والے تھے کیونکہ بدقسمتی ان کے مقدر میں لکھی جاچکی تھی تب حضرت نوحؑ نے ان کے لئے بددعا فرمادی اور فرمایا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا کہ اے اللہ اب تو زمین پر ایک آدمی بھی ایسا نہ چھوڑ جو تیرا نافرمان ہو اس لئے کہ میں نے دیکھ لیا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اب تیری طرف آنے والا نہیں ہے، میں ان لوگوں سے حد درجہ بیزار ہوں اور میں نے ان لوگوں کی بہت زیادہ سختیاں برداشت کیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ ایک کشتی بناؤ، حضرت نوحؑ کشتی بنانے لگے تو لوگ پوچھتے کہ کیا کر رہے ہو؟ حضرت نوحؑ فرماتے کہ کشتی بنا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سب پر عذاب آنے والا ہے، تو لوگ ہنستے اور آپ کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ اس بوڑھے کا دماغ خراب ہو گیا ہے بھلا اس میں کون بیٹھے گا، جب کشتی بن کر تیار ہو گئی تو قوم نے شرارت سے اس میں پاخانہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاخانے سے وہ کشتی بھر گئی، جب حضرت نوحؑ نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت شریر ہیں کشتی کو بھی پاخانے سے بھر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی پریشانی دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم پریشان مت ہو میں ان ہی لوگوں سے یہ کشتی صاف کرادوں گا، خدا کا کرنا تھا کہ گاؤں والوں کو خارش کی بیماری شروع ہو گئی سارے گاؤں والے پریشان کہ اب کیا کریں، انہی لوگوں میں سے ایک آدمی کشتی کے کنارے پاخانہ کر رہا تھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا اور اس کی خارش ختم ہو گئی، لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز سے آرام ملا؟ اس نے اپنا پورا واقعہ سنایا، دیکھتے ہی دیکھتے سارے گاؤں والے ٹوٹ پڑے اور پوری کشتی کو صاف کر گئے، یہاں تک کہ کشتی کو دھو کر بالکل صاف کر دیا، اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی عجیب ہے اللہ تعالیٰ

کی قدرت ہے کہ اچھی چیز کو بری اور بری چیز کو اچھی بنا دیتے ہیں ، بہرحال کشتی صاف ہوگئی وہ کشتی اس لئے بنائی گئی تھی کہ جب عذاب آئے گا تو لوگوں کو اس میں بٹھا کر لے جائیں گے اور جودی پہاڑ پر ان کو ٹھہرا دیں گے ، یہ جودی پہاڑ ترکی میں ہے ، ترکی کا ایک شہر استنبول ہے اس سے تقریباً دوسو کلومیٹر دور جودی پہاڑ ہے ، عذاب آیا عذاب کیا تھا؟ بارش کا عذاب ، آسمان سے زبردست بارش اور زمین بھی پانی اگل رہی ہے ، بارش رکنے کا نام ہی نہیں لیتی ہے ، سارے گاؤں تباہ و برباد ہوگئے ، لوگ ہلاک ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت نوحؑ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے کشتی میں بٹھایا اور کشتی جودی پہاڑ تک چلی ، سائنس داں کہہ رہے ہیں کہ وہ کشتی آج بھی موجود ہے البتہ زمین میں دھنسی ہوئی ہے جو کافی بڑی ہے اور جس کو نکالنے کی تدبیریں کی جارہی ہیں ، حقیقت میں یہ سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کی چیز ہے ، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جن واقعات کو بیان کیا ہے وہ تمام کے تمام سچے اور عبرت آموز ہیں ۔

تو میں عرض کررہا تھا کہ حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی اور ساتھ ہی ایک لمبی زندگی بھی عطا فرمائی ، حضرت نوحؑ نے ایک بددعا کی وہ اس وقت جب کہ لوگ ایمان نہیں لا رہے تھے ، آپ بددعا بھی فرما رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا کہ اے میرے پروردگار سب کو غارت فرما لیکن ان میں میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما اور ان کی مغفرت فرما جو نیک لوگ ہیں اور ایمان والے ہیں ان کو باقی رکھ ، باقی سب کو زمین سے پاک کردے ، اور ان ظالموں پر برابر عذاب جاری رکھ ، کہیں ایسا نہ

ہو کہ ان کے عذاب میں کمی آجائے اور یہ لوگ اور زیادہ سخت بن جائیں اور پھر یہ لوگ تیرے بندوں کو ستانا شروع کردیں ، یہ تو خدا کا ضابطہ ہے کہ جب انسان دنیا میں دنگا فساد حد سے زیادہ شروع کردیتا ہے ، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی حد سے زیادہ کرنے لگتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ان میں کون نیک ہے اور کون بد ہے ، بروں کے ساتھ اچھے بھی لپیٹ میں آجاتے ہیں ۔

عذابات سے سبق لینا چاہئے

دیکھئے گجرات میں جو ابھی سیلاب آیا ہے اور اس سے پہلے زلزلہ آیا تھا سوچنے کی بات ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو کیوں چنا ہے؟ اس سے وہاں کے حکام اور عوام کو خوب سمجھنا چاہئے اور ہمیں بھی اس سے درس لینا چاہئے کل یہاں بھی آسکتا ہے ، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے ، اسلئے کہ جہاں ظلم ہوتا ہے ، گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور عوام ظلم کی چکی میں پستی ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ اپنا عذاب بھیج دیتے ہیں ۔

حضرات ! آگ اور ہوا یہ سب انسان کے لئے بنیادی چیزیں ہیں ، پانی کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا ، آگ کے بغیر کوئی چیز تیار نہیں کی جاسکتی ہے حالانکہ یہ ضرورت کی چیزیں ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ آگ ہوا اور پانی کو عذاب کی شکل میں تبدیل کردیتے ہیں تو یہی چیزیں مصیبت بن جاتی ہیں ، اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو تو رحمت کے ساتھ مانگو کہ یا اللہ فلاں چیز ہمیں اپنی رحمت سے عطا فرما تاکہ اس کے نقصانات سے انسان بچ جائے ۔

آج جو عذاب آرہا ہے ، گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر تباہ و برباد ہورہے ہیں اور زمین کے اندر دھنس رہے ہیں ، سونامی میں پچاس ہزار گاؤں اور بعض لوگ

کہتے ہیں کہ ایک لاکھ گاؤں زمین میں دھنس گئے ہیں آج ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں ہے، ایسا ہی گجرات میں بھی ہوا ہے، اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور قرآن وسنت کے مطابق زندگی گذارنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر طرح کی پریشانی سے بچائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

عقل سلیم اور ایمان باللہ

قیامت کی ہولنا کی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. الْحَاقَّةُ. مَا الْحَاقَّةُ. وَمَا أَدْرَاکَ مَا الْحَاقَّةُ. كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ. فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ، وقال تعالیٰ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ. لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ .

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیر ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

بزرگان محترم نوجوانان اسلام! اللہ رب العزت نے دنیا کی ہر چیز تخلیق فرمائی، دنیا کا ذرہ ذرہ شجر وحجر نباتات وجمادات، حیوانات اور جتنی مخلوقات بھی

کائنات کے اندر سما سکتی ہیں وہ سب اللہ نے اپنے دست قدرت سے بنائی ہیں کسی چیز کا وجود خود بخود نہیں ہوا بلکہ اللہ نے اس کو اپنے حکم سے بنایا ہے۔

جو درخت اور گھاس ہم دیکھتے ہیں یہ بھی اللہ کے حکم سے اگ رہے ہیں، کچھ درخت سوکھ رہے ہیں کچھ چیزیں ناپید ہورہی ہیں سب خدا کے حکم سے ہورہی ہیں کائنات میں جو رنگ وبو ہے، کائنات میں جو ظہور ہے، جو ہلچل ہے اللہ کے حکم سے ہے، اللہ رب العزت نے ہر انسان کو سوچنے کا مادہ اور صلاحیت الگ الگ عطا فرمائی ہے جس طرح سے رنگوں میں بہت سارے رنگ ہے کوئی لال کوئی نیلا لیکن نیلے رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں کوئی ڈارک ہوتا ہے کوئی بالکل لائٹ ہوتا ہے لیکن ان رنگوں کو وہی پہچان سکتا ہے جو ہمیشہ دیکھتا ہو اور اس کا ماہر ہو کہ یہ لال ہے، نیلا ہے یا سفید ہے ایک چیز اللہ نے ایسی بنائی ہے جس کا کوئی رنگ نہیں ہے حالانکہ سارے رنگ اس میں موجود ہیں وہ پانی ہے، پانی کو آپ جس شیشے میں ڈالیں گے پانی اسی رنگ کا نظر آئے گا لال بوتل میں ڈالیں گے تو لال نظر آئے گا ہری بوتل میں ڈالیں گے تو ہرا نظر آئے گا اور سفید بوتل میں ڈالیں گے تو سفید نظر آئے گا۔ آپ دیکھتے ہوں گے بچوں کے ہاتھ میں لال رنگ کا چشمہ ہوتا ہے بچوں کو لال ہی نظر آتا ہے اس سے بچے خوش ہوتے ہیں اسی طرح اگر کوئی پیلا چشمہ لگائے تو جس چیز کو بھی دیکھے گا اسے پیلی نظر آئے گی ایک بیماری جس کو یرقان کہتے ہیں اس میں بھی ہر چیز پیلی نظر آتی ہے اگر کسی کو پیلا چشمہ لگانے سے پیلا نظر آئے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو یرقان ہو گیا ہے بلکہ اس چشمہ کے رنگ کا اثر ہے جو اس نے اپنی آنکھوں پر لگایا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ رب العزت نے سب کچھ اپنے دست قدرت سے بنایا اور انسان کو اس کے ظرف کے مطابق صلاحیت دی ہے مثلاً ایک آدمی

کپڑا تیار کرتا ہے تو بنانے والے کئی آدمی ہیں ہر آدمی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے کپڑے تیار کرتے ہیں بنانے اور سوچنے کی صلاحیت اللہ نے مختلف دی ہے لیکن اصل کے اعتبار سے سب کپڑے ہی ہیں۔

علماء کا اختلاف رحمت ہے

قرآن وسنت کو سمجھنے کا انداز بھی مختلف ہوتا ہے، ہمارے بہت سارے بھائی ایسے ہیں (بہت دکھ کے ساتھ عرض کر رہا ہوں) وہ یہ کہتے ہیں کہ مولوی لوگ تو ایک ہوتے ہی نہیں ایک مولانا صاحب ایک مسئلہ بتاتے ہیں تو دوسرا الگ مسئلہ بتادیتا ہے ان کے مسائل میں یکسانیت نہیں ہے کس کی بات پر عمل کیا جائے اور کس کی بات مانی جائے ان حضرات کے لئے عرض ہے کہ اگر کسی کو بخار ہو جائے یا کھانسی ہو جائے یا پیٹ میں درد ہو جائے تو ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اس سے شفا نہیں ہوئی تو دوسرے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، مثال کے طور پر ایک حکیم کے پاس گئے تو اس نے کھانسی کی دوا سعالین دے دی اس سے اچھا نہیں ہوا بعد میں دوسرے حکیم کے پاس گئے تو انہوں نے لعوق کتان دیدیا تو اس سے بھی صحیح نہیں ہوا تو کسی نے معجون راح المومنین دیدیا تو معلوم ہوا کہ ایک ہی مرض کی کئی دوائیں ہوسکتی ہیں تو معلوم ہوا کہ ایک ہی معاملے کے کئی طریقے ہوسکتے ہیں، جب معمولی مرض کی بہت ساری دوا ہوسکتی ہیں، ہر ڈاکٹر اپنی صلاحیت اور سمجھ کے مطابق دوا دے سکتا ہے تو علماء عظام بھی پوچھنے والے کو مسئلہ بتاتے ہیں اس کی سمجھ اور ضرورت کے مطابق۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک بزرگ کے پاس ایک صاحب گئے اور ان کے پاس ٹھہر گئے جب کھانے کا وقت ہوا تو انہوں نے کھانا بڑی جلدی جلدی کھانا شروع کیا لقمے بنا رہے ہیں اور

جلدی جلدی کھارہے ہیں کھانے کے بعد مجلس قائم ہوئی اس آدمی نے پوچھا حضرت توکل کیا ہے؟ حضرت نے بتایا کہ آدمی لقمے چھوٹے چھوٹے اور دیر تک چبا کر کھائے یہ توکل ہے، اسی طرح حضور ﷺ کے پاس ایک صحابی آتے ہیں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے اپنی اونٹنی کو کہاں چھوڑا؟ عرض کرتے ہیں اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلے ایک کھونٹا گاڑ دو پھر اس کی رسی اس میں باندھو پھر کہو کہ میں نے اللہ کے بھروسہ پر چھوڑا ہے یہ توکل ہے، حضرت کی مجلس میں ایک آدمی بیٹھا ہوا جلدی جلدی کھارہا تھا تو اس نے بھی پوچھا حضرت توکل کیا ہے؟ فرمایا کہ لقمے چھوٹے چھوٹے کھائے جائیں اور اطمینان سے کھایا جائے تو معلوم ہوا کہ انسان کی صلاحیت کے مطابق جو جواب دیا جاتا ہے وہ صحیح ہوتا ہے۔

ایک صحابی رسول ﷺ کا واقعہ

ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر خدمت ہوئے اور بیٹھے رہے ایک دوسرا شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے تو ساری دنیا کے لوگ بیکار اور بدتر معلوم ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے سچ کہا کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر چلا گیا پھر ایک اور شخص آیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے تو دنیا میں کوئی آدمی خراب لگتا ہی نہیں سبھی لوگ اچھے لگتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا وہ بھی اٹھ کر چلا گیا، جو صحابی پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ! ایک آدمی جو ساری دنیا کو برا کہہ رہا ہے اس کو بھی آپ بجا فرمارہے ہیں اور ایک آدمی ساری دنیا کو اچھا کہہ رہا ہے آپ اس کو بھی بجا فرما رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے حکیمانہ جواب ارشاد فرمایا ہر آدمی اپنی نظر سے دیکھتا ہے آدمی جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسروں کو بھی سمجھتا ہے پہلا آدمی خراب تھا تو ساری

دنیا کے لوگوں کو خراب بتارہا تھا اور دوسرا آدمی اچھا تھا تو اس نے ساری دنیا کو اچھا بتایا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

اپنے دل کے آئینے سے دیکھتا ہے ہر بشر
جیسا خود ہوتا ہے ویسا آتا ہے اس کو نظر

تو معلوم ہوا کہ عالم وحکیم وہی ہے جو اللہ کے برگزیدہ بندوں کو ان کے احوال کے مطابق مسائل بتائے اور سمجھائے، مثال کے طور پر چھوٹا بچہ جب ضد کرتا ہے تو اپنی بات پر اڑ جاتا ہے اس کی ضد میں اور بڑے بچے کی ضد میں بڑا فرق ہے۔

ایک بادشاہ اور وزیر کی بحث

ایک مرتبہ بادشاہ اور وزیر میں بحث ہوگئی اس بات پر کہ وزیر کو بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے میں تاخیر ہوگئی بادشاہ نے پوچھا کہ حاضری میں کیوں اتنی دیر ہوئی؟ وزیر نے کہا حضور! میرا بچہ ضد کررہا تھا میں نے اس کو بہلایا لیکن وہ بہلا نہیں اس لئے تاخیر ہوگئی بادشاہ نے کہا یہ بھی کوئی بات ہے بچے کو کیا بہلانا؟ وزیر نے کہا حضور ایسا ہے میں بچہ بن جاتا ہوں آپ میرے باپ بن جائیں دیکھیں آپ کس طرح بہلاتے ہیں، پھر کیا تھا بادشاہ باپ بن گیا اور وزیر بیٹا، اب بیٹے نے روکر کہا جو بچوں کا مخصوص انداز ہوتا ہے، ابا جی مجھے تو مٹی کی ہانڈی چاہیئے بادشاہ نے کہا کہ بیٹے کے لئے ہانڈی حاضر کردی جائے، ہانڈی لائی گئی، اس کے بعد بچہ پھر رویا باپ نے کہا اب کیا چاہیئے؟ کہا ہاتھی چاہیئے ہاتھی لاکر حاضر کردیا گیا پھر بچہ رونے لگا بادشاہ نے پوچھا بیٹے اب کیوں روتے ہو؟ بچہ نے کہا ہاتھی کو اس مٹی کی ہانڈی میں ڈالو، کہا بیٹے یہ تو نہیں ہوسکتا بیٹے نے کہا مجھے تو ایسا ہی چاہیئے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کی ضد ایسی ہوتی ہے کہ بعض دفعہ اس کو آدمی پوری نہیں کرسکتا لیکن بڑے آدمی

کو سمجھایا جاسکتا ہے کہ تم جو مانگ رہے ہو تو وہ مانگنے کی چیز نہیں ہے مگر نادان بچہ نہیں سمجھے گا کیونکہ اس کی عقل چھوٹی ہے اور ناتجربہ کاری ہے، آدمی کو جو سمجھایا جاتا ہے اس کی عقل کے مطابق اور اس کے علم کے مطابق سمجھایا جاتا ہے۔

ایک چرواہے کا واقعہ

علامہ کمال الدین دمیریؒ نے لکھا ہے کہ ایک چرواہا اپنے گدھے کو چراتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ یا اللہ اگر آپ کا گدھا بھی ہوتا تو میں یہ ہری ہری گھاس سب سے پہلے آپ کے گدھے کو کھلاتا تو آپ کا گدھا بھی فربہ ہوجاتا۔

ایک نبیؑ جو وہاں سے گذر رہے تھے تو انہوں نے غصے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو گدھے کی کیا ضرورت ہے؟ تو وہ خاموش ہوگیا، وحی نازل ہوئی کہ اے نبی، ہم آدمی سے اس کے علم کے مطابق معاملات کرتے ہیں جیسا اس کے پاس علم ہوگا جیسی اس کے پاس صلاحیت ہوگی ویسا ہی اس کے ساتھ قیامت کے دن معاملہ کیا جائے گا۔

یہ تمہید جو میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر چیز کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور کوئی چیز اللہ کے حکم کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی، دو چیزیں ہیں ایک وہ جو عقل میں آجاتا ہے اور دوسرا وہ جو عقل سے باہر ہے، مثال کے طور پر زمین جس پر چلتے ہیں وہ عقل میں آتی ہے، آسمان جو ہم دیکھتے ہیں یہ بھی عقل میں آتا ہے اور زمین کے اندر اور آسمان سے اوپر جو چیزیں ہیں وہ ہماری عقل سے باہر ہے لیکن اللہ نے اس کو سمجھنے کے لئے عِلْمُ الْیَقِیْنِ عطا فرمایا، یعنی ایمان اور یقین، عقل آنکھ سے دیکھی ہوئی چیز کو سمجھ سکتی ہے لیکن باہر کی چیز اگر سمجھنا ہے تو عقل کے ساتھ ایمان کا ہونا شرط ہے اسلئے کہ عقل تھوڑی دیر کے بعد ساتھ چھوڑ دیتی ہے ایقان دور تک ساتھ چلتا ہے ایمان ایک ایسی روشنی ہے جو آسمان کے اوپر والی باتیں سمجھاتی ہے زمین کے نیچے

تحت الثریٰ کی چیزیں بتلاتی ہے آپ کی عقل اس کو کیچ کرتی ہے، مثال کے طور پر قبر میں عذاب بھی ہے اور انعامات بھی ہیں جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے ایمان ہے تو یہ ساری باتیں سمجھ میں آتی ہیں، اگر ایمان ہے تو وہ ساری باتوں کو عقل اور یقین کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے کہ زمین کے اندر دفنا دیا جاتا ہے پھر دوسری دنیا شروع ہوتی ہے یہ کب سمجھتا ہے؟ یہ ایمان کی روشنی سے سمجھتا ہے۔

مثال کے طور پر آسمان جو نظر آرہا ہے یہ آسمان نہیں ہے، یہ نیلا نیلا جو نظر آرہا ہے آسمان نہیں ہے، دنیا سے پانچ سو برس تک اگر چلیں تو ایک آسمان آتا ہے انسان کی نظر دو میل دس میل پندرہ میل تک دیکھ سکتی ہے گلاس اور دوربین لگا کر آسمان کہاں سے نظر آئے گا، آسمان کے نیچے بہت سارے طوفان اور تیز تند ہوائیں ہیں، اس کے اوپر آسمان ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو دو چیزیں دی ہیں ایک عقل اور دوسرا ایمان، جہاں عقل انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے وہاں ایمان کام آتا ہے، ایمان انسان کے آخر تک کام آتا ہے، دنیا میں انسان کی عقل خراب ہوجائے اس کو دیوانہ کہتے ہیں اور کوئی ایمان سے پھر جائے اس کو مرتد کہتے ہیں کہ اب اس کے اندر ایمان نہیں ہے عقل خراب ہوجائے تو دنیا خراب ہوجاتی ہے اور ایمان خراب ہوجائے تو آخرت خراب ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

قیامت کیا ہے؟

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیات تلاوت کی ہیں اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ o وَمَا أَدْرَاکَ مَا الْحَاقَّةُ o كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ o فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ o اللہ رب العزت نے سورۃ الحاقہ میں قیامت کا ذکر

فرمایا اور اللہ رب العزت کے بیان کرنے کا انداز ہیبت ناک ہے جانتے ہو وہ آنے والی اور وہ ہیبت ناک چیز کیا ہے؟ وہ چیز جس کو ہیبت ناک کہتے ہیں وہ قیامت ہے قیامت کا تذکرہ اللہ نے اس انداز سے بیان فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ آنے والی چیز کیا ہے تم نے کبھی سوچا ہے کہ وہ آنے والی چیز کیا ہے؟ كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ اصل میں حاقہ کے معنی قیامت کے ہیں اور قارعہ بھی قیامت کو کہتے ہیں اور طاغیہ بھی قیامت کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہاں قیامت کے مختلف نام بیان کئے ہیں تو فرمایا کہ جب جھٹلایا قوم ثمود نے اس آنے والے عذاب کو تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کردیا، اور طاغیہ طغیانیت سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہیں بے انتہا اور سخت ہیبت ناک واقعہ اور ایسی چنگھاڑ جو انسان کا دل پھاڑ دے۔

چنانچہ ان آیات میں اسی کا ذکر ہے کہ قوم ثمود پر جب اللہ نے عذاب نازل فرمایا تو آٹھ دن تک وہ عذاب رہا، قرآن کریم کی اگلی آیت میں فرمایا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ کہ وہ ایسی ٹھنڈی اور ہیبت ناک ہوا تھی کہ انسان کے جسم سے نکل کر پار ہو جاتی تھی اور اتنی سرد تھی کہ انسان کا جسم اس سے پھٹ جاتا تھا ایسی غضب ناک آواز اور ایسی ہیبت ناک چنگھاڑ قوم ثمود پر اللہ نے نازل فرمائی تھی، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جیسی آسمان سے بجلی کڑکتی ہے ایسی دس ہزار بجلیاں کڑکیں تو قوم ثمود کے دل پھٹ گئے وہ بڑے لمبے قد کے تھے اللہ نے فرمایا کہ اگر تم ان کو دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی بڑے بڑے درخت ہیں جو گرے پڑے ہیں ان کے دل پھٹ چکے تھے، ایسے ڈھیر ہو چکے تھے کہ ان کا وجود دنیا سے مٹ چکا تھا اللہ رب العزت کی عادت اور سنت ہے کہ کبھی کبھی انسان کو دکھایا کرتے ہیں تاکہ اعتبار ہو جائے یقین آجائے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر ہیں۔

قیامت صغریٰ

آج سے تقریباً چار مہینے پہلے آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ امریکہ میں جب طغیانی آئی جو قیامت صغریٰ تھی امریکہ کے ایک شہر پر برپا ہوتی ہے تو آٹھ لاکھ آدمیوں کو شہر سے باہر کردیا جاتا ہے اور پھر وہاں یہ عالم ہوا کہ پانی ہی پانی تھا طوفان ہی طوفان تھا ایسی ہوائیں انسان سے برداشت نہیں ہوسکتیں اس کو اللہ نے فرمایا فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ کہ جب طغیانی آتی ہے تو انسان اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا، ابھی اڑیسہ میں طغیانی آئی اس کی خبریں پڑھی ہوں گی کچھ لوگ بتا رہے ہیں کہ ابھی اسّی فی صد مقامات پر ریلیف کا کام جاری ہے اور بیس فی صد مقامات محروم ہیں وہاں ریلیف پہونچنے کا راستہ ہی ختم ہوگیا ہے ایسی مضبوط سڑکیں اور مضبوط راستے تھے، جو کئی سالوں تک کھودے اور توڑے جاتے تب بھی ختم نہ ہوتے لیکن اللہ کی طرف سے چنگھاڑ آئی اور سارا کا سارا منٹوں میں ختم ہوگیا۔

جس دن آسمان پھٹ جائے گا

جب محکمہ موسمیات کے سائنس دانوں نے بتایا کہ یہاں پر طغیانی آرہی ہے اور ایک ایسا طوفان آنے والا ہے جو سب کچھ ختم کردے گا لوگوں نے محسوس کیا کہ کچھ ہونے والا ہے سب اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے لیکن دو سو اسّی کلومیٹر کی رفتار سے جو طوفان آیا، آندھی آئی اس نے بڑی بڑی عمارتوں کو ختم کردیا، سطح زمین سے اٹھائیس فیٹ اونچائی تک پانی کا ایک ریلا آرہا تھا جو سب کو ختم کر رہا تھا یہ سب کتنی دیر میں ہوا صرف دس منٹ میں ہوا، اللہ رب العزت نے قیامت صغریٰ کا ایک چھوٹا سا منظر دکھایا ہے، فرمایا گیا کہ قیامت ایسی ہولناک چیز ہوگی کہ انسان اپنے

وجود کو بھول جائے گا اور قرآن نے اس کا بڑا عجیب نقشہ کھینچا ہے اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ جس دن آسمان پھٹ جائے گا، آسمان کیسے پھٹے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سب سے پہلے بیچ میں سے پھٹے گا۔

آپ نے کہکشاں دیکھی ہوگی جہاں سارے ستارے سڑک کے مانند ہوتے ہیں، علماء کرام لکھتے ہیں کہ آسمان سب سے پہلے وہیں سے پھٹے گا فرشتے وہاں سے ہٹ کر آسمان کے کناروں پر جمع ہو جائیں گے اور اس کے بعد آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر جائے گا۔ اللہ اکبر! کوئی چیز اپنی جگہ سالم اور ثابت نہیں رہے گی ہر آدمی تنکے کی طرح پانی میں بہے گا، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو اس کے گناہوں کے اعتبار سے پسینے میں ڈبا دیں گے کوئی اپنے گناہوں کی وجہ سے گھٹنوں تک، کوئی کمر تک اور کوئی پسینے میں پورا ڈوب رہا ہوگا اور ہر آدمی ننگا ہوگا، حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہر آدمی ننگا ہوگا تو کیا ایک دوسرے کو دیکھ کر شرم نہیں آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! وہ دن ایسا ہولناک ہوگا کوئی آدمی دوسرے کی طرف دیکھ ہی نہ سکے گا سب کو اپنی فکر ہوگی کسی کو معلوم نہیں ہوگا کہ اس کے برابر میں کون ہے۔

نفسی نفسی کا عالم ہوگا

اڑیسہ کے طوفان میں ایک آفیسر گھر گیا یکایک اس کی گردن تک پانی آ گیا، وہ بار بار موبائل پر کہہ رہا تھا کہ مجھے یہاں سے نکالا جائے چوبیس گھنٹے بعد اس کو ہیلی کاپٹر سے اوپر اٹھایا گیا اللہ نے اس کو بچا لیا اس سے پوچھا گیا کہ چوبیس گھنٹے

میں آپ نے کیا دیکھا؟ تو اس نے کہا میرے برابر سے بڑے بڑے سانپ اور پانی کے خطرناک جانور گذر رہے تھے لیکن کسی جانور نے مجھے کاٹا نہیں اسلئے کہ سب کو اپنی جان کی پڑی تھی کہ کسی طرح بچ جائیں اللہ رب العزت یہ واقعات دنیا میں دکھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت پر ایمان عطا فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

پاکیزہ مائیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا أَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَنِسَاءً وَاتَّقُواْ اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءلُونَ بِہِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْباً۔صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

زندگی کی اوج گاہوں سے اُتر آتے ہیں ہم
صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم

محترم بزرگو اور عزیز دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اس سے بہت سے جوڑے بنائے اور پھر ان سے بہت سے مردوں اور

عورتوں کو پیدا کیا یعنی انسان کو جوڑا بنا کر پیدا فرمایا اور ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے، اور اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے سے سکون حاصل کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جنت کی ساری نعمتیں تمہارے لئے ہیں لیکن حضرت آدمؑ جنت میں رہ کر بھی اداس رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے آدم! تم کیوں اداس رہتے ہو؟ حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے معلوم نہیں ہے، آپ علیم وخبیر ہیں، سب کچھ جانتے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی کے نیچے ایک چھوٹی پھنسی پیدا فرمادی اور پھر وہ ایک بڑے پھوڑے کی شکل بن گئی۔

اماں حواؑ کی تخلیق

روایت میں ہے کہ وہ پھوڑا کافی بڑا ہو گیا اور پھر ایک دن وہ پھوٹا تو اس کے اندر سے حضرت حواؑ نکل کر باہر آئیں، حضرت آدمؑ دیکھ کر خوش ہو گئے اور ان سے بات کرنے کے لئے آدمؑ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے آدم! ابھی تم ان کو ہاتھ مت لگانا اگرچہ یہ تمہاری بیوی ہیں اور ہم نے تمہارے ہی لئے ان کو پیدا کیا ہے، لیکن پہلے ہمارے آخری نبی پر دس مرتبہ درود بھیجو اور سن لو جو درود تم پڑھو گے وہی اس کا مہر ہوگا اور پھر اس کے بعد حواؑ کے ساتھ تمہارا رہنا جائز ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی شکل میں اس لئے جوڑا بنایا تا کہ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھا سکیں اور ایک دوسرے کے تقاضوں کو پورا کرسکیں، اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا یَا أَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَۃٍ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اپنے اس رب سے ڈرو جس

نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا پہلے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور پھر ان کے قالب سے حضرت اماں حواؑ کو پیدا فرمایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے بائیں پسلی سے پیدا فرمایا ہے اور بعض روایات میں آتا ہے کہ عورت کو اللہ نے ٹیڑھی پسلی سے پیدا فرمایا اس لئے عورت کا مزاج بھی ایسا ہی ہے کہ اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو یہ ٹوٹ جائے گی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے اسی حالت میں فائدہ اٹھالو، معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ ان کے مزاج کے مطابق ہی برتاؤ کیا ہے۔

عورتوں کو تکلیف نہ دو

روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زینبؓ جو حضور ﷺ کی پھوپی زاد بہن ہیں اور حضور ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ہیں ان میں اور حضرت عائشہؓ میں کچھ ان بن ہوگئی، آپ ﷺ دونوں کی باتیں سنتے رہے، دونوں میں سے کسی کی بھی طرفداری نہیں کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں زینب تو ہماری پھوپی کی بیٹی ہے کتنی ہوشیار ہے اور کبھی فرماتے کہ دیکھو عائشہ صدیق اکبرؓ کی بیٹی ہے، کتنی عقلمند ہے، آپ ﷺ تفریح بھی لیتے اور بات بھی سنتے جاتے، دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں حضور ﷺ نے جلدی نہیں فرمائی بلکہ اخیر میں فرمایا کہ بس اب دونوں کے دلوں کی بھڑاس نکل گئی خاموش ہوجاؤ، معلوم ہوا حضور ﷺ نے عورتوں کا خاص خیال رکھا ہے فرمایا عورتوں کو تکلیف نہ دو۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سودہؓ کے پاس ایک مرتبہ حضور ﷺ بیٹھے تھے کہ ایک دوسری زوجہ محترمہ سالن لے کر آئی، حضور ﷺ کا معمول تھا کہ باری

باری ایک ایک بیوی کے یہاں قیام فرماتے، انہوں نے حضرت سودہؓ کے گال پر سالن لگادیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ سودہ تم بھی ان کے گال پر لگادو، آج ہمارے یہاں ایسا اگر ہوجائے تو جھگڑے ہوجائیں گے۔

حضور ﷺ بات کو سمیٹنے والے تھے بڑھانے والے نہیں ایک دوسرے کو سمجھاتے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی سالن لگادو، برابر ہوگیا معاملہ، جھگڑے کی کوئی بات نہیں، معلوم ہوا کہ عورتوں کو سمجھانے کے لئے بہت ہی عجیب وغریب حکمت اور تدبر کی ضرورت ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے جب حضرت صفیہؓ سے نکاح فرمایا حضرت صفیہؓ حی اخطب کی بیٹی ہیں اور حی اخطب حضور ﷺ کا جانی دشمن اور اپنے قبیلہ کا سردار تھا لیکن جب لڑائی ہوئی مسلمانوں سے، تو حی اخطب اور اس کے قبیلے کو شکست ہوئی اس زمانے میں دستور تھا کہ جب شکست ہوتی تھی، فاتح قوم مفتوح کی عورتوں کو باندی بنالیتے تھے اور مردوں اور بچوں کو غلام، تو اس مال غنیمت میں حضرت صفیہؓ ایک صحابی کے حصے میں آئیں، صحابی حضور ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا یہ سردار کی بیٹی ہے اس لئے سردار ہی کے پاس رہے تو زیادہ اچھا ہے اور درخواست کی یارسول اللہ ﷺ! یہ میرے حصے میں آئی ہیں لیکن میں آپ کو پیش کرتا ہوں، حضور ﷺ نے قبول فرمایا اور ان سے نکاح فرمالیا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

غیر مسلمین کہا کرتے ہیں کہ تمہارے نبی نے اتنے نکاح کئے ہیں، ان کو اتنے نکاح کی ضرورت کیا تھی؟ نعوذ باللہ!

جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو نکاح کئے ہیں اس میں دین کی بقا اور امت کے بہت سارے فائدے تھے، اسلئے آپ ﷺ نے متعدد نکاح کئے اور اس میں حضرت صفیہؓ کا نکاح بھی شامل ہے، حضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح کرلیا، اس وقت حضور ﷺ اور مسلمانوں کے پاس بہت سارے غلام مال غنیمت میں ملے تھے، جب صحابہ نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح کرلیا ہے اور ان کے قبیلے کے بہت سارے لوگ مال غنیمت میں بطور غلام ہیں، تو حضور ﷺ کے رشتے داروں کو قید میں رکھنا اور غلام بنا کر رکھنا صحابہؓ نے گوارا نہیں کیا بلکہ سارے قیدیوں اور غلاموں کو آزاد کردیا صرف اس خیال سے کہ حضور ﷺ کے رشتے دار ہیں، معلوم ہوا کہ حضرت صفیہؓ کے خاندان کو جتنا حضور ﷺ سے فائدہ پہونچا کسی سے نہیں پہونچا حضرت صفیہؓ یہودی خاندان سے تھیں، عورتوں کا معاملہ بھی عجیب ہوتا ہے، مردوں میں برداشت اور تحمل کا مادہ زیادہ ہوتا ہے، عورتیں جلدی اور چھوٹی چھوٹی بات میں ناراض ہوجاتی ہیں اور چھوٹی چھوٹی بات میں خوش ہوجاتی ہیں۔

عورت میں شکوے شکایت زیادہ

ایک مرتبہ حضرت صفیہؓ کو کسی دوسری ام المومنین نے کہہ دیا کہ صفیہ تو یہودیہ ہے وہ ایمان لا چکی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو امہات المومنین میں شامل فرمایا اور ساری امت کی ماں قرار دیا، اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوسکتا ہے؟ حضرت صفیہؓ کو بڑی ناراضگی ہوئی اور صدمہ ہوا، حضور ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ صفیہ! تم کو اگر کوئی کہے کہ میں ابوبکر وعمر کی بیٹی ہوں تو تم بھی کہہ دو کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی بیٹی ہوں، حضور ﷺ ازواج مطہرات کے درمیان رنجش نہیں بڑھاتے تھے بلکہ رنجش گھٹاتے تھے، حضور ﷺ کا معمول تھا کہ تمام متعلقین کی اچھی صفت کو ظاہر فرما کر ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

حضور ﷺ کی دلجوئی کرنے کا انداز

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سو مردوں کی قوت عطا فرما رکھی تھی، اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ایک ہزار مردوں کی قوت عطا فرما رکھی تھی اس کے باوجود بھی حضور ﷺ اپنی مردانگی یا بے جا قوت کا مظاہرہ نہیں فرماتے تھے، بلکہ خاص طور پر عورتوں کے ساتھ نہایت نرمی کا معاملہ فرماتے تھے، روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جب حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتیں تو عائشہؓ جس ہڈی کو چوس کر دسترخوان پر رکھتی تھیں حضور ﷺ اس کو اٹھا کر ادھر سے ہی چوستے جدھر سے حضرت عائشہؓ چوستی تھیں، یہ حضور ﷺ کا وہ نرالا انداز تھا جس کو ایک نبی ہی اختیار کرسکتا ہے عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

تربیت پر خصوصی توجہ

حضور ﷺ نے جہاں عورتوں کی اس طرح سے دلجوئی فرمائی وہیں پر حضور ﷺ نے تعلیم وتربیت پر بھی خصوصی توجہ دی، حضرت عائشہ بڑی محدثہ ہیں، ان کو ڈھائی ہزار حدیثیں ازبر یاد تھیں، حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ہر امت میں ایک محدث ہے اور میری امت میں عمر فاروقؓ محدث ہیں یہ وہ پاک نفوس ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں رہ کر صرف دین سیکھا ہی نہیں بلکہ دین کے نمونے بن گئے، حضور ﷺ کے تعلق سے فرمایا گیا کہ آپ ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے، قرآن کی بولتی تفسیر تھے، یعنی آپ ﷺ کا چلنا پھرنا اور بات کرنا سب قرآن کے مطابق تھا۔

صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی صحبت مبارکہ کے طفیل دین پر اتنا عبور حاصل کرلیا تھا کہ ان کی حرکات وسکنات اور بول چال، سونا جاگنا سب کچھ قرآن کریم کے

مطابق ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے بارے میں فرمایا کہ صحابہ کرام کفار کے معاملے میں سخت ہیں اور اگر دین کے بچانے کا مسئلہ آجائے تو اپنی جان کو قربان کر دیتے ہیں، اپنی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیتے ہیں، انہوں نے اپنا مال واسباب دین کے لئے قربان کر دیا ہے، لیکن دین پر آنچ نہیں آنے دی، اور ارشاد فرمایا گیا کہ صحابہ آپس میں بے انتہا مہربان تھے اور ہنسی مذاق بھی کیا کرتے تھے۔

حدیث میں ہے کہ تربوز اور خربوزہ کھانے کے بعد کبھی کبھی ایک دوسرے پر چھلکے بطور مذاق پھینک دیا کرتے۔ لیکن ہمارا معاملہ بالکل بدل گیا ہے، آج ہماری دوستی غیروں سے رہتی ہے اپنوں سے نہیں، اپنے گھر والوں کو غضب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور غیروں کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حضور ﷺ نے اس کی تنبیہ فرمائی ہے کہ جس طرح اپنے قریبی رشتہ داروں کو دین پہونچانا ہے اسی طرح حسن اخلاق کے معاملہ میں بھی رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔

حسن اخلاق کا معیار

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ حضور ﷺ نے عورتوں کے لئے بہترین نمونہ پیش کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ میں تم میں سب سے بہتر میں ہوں اور تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ اچھا معاملہ رکھے، یہ وہ چیز ہے جس کے تعلق سے اکثر شوہر اور نوجوان غافل رہتے ہیں، بعض لوگ گھر میں داخل ہوتے ہی قہر اور غصہ ظاہر کرتے ہیں تا کہ گھر والوں پر رعب پڑے، اس کو حضور ﷺ نے بالکل ناپسند فرمایا اور ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا مرد جس کو دیکھ کر گھر والے سہم جائیں اور ڈر جائیں ایسے مرد پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھر میں سلام کرتے ہوئے اور ہنستے مسکراتے داخل

ہونا چاہیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے گھر والوں کا دل لگانے اور خوش کرنے کیلئے بیٹھ کر جائز مذاق کر لے، جس کو حضرت عبدالرحمان صفویؒ نے نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے ایسے آدمی کو دو ہزار برس عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نکاح نو سال کی عمر میں ہی ہو گیا تھا، رخصتی تیرہ سال کی عمر میں ہوئی، کبھی کبھی دل بہلانے کے لئے حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کو اکیلا چھوڑ دیتے تھے، محلے کی لڑکیاں آتیں اور گڑیوں سے ان کا دل بہلاتی تھیں، ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر میں تشریف لائے تو محلے کی لڑکیاں بھی حضرت عائشہ کے ساتھ کھیل رہی تھیں چونکہ عمر کم تھیں، حضور ﷺ نے دریافت کیا یہ گھوڑا کیسا ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا، یا رسول اللہ ﷺ! یہ حضرت سلیمان کا گھوڑا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اس کے تو پر ہیں؟ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! حضرت سلیمان کے گھوڑے کے پر بھی تھے۔ تو حضور ﷺ مسکرانے لگے، معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اہل خانہ کی دلجوئی فرمائی، ایسی جلیل القدر اور محدثہ کبیرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ڈھائی ہزار احادیث یاد تھیں، ان کے شاگردوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر وغیرہ ہیں اور بھی نہ معلوم کتنے صحابہ نے ان سے علمی استفادہ کیا ہے۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

بحمد اللہ تعالیٰ خطبات رحیمی کی جلد دوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ!